درد کا آنگن

(ایک معرکہ آرا معاشرتی ناول)

رئیس احمد جعفری

مقبول اکیڈمی شاہراہ قائدِ اعظم لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مقبول اکیڈمی

۱۰۔ دیال سنگھ مینشن شاہراہ قائداعظم لاہور

پرنٹرز: معراج پریس لاہور

قیمت : [illegible]۰۰ روپے

حصّہ اوّل

اِنکار

•

تم بھی ناداں ہو جو کرتے ہو شکایت ناظرؔ
دردِ دل کا کہیں اظہار کیا کرتے ہیں۔؟

(۱)

"مجھے آپ سے ہمدردی ہے لیکن افسوس میں آپ سے محبّت نہیں کر سکتی؟"

"میں جانتا ہوں، ہمدردی کا شکریہ، آپ مجھ سے محبّت نہیں کر سکتیں اس کا شکوہ نہیں۔"

"لیکن فخری کہتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"

"شاید اُس نے یہ تو کبھی نہیں کہا ہوگا کہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں؟"

"ہاں یہ کبھی نہیں کہا اور کہہ بھی کیسے سکتا تھا؟"

"بس تو قصّہ ختم، پھر اس گفتگو سے حاصل؟"

"کیا واقعی آپ مجھ سے محبّت کرتے ہیں؟"

"خود آپ کا کیا خیال ہے؟"

"مجھے چھوڑیئے اپنی بتایئے۔"

"بس یوں کہہ سکتا ہوں کہ فخری نے کچھ جھوٹ نہیں کہا۔"

"لیکن کیوں کرتے ہیں آپ مجھ سے محبّت؟ کون سی خاص بات ہے مجھ میں جس نے آپ کو محبت کرنے پر مجبور کر دیا؟ میں روز آئینہ دیکھتی ہوں، مگر کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوئی کہ خوبصورت ہوں، سلیقہ کا جہاں تک تعلق ہے کھانا تک پکانا

نہیں آتا۔ ہنرمندی کا یہ عالم ہے کہ کپڑے درزی سے سلواتی ہوں، ذہانت کی یہ کیفیت ہے کہ اس سال بڑے اچھے نمبروں سے فیل ہو گئی، سارا گھر مجھ سے نالاں ہے، امی بیزار ہیں میری نالائقی سے، ہر کوئی ناخوش ہے۔ کوئی مجھے باغی کہتا ہے، کسی کی نظر میں منہ پھٹ ہوں۔ کسی کا خیال ہے کہ بدتمیزی مجھ پر ختم ہے، نفرت، حقارت اور بیزاری کے اس طوفان میں جب یہ آواز میرے کانوں میں پڑتی ہے کہ کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے یا چاہتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میرا انداق اڑایا جا رہا ہے، مجھے بنایا جا رہا ہے میں نہیں چاہتی کہ یہ لفظ میرے کان میں پڑیں؟"

"کیا یہ لفظ آپ نے مجھ سے ہی سُنے ہیں؟"

"نہیں آپ سے نہیں، فخری کہتا ہے۔"

"تو شکایت فخری سے ہونی چاہیئے نہ کہ مجھ سے؟!"

"لیکن کہتا تو آپ کے متعلق ہے!"

"میں اُسے منع کر دوں گا۔"

"کیا وہ آپ کی بات مان لے گا؟"

"نہ مانے تو آپ منع کر دیجئے گا۔"

"وہ میری بھی نہیں مانے گا۔"

"جب تک اس کا مقصد نہیں پورا ہو جاتا، وہ آپ کی ہر بات مانے گا؟

"آپ مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دیجئے خود بخود اسے خاموشی اختیار کرنا پڑے گی!"

"آپ مجھ سے محبت کرنا شروع کر دیجئے، اس کے بعد وہ خاموشی اختیار کر لے گا"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ — وعدہ کیجئے آپ سے محبت نہیں کریں گے۔؟"

"کیا یہ وعدہ آپ نے کبھی فخری سے بھی لینے کی کوشش کی ہے؟"

"فخری سے؟ — فخری سے کیوں؟"

"وہ بھی تو آپ سے محبت کرتا ہے؟"

"وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے؟ آپ کو کیسے معلوم؟"

"یہ بھی خوب رہی — کہیں چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ؟"

"گویا آپ نے میری ایک چوری پکڑ لی؟"

"صرف آپ کی نہیں فخری کی بھی۔"

"اچھا فرض کر لیجئے کہ یہی بات ہے پھر؟"

"پھر کیا کچھ نہیں!"

"پھر آپ ہمارے راستے سے ہٹ کیوں نہیں جاتے؟"

"کس طرح ہٹوں؟ کہئے تو یہ شہر چھوڑ دوں؟ بزم وانجمن کی شرکت چھوڑ دوں؟ یہ دنیا چھوڑ دوں؟"

"یہ کچھ نہ کیجئے صرف میرا پیچھا چھوڑ دیجئے!"

"آپ کی یہی بات میری سمجھ میں نہیں آتی؟ میں نے کس دن آپ سے اظہارِ محبت کیا؟ میں نے کس دن آپ سے رومان لڑانے کی کوشش کی؟ میں نے کب اور کس دن آپ سے چاہا کہ آپ میری بن جائیے۔ آپ نے میری کس بات سے یہ سمجھا ہے کہ میں آپ کے پیچھے پڑا ہوں؟"

"فخری کہتا ہے۔"

"بکتا ہے —!"

"آپ خود بھی تو اعتراف کر رہے ہیں؟"

"آپ کے پوچھنے پر!"

"اس کے معنی یہ ہوئے کہ فخری سچ کہتا ہے؟"

"اس کے سچ کہنے سے آپ کا کیا بگڑتا ہے!"

"آپ نہیں جانتے کہ اس کی زبان سے یہ باتیں سن کر میری کیا کیفیت ہوتی ہے!"

"کیا آپ مجھ سے نفرت کرنے لگتی ہیں؟"

"نہیں — آپ سے ہمدردی اور اپنے آپ سے نفرت!"

"خیریت تو ہے یہ کیوں؟"

"آپ نیک ہیں، شریف ہیں، قابل ہیں، خوش اطوار ہیں دنیا جہان کی خوبیاں آپ کے اندر موجود ہیں آپ کو ٹھکراتے ہوئے میرے دل کو صدمہ ہوتا ہے!"

"پھر بھی آپ فخری سے محبت کر سکتی ہیں، اور مجھ سے نہیں کر سکتیں؟"

"محبت دلیل اور حجت سے نہیں پیدا ہوتی، میرا دل اسے چاہتا ہے!"

"لیکن اس کا کچھ سبب بھی تو ہوگا!"

"بس یہی کہ میں اسے چھوڑ نہیں سکتی۔"

"اس لئے کہ وہ امیر ہے، میں غریب ہوں؟ اس کے پاس موٹر ہے، اور میں پاپیادہ گھومتا ہوں؟ وہ نوٹوں سے کھیلتا ہے اور میری جیب ہمیشہ خالی رہتا ہے؟"

"یہی سمجھ لیجئے ـــ زندگی جذبات کا نام نہیں، حقیقت کا نام ہے۔ بطور بس حقیقت کا نام، !"

"مجھے نہیں معلوم تھا آپ فلسفہ بھی جانتی ہیں۔"

"میں بھی یہ نہیں جانتی تھی کہ اس عام حقیقت کو آپ نظر انداز کر جائیں گے!"

یہ سچ ہے کہ فخری آپ کو جو کچھ دے سکتا ہے، میں نہیں دے سکتا اس کے پاس سب کچھ ہے میرے پاس کچھ نہیں ـــ لیکن ایک ایسی چیز ہے جو صرف میرے پاس ہے اس کے پاس نہیں، !"

"وہ کیا؟ کون سی چیز؟"

"محبت ـــ !"

"کیا آپ کا خیال ہے کہ فخری مجھ سے محبت نہیں کرتا؟ مجھے دھوکا دیتا ہے! جھوٹ بولتا ہے مجھ سے؟ آخر اسے کیا ضرورت ہے اس کی؟"

"ضرورت نہ ہوتی تو ایسا کرتا کیوں!"

"اس کی دولت کیا نہیں خرید سکتی ـــ سب کچھ خرید سکتی ہے اور حد یہ ہے کہ آپ کو بھی ـــ!"

"یہ بہت ذلیل قسم کا ذاتی حملہ ہے!"

"بے شک میرے الفاظ تلخ ہیں، لیکن ہیں سچ!"

"آپ نہیں جانتیں، میں جانتا ہوں، کاش میں بھی نہ جانتا ہوتا؟"

"صاف صاف کیوں نہیں کہتے؟"

"کیا کہوں، سن کر تکلیف ہوگی خواہ مخواہ۔!"

"لیکن میں سننا چاہتی ہوں۔"

"کیا یقین آجائے گا۔؟"

"ہاں کر لوں گی یقین!"

"بارہا اس کی توہین ہو چکی ہے، آپ کے ساتھ اس کا پہلا عشق نہیں ہے بےشک آپ وہ پہلی لڑکی ہیں جس نے اس سے محبت کی ہے اور اس کی کمزوریاں دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لی ہیں، اور نہ جن لڑکیوں کی آنکھیں کھلی تھیں انہوں نے اسے میری طرح دھتکار دیا۔"

"غلط، جھوٹ۔!"

"اسی لئے تو میں کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے زبردستی مجھے انکشافِ حقیقت پر مجبور کیا اور اب جھوٹ کہہ کر میری توہین کر رہی ہیں، لیکن ہاں مجھ جیسوں کی توہین ہوتی کہاں ہے؟"

"اپنا قصہ چھوڑیئے، اور کہاں اس کی توہین ہوئی؟"

"شراب خانے میں، پولیس اسٹیشن پر حوالات میں!"

"کیا وہ شراب بھی پیتا ہے؟"

"بلا نوش ہے وہ تو!"

"پولیس اسٹیشن پر کیوں گیا تھا؟"

"گیا نہیں تھا پکڑ کر لے جایا گیا تھا!"

"کس جرم میں؟"

"کوئنس گارڈن میں ایک شریف لڑکی کے تعاقب کرنے کے جرم

"اور اسی جرم میں حوالات بھی ہو گیا؟"

"نہیں وہاں جوئے کی لت لے گئی تھی! لیکن دولت نے بچا لیا جیل سے!"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ رقابت آپ جیسے شخص کو جس کی میں اتنی عزت کرتی تھی اتنا اندھا کر دیتی ہے اتنا پنچ بنا دیتی ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ کیا یہ باتیں آپ فخری کے سامنے بھی کہنے کی جرأت رکھتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟ — کیا میں اس سے ڈرتا ہوں!"

"لیکن فخری آپ کا دوست بھی تو ہے!"

"ہاں ہے۔"

"اس دوستی کی عمر کیا ہے؟"

"تقریباً دس سال۔"

"اور دس سال کی اس دوستی کی قیمت سے یہ تہمت، یہ جھوٹ، یہ افترا پردازی یہ دروغ بے فروغ!"

"اپنے بارے میں یہ الفاظ پہلی مرتبہ آپ کی زبان سے سن رہا ہوں!"

"اپنے الفاظ واپس لیجئے!"

"اگر فخری نے میرے الزامات کو قبول کرنے سے انکار کر لیا تو لے لوں گا۔"

"گویا آپ اس سے لڑنا چاہتے ہیں؟"

"میں تو اس سے ڈوئل بھی لڑنے کو تیار ہوں۔"

"میرے لئے؟"

"نہیں آپ کے لئے نہیں!"

"پھر کس کے لئے؟"

"حق اور سچائی کے لئے!"

"ڈوئل تو عورتوں کے لئے لڑا جاتا ہے حق اور سچائی کے لئے، تو آج پہلی مرتبہ آپ کی زبان سے سن رہی ہوں۔"

"میں ایک نیک اور اچھی لڑکی کو، اور جو یقیناً آپ ہیں، ایک ایسے شخص سے بچانا چاہتا ہوں جو آپ کو کبھی خوش نہیں رکھ سکے گا۔ میں ایک دوست کو جو یقیناً فخری ہے، ایک ایسے کام سے روکنا چاہتا ہوں، جو اسے اور زیادہ اخلاقی اعتبار سے پست کر دے گا۔

"وہ کس طرح؟"

"اس لئے کہ وہ شادی کے بعد بھی وہ اپنے طور طریقے نہیں بدل سکے گا۔"

"آخر آپ میرے اتنے ہمدرد کیوں ہیں؟"

"اب تک تو محبت جرم تھی، اب ہمدردی بھی جرم ہو گئی ہے۔۔۔ آپ بھی تو مجھ سے ہمدردی رکھتی ہیں۔ آخر مجھے اس کی اجازت کیوں نہیں؟"

"مان لیا آپ سچے ہیں، پھر بھی میرا نباہ فخری سے ہو سکتا ہے آپ سے نہیں۔"

"یہ میں جانتا ہوں۔"

"اور یہ جانتے ہوئے بھی ہمارے راستے میں پتھر بن کر حائل ہیں۔"

"یہی تو غلط فہمی ہے۔۔۔ میں نے اگر کبھی آپ سے اظہارِ محبت کیا ہو تو بتایئے میں نے کبھی آپ کو روکا ہو کہ فخری سے شادی نہ کیجئے۔ تو کہہ دیجئے، میں نے اگر فخری سے آپ کے خلاف کوئی بات کی ہو تو بتایئے۔ میں نے اگر کبھی فخری کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو تو ثبوت دیجئے۔ بے شک میرا دل کڑھتا ہے آپ پر بھی اور فخری پر بھی، فخری پر اس لئے کہ وہ کئی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکا ہے اگر آپ کو معاف کر دیتا تو کیا بگڑ جاتا اس کا؟ اور آپ کو بھی خدا نے بہت سی صلاحیتیں دی ہیں۔ وہ سب فخری کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد آہوں اور آنسوؤں میں تبدیل ہو جائیں گی!"

"اب آپ بد دعا بھی دینے لگے!"

"یہ نہ کہئے۔"

"پھر کیا کہوں بتا دیجئے۔"

"کچھ نہ کہیئے، آپ جس راستے پر چل رہی ہیں وہ تباہی کا راستہ ہے، میں دعا کرتا ہوں، میرے خیالات غلط ثابت ہوں اور آپ سکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکیں!"

"شکریہ اس نوازش کا!"

"آپ نے مجھے بلایا تھا میں چلا آیا، آپ نے جو کچھ کہا میں نے سُن لیا — کیا اب میں جا سکتا ہوں؟"

"شوق سے، جایئے، تشریف لے جایئے۔"

"ایک بات کہنا چاہتا ہوں، کیا اجازت ہے؟"

"سن لوں گی، — فرمایئے!"

"اگر خدانخواستہ میرے الفاظ صحیح ثابت ہوں —!"

"میں خودکشی کر لوں گی!"

"اس کے بعد بھی آپ میرے پاس آ سکتی ہیں، خودکشی کی ضرورت نہیں!"

"تاکہ آپ طعنے دے دے کر مار ڈالیں مجھے۔"

"تاکہ میں آپ کے زخمی دل پر مرہم رکھوں، آپ کے آنسو پونچھوں، آپ کے دُکھ کو سکھ سے بدل دوں —!"

"کس چیز سے؟ آپ کے پاس ہے کیا؟"

"محبت —!"

"صرف محبت، آنسو نہیں پونچھ سکتی، محبت روٹی نہیں دے سکتی۔ کپڑا نہیں دے سکتی، زندگی کا عیش نہیں دے سکتی۔ آپ کے پاس نہ دولت ہے نہ جائداد، آپ میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جذبہ بھی نہیں ہے آپ امتحان کے مقابلہ سے ہمیشہ کتراتے رہے ہیں۔ بقول خود آپ کو دولت سے نفرت ہے آپ روپیہ کمانا نہیں چاہتے۔ قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں! آپ میرے دکھ کو سکھ سے کس طرح بدل سکیں گے۔

آپ کے یہ خیالات آج ہیں کل نہیں رہیں گے۔"

"اگر ایسا ہوا تو بے شک اپنے دکھ کا مداوی طلب کرنے ضرور آپکے پاس حاضر ہو جاؤنگی"

"شکریہ!۔ اب آپ جا سکتی ہیں!"

"جایئے ۔ میں تو فخری کا انتظار کر رہی ہوں (گھڑی دیکھتے ہوئے) وہ دس پندرہ منٹ میں آتے ہوں گے! مجھے ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں!"

"بہت خوب، میں چلا!"

"لیکن ایک بات تو بتاتے جایئے،!"

"کون سی بات پوچھنا چاہتی ہیں آپ؟"

"آپ نے فخری کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، کیا میں اُسے بتا دوں!"

"شوق سے!"

"آپ کو کسی قسم کی شکایت تو نہ ہو گی؟"

"ہرگز نہیں!"

(۲)

فخری تم آگئے ہو ؟“

” ہاں، سر کے بل !“

” میں دیر سے انتظار کر رہی تھی تمہارا !“

” تم نے جو وقت دیا تھا میں اس سے تین منٹ پہلے پہنچا ہوں !“

” ابھی ابھی رشید صاحب تشریف لے گئے ہیں ؟“

” وہ کیوں آیا تھا !“

” میں نے بلایا تھا ۔“

” تم نے کیوں بلایا تھا ؟ — فاخرہ تم نہیں جانتیں وہ رنگا سیار ہے صورت دیکھو تو فرشتہ، سیرت پر نظر ڈالو تو شیطان !“

” ایسا نہ کہو، ایک انسان کی حیثیت سے وہ بہت اونچا اور اچھا آدمی ہے“

” کیا کہا اونچا آدمی ہے وہ شیطان ؟“

” کیوں اپنی زبان خراب کرتے ہو ! وہ شیطان نہیں ہے اچھا انسان ہے کم از کم ہم دونوں سے کہیں بہتر اور برتر — !“

” اچھا تو یہ بات ہے !“

"کیا بات سمجھے تم؟"

"وہ ڈورے ڈالنے میں کامیاب ہوگیا، اس نے مجھے شکست دے دی، اس نے تمہیں جیت لیا!"

"یہ غلط ہے، نہ وہ تمہیں شکست دے سکتا ہے، نہ مجھے جیت سکتا ہے؟"

پھر اس کی قصیدہ خوانی کیوں ہو رہی تھی؟"

"ہر اچھا آدمی اس لئے تو نہیں ہوتا کہ اس سے شادی کر لی جائے اس سے محبت کی جائے؟ فخری اچھا آدمی ہے کچھ لوگ اس سے بھی اچھے ہوں گے، ہوا کریں، محبت تو اس سے ہوتی ہے جسے دِل چاہے اور کیا تم نہیں جانتے میرا دل کسے چاہتا ہے؟ میں کِس سے محبت کرتی ہوں؟"

"نہیں"

"ہاں۔ اس شخص کا نام فخری ہے!"

(خوش ہو کر) فاخرہ تم نے مجھے نئی زندگی بخشی ہے تو تمہاری باتیں سن کر مایوس ہو چلا تھا، اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا ہو گیا تھا" اتنے بے حوصلہ کیوں ہو گئے ہو تم۔ کیا تمہیں خود اپنے اوپر اعتماد نہیں۔

"ہے۔۔ لیکن ڈرتا بھی رہتا ہوں!"

ڈر کیسا؟ کس سے؟ کیوں؟"

"تم سے۔۔ میں نے شیر کا شکار کیا ہے اور اس بے جگری سے کہ دیکھنے والا عش عش کر اٹھے، میں نہ جانے کیوں تمہارے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہوں"

"اب بنانے لگے، مجھے نہ خوشامد پسند ہے نہ چرب زبانی، آدمیوں کی سی باتیں کرو!"

"اچھا آدمیوں کی سی باتیں کرتا ہوں۔ بتاؤ رشدی سے کیا کیا باتیں ہوئیں؟"

"بہت سی، کہاں کہاں تک یاد رکھوں؟"

"پھر بھی، کچھ تو؟"

"کہنا تھا تمہارا انتخاب غلط ہے، محبت میرے پاس ہے، دولت فخری کے پاس، محبت کو ٹھکرا کر، دولت کا تعاقب کر کے کبھی خوش نہیں رہ سکو گی!"

"احمق ہے، بکتا ہے، — اگر میں امیر ہوں تو تم کون سی فاقہ مست ہو! غریب تو وہ خود ہے، اور اس طرح ایک تیر میں دو شکار کرنا چاہتا ہے۔؟"

"دو شکار کیوں کر؟"

"تمہیں میری دولت سے محروم کر دینا چاہتا ہے اور خود تم جیسی دولت بے بہا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے"

"نہیں وہ ایسا وہ آدمی نہیں ہے، بے شک اس کے پاس دولت نہیں، لیکن اسے دولت کی پرواہ بھی نہیں!"

"یوں کہو انگور کھٹے ہیں؟"

"کیا تمہارا خیال ہے وہ سپیریر سروس کے امتحان میں ناکام ہو جاتا؟ دشمن بھی اس کی ذہانت اور قابلیت کے قائل ہیں۔ لیکن پرنسپل صاحب کے اصرار کے باوجود، وہ انکار پر اڑا رہا۔ کبھی کہتا رہا میں سرکاری ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ میں ملازمت کرنا ہی نہیں چاہتا۔"

"ہاں ٹھیک ہی تو ہے۔ جس نے بھیک مانگنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ ملازمت کیوں کرے گا؟"

"نہیں فخری، پھر تم بہکنے لگے، بھیک تو وہ مانگتا ہے جو کچھ نہ کر سکے!"

"نہایت نکما اور گاؤدی آدمی ہے، نہ جانے کیوں تم پر اس کا سکہ بیٹھ گیا ہے"؟

"مجھ میں اور تم میں یہی تو فرق ہے تم جس سے خفا ہوتے ہو اس کی نیکیاں بھی برائیوں کے کھاتے میں ڈال دیتے ہو، اور میں اگر کسی کی برائی کا اعتراف کرتی ہوں تو اس کی نیکی کا بھی انکار نہیں کرتی۔"

(ہنستے ہوئے) کیا کہنا ہے، مردوں میں تو نوشیرواں عادل، اور عورتوں میں حضور سرکارِ عالیہ، بس ان دونوں پر انصاف ختم ہے — کیا رشدی میرے

بارے میں بھی کچھ کہتا تھا؟"

"ہاں بہت کچھ۔!"

"(دبے ہوئے اضطراب کے ساتھ) کیا کہتا تھا؟"

"چھوڑو ان باتوں کو، میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی جس سے فتنہ پیدا ہو!"

"اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے میری خوب خوب برائیاں کی ہوں گی!"

(مسکراتے ہوئے) جانتے ہو محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ تم سے اس کی جنگ ہے، مجھ سے وہ محبت کا مدعی ہے، پھر برائیاں نہ کرے گا تو کیا قصیدے پڑھے گا!"

"لیکن میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کہتا تھا میرے بارے میں؟"

"کہتا تھا تم شرابی ہو، بدکردار ہو، کئی لڑکیوں کی زندگی تباہ کرچکے ہو، آوارہ مزاج ہو، کسی لڑکی کا تعاقب کرتے ہوئے گرفتار ہوکر رات بھر حوالات میں بھی رہ چکے ہو، لیکن روپے کے زور سے بچ گئے ورنہ جیل کی ہوا کھاتے۔"

(پیکرِ غضب بن کر) "اور کیا کہہ رہا تھا؟"

شاید کچھ اور بھی کہتا لیکن میں اس سے زیادہ نہ سن سکی، اپنی افتادہ طبع کے خلاف بڑے سخت لہجہ میں اُسے خاموش کر دیا میں نے!— میں نے کہا تم جھوٹے ہو، فخری کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہو صرف جوشِ رقابت کا نتیجہ ہے، میں ایک بات کا بھی یقین نہیں کر سکتی۔"

(ذرا مطمئن ہوکر) "اس کے جھوٹ اور بزدلی کا اندازہ اس سے کرلو کہ میری عدم موجودگی میں تم سے اس نے یہ باتیں کیں، اتنی جرأت بھی نہ ہوئی کہ میرے سامنے زبان کھول سکتا۔ پھر میں اُسے مزا چکھاتا!"

"لیکن وہ تو تیار ہے یہ باتیں تمہارے سامنے دہرانے پر!"

(بے چینی سے پہلو بدل کر) کیا کہا فاخرہ؟"

"میں نے پوچھا تھا کیا یہ باتیں تم فخری کے سامنے کہہ سکتے ہو؟"

"پھر کیا جواب دیا اس نے؟"

"اس نے جواب دیا کہہ سکتا ہوں، ایک دفعہ نہیں ہزار مرتبہ، پھر میں نے پوچھا کیا تم اُس سے لڑنا چاہتے ہو؟ — جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا؟"

"بتاؤ، میں سراپا گوش ہوں!"

"اس نے کہا، میں تو اس سے ڈوئل لڑنے کو بھی تیار ہوں۔"

"وہ مجھ سے ڈوئل لڑنے کے لئے زندہ نہیں رہے گا؟"

"یہ کیا کہا تم نے؟ کیوں زندہ نہیں رہے گا۔؟"

"میں اُسے ہلاک کر دوں گا۔"

"اور پھر خود پھانسی پر چڑھ جاؤ گے۔"

"فخری کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑ سکتے ہیں پھانسی کا پھندا نہیں۔"

"کیا قتل کی سزا کوئی نہیں ہے؟"

"کیوں نہیں ہے؟ — لیکن میرے جو آدمی رشدی کو قتل کریں گے اُن کا سراغ لگانے کے لئے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے مدد طلب کی جائے تو بھی کامیابی نہ ہوگی"

"تو کیا تم غنڈے ہو؟"

"خود ہی کہہ چکی ہو، محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے، وہ میرا رقیب بھی ہے، اور دشمن بھی، میں اُسے زندہ نہیں رہنے دونگا۔ بہت ممکن ہے کہ کل ہی کے اخبار میں اس کی لاش بے کفن کی تصویر تمہاری نظر سے گزرے!"

(سہم کر) "فخری میرا دل ہول رہا ہے، خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو!"

"جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب کچھ نہیں کہنا ہے۔"

"وعدہ کرو، تم نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل نہیں کرو گے؟ رشدی کو قتل نہیں کراؤ گے!"

"تمہاری خاطر تم سے غلط وعدہ کئے لیتا ہوں!"

"اگر تم نے ایسا کیا تو پھر ہم تم ایک نہ ہو سکیں گے، پھر میں تم سے نفرت کرنے لگوں گی۔ پھر کسی قیمت پر تم مجھے نہیں پا سکو گے۔"

"یہ میں کیا سن رہا ہوں فاخرہ؟"

"میرے فیصلے بہت اٹل ہوتے ہیں، ہیں غلط نہیں کہتی — دیکھنا وہ رشدی اسی طرف آرہا ہے، نہ جانے کیوں، خدا کیلئے اس سے نہ الجھنا۔ اُس سے کوئی بات نہ کرنا۔"

---

(۳)

"رشدی میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

(اور قریب آکر) میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں، کیا یہ باتیں پھر نہیں کر سکتے؟"

"نہیں — ابھی، یہیں، اسی وقت وہ تمام باتیں ہوں گی، تم بھاگ نہیں سکتے۔"

"کھیل کے میدان کے سوا تم نے کہیں اور بھی مجھے بھاگتے دیکھا ہے؟"

"بحث مت کرو — تم نے فاخرہ سے کیا کہا تھا؟"

"کیا فاخرہ نے نہیں بتایا؟"

"میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔"

"میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ فاخرہ نے غلط گوئی سے کام نہ لیا ہوگا؟"

"گویا فاخرہ نے سچ کہا؟"

"میری نظر میں تو بس فاخرہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے وہ اگر غلط بات کہے تو بھی میں یقین کر لوں گا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ غلط گوئی کی عادی نہیں ہیں!"

"(حقارت سے) بزدل خوشامدی۔"

"یہ تم کسے کہہ رہے ہو؟"

"جس کا نام رشدی ہے۔"

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے میرے دوست،۔۔۔ میں نے آج تک کسی کی خوشامد نہیں کی، میرے دل میں آج تک کسی کا خوف نہیں پیدا ہوا۔"

"کیا تم مجھ سے ڈوئل لڑنا چاہتے ہو؟"

"اگر تم منظور کر لو!"

"مجھے منظور ہے؟۔۔۔ کب؟ کہاں؟ کس کے سامنے تم کہاں لڑنا چاہتے ہو؟"

"ابھی، یہیں مس فاخرہ کے سامنے۔"

(جیب سے پستول نکالتے ہوئے) کیا تمہارے پاس پستول ہے؟"

"نہیں۔ لیکن میں تم سے یہ پستول چھین لوں گا۔"

"جب اس کی گولی تمہارے سینے کے پار ہو چکی ہو گی؟"

(بجلی کی سی تیزی سے کلائی پر گھونسہ مار کر پستول پر قبضہ کرتے ہوئے) دیکھ لیا؟ اب تم میرے رحم وکرم پر ہو، اب اس کی گولی تمہارا سینہ چھلنی کر سکتی ہے کیا تم مرنے کو تیار ہو؟ نہیں تم تیار نہیں ہو، کوئی بزدل، موت سے آنکھیں نہیں لڑا سکتا۔ تمہارا چہرہ سفید پڑ گیا ہے، دہشت سے تمہارا جسم لرز رہا ہے۔ شاید دل بھی زور زور سے دھڑک رہا ہو گا۔ مجھے اندیشہ ہے تمہاری حرکتِ قلب نہ بند ہو جائے۔

"رشدی صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا واقعی آپ فخری کی جان لینا چاہتے ہیں؟"

"ہاں مس فاخرہ میرا ارادہ ایسا ہی ہے، لیکن اگر آپ کی رائے ہو تو اس کی جان بخشی کر دوں؟"

"لائیے پستول مجھے دے دیجئے۔"

"(گولیاں نکال کر جیب میں رکھتے ہوئے) لیجئے، حاضر ہے!"

"آپ دونوں صلح کر لیجئے!"

"میں نے لڑائی کب کی تھی؟"

"وعدہ کیجئے، اب کبھی آپ فخری کی جان لینے کی کوشش نہیں کریں گے!"

"وعدہ کرتا ہوں، — اگر فخری نے میری جان لینے کی کوشش کی تب بھی مزاحمت نہیں کروں گا" جیب سے گولیاں نکال کر فاخرہ کی طرف پھینکتے ہوئے "لیجئے یہ حاضر ہیں، فخری کو دے دیں، وہ اپنا حوصلہ پورا کر لے۔ اگر فونٹین پن ہو تو لائیے لکھ دیتا ہوں۔ میری موت کا ذمہ دار میرے سوا کوئی نہیں، میں نے خودکشی کی ہے۔"

"رشدی صاحب!"

"مس فاخرہ کیا اب بھی کچھ کہنا ہے آپ کو؟"

"ہاں، صرف ایک بات!"

"فرمائیے میں ہمہ تن گوش ہوں؟!"

"مجھے ذلیل نہ کیجئے، — میں آپ کی شکر گذار ہوں کہ آپ نے پستول واپس کر دیا۔ گولیاں واپس کر دیں۔ جنگ نہ کرنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن مجھے اتنا نیچ نہ سمجھئے کہ میں آپ کی جان کی گاہک ہو سکتی ہوں، یا کسی کی ایسے ناپاک کام میں شریک ہو سکتی ہوں!"

"آپ کے بارے میں مجھے بھی یقین ہے۔"

"آپ نے میرے دل کا بڑا بوجھ اتار دیا۔"

"یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔"

"آپ کہاں جا رہے تھے اس وقت؟"

"ایک بہت ضروری کام ہے!"

"تو پھر تشریف لے جائیے!"

"اب وقت نکل گیا، اب وہاں جانا بیکار ہے، لیکن یہاں ٹھہرنا بھی بیکار

ہے۔ مجھے واپس جانا چاہیئے، ۔کیا اجازت ہے؟"

"شوق سے تشریف لے جایئے، اور جانے سے پہلے میری ایک بات سنتے جایئے۔"

"سن رہا ہوں، فرمایئے!"

"یقین کیجئے میرے دل میں آپ کی عزت ہے، بلکہ عظمت ہے، میں آپ کو بہت اونچا، اور بہت اچھا آدمی سمجھتی ہوں۔"

"آپ مجھے اونچا سمجھتی ہیں، میں فخری کو اونچا آدمی سمجھتا ہوں!"

"میرا نام مت لو، تمہیں میرا نام لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا۔

"(مسکراتے ہوئے) آخر اس قدر تمہیں غصہ کیوں آجاتا ہے؟ تم بامراد ہونے کے باوجود اتنے چڑچڑے ہو، میں ناکام ہونے کے بعد بھی نہیں جھنجھلاتا۔"

"رشدی صاحب میرے خیال سے یہ جنگ بند کر دیجئے۔"

"بہت اچھا مس ناظرہ۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں، آداب عرض ہے!"

---

(۴)

"بدمعاش، شیطان۔"
"یہ کسے کہہ رہے ہو؟"
"تمہارے رشدی کو، اور کسے!"
"پھر وہی طعنے؟ رشدی میرا کوئی نہیں ہے؟"
"لیکن اس کی عظمت کے ترانے خوب گائے جاتے ہیں۔"
"کم از کم اب تو تمہیں بھی اس کی عظمت کا اعتراف کر لینا چاہیے۔"
"اس شیطان کی عظمت کا اعتراف اور میں کروں؟"
"ہاں۔ تم؟"
"یہ کیوں؟ کس تقریب میں؟"
"کیا اس نے تمہاری جان بخشی نہیں کی؟"
"کیا اس میں اتنی ہمت تھی کہ مجھے مار ڈالتا۔"
"اس وقت پالنسہ تو کچھ ایسا ہی پلٹا تھا۔"
"تمہاری غلط فہمی ہے؟"
"میری غلط فہمی۔"

"ہاں۔ فقط؟"

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

"کیا جھوٹ کہہ رہا ہوں؟"

"اور نہیں تو کیا؟ — یہ تو میرا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ تم نے بڑے طمطراق سے پستول نکال کر اس پر تان لیا، اس نے ایک جھٹکے میں چھین لیا، اور اس کی لبلبی دبا دیتا، تو میری زندگی تاراج ہو جاتی تم مر جاتے، میری استدعا پر اس نے پستول واپس کر دیا اور اس کی گولیاں بھی میرے حوالے کر دیں، پھر نہتا ہو گیا گویا اس نے اپنی زندگی پھر خطرے میں ڈال لی۔"

"اچھا تو۔؟"

"کیا یہ کوئی معمولی بات ہے؟"

"غیر معمولی بھی نہیں ہے۔"

"وہ کیسے فخری؟"

"وہ جانتا تھا میں صرف دھمکا رہا ہوں، قتل عمد کا ارتکاب سرِ راہ تو نہیں کر سکتا تھا اس طرح، میں بھی جانتا تھا وہ میری جان نہیں لے سکتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ہم دونوں نے ایک دوسرے کی جان بخشی کی، لیکن۔"

"لیکن کیا؟ — کیا ابھی کچھ باقی ہے؟"

"اب تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"میں اُسے زندہ نہیں رہنے دوں گا۔"

"ابھی تو وعدہ کیا تھا تم نے کہ اس کی جان نہیں لو گے۔"

"اس کی جان صرف ایک شرط پر بچ سکتی ہے؟"

"بتاؤ کیا ہے وہ شرط؟ میں اس سے منظور کرا لوں گی؟"

"اُسے یہ شہر چھوڑ دینا پڑے گا۔"

"یعنی جلا وطن ہو گا؟"

"ہاں ـــ"
"مگر یہ تو ظلم ہے!"
"جان بچانے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کر گزرتا؟"
"لیکن یہ ممکن بھی کس طرح ہے؟"
"ناممکن کیوں ہے؟"
"یہ شہر اس کا وطن ہے یہاں وہ ملازم ہے، یہاں اس کا گھر ہے ماں ہے۔ بھائی ہیں بہنیں ہیں اور ان سب کا بوجھ اس کے شانوں پر ہے ـــ بھائیوں کو پڑھانا ہے، بہنوں کی شادیاں کرنا ہے، آخر ان سب کو چھوڑ کر کہاں چلا جائے؟"
"جہاں سینگ سمائیں؟ ـــ لیکن اس کے بارے میں تمہارے معلومات بہت وسیع ہیں!"
"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"
"یہ سب باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟"
"اسی سے اور کس سے؟"
"بہرحال اس مسئلے پر زیادہ بحث تمحیص کی ضرورت نہیں میرا پیام اس تک پہنچا دینا۔"
"میں ایسی حماقت نہیں کر سکتی۔"
"پھر مجھ سے شکایت نہ کرنا؟"
"شکایت ـــ اگر تم نے ایسا کیا تو میرے تمہارے تعلقات و مراسم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔"
تمہاری ضد سے مجبور ہو کر اتنا کر سکتا ہوں کہ اس کی جان نہ لوں۔"
"ہاں میں یہی چاہتی ہوں ـــ بس صرف اتنا ہی۔"
"لیکن اس کی زندگی اجیرن کر دوں گا، اس کی حالت عبرت انگیز ہو جائیگی۔"

"ارے بھائی یہ کیوں؟"

"میں اسے پٹواؤں گا اور اس کے ہاتھ پاؤں تڑواؤں گا۔"

"کتنی رکعت کا ثواب ملے گا؟"

"جی ٹھنڈا تو ہو جائے گا۔"

"اور کیا کروگے؟"

"پولیس والوں سے میرا یارانہ ہے، کس جرم میں جیل بھجوادوں گا!"

"اہا کیا کہنا، بڑے تیس مار خاں ہو۔"

"پھر دیکھوں گا اپنے بھائیوں کو کہاں سے پڑھاتا ہے اور بہنوں کی شادی کیسے کرتا ہے؟ بھائی اگر بھیک نہ مانگیں اور بہنیں اگر آبرو باختہ نہ ہو جائیں تو میرا نام فخری نہ رکھنا۔"

"مانا رشدی گنہگار ہے، خطاکار ہے، اس کی جان لے لو اس کے ہاتھ پاؤں تڑوا دو۔ لیکن اس کے بے گناہ بھائیوں کی خطا کیا ہے اس کی معصوم بہنوں نے کیا جرم کیا ہے؟"

"کیا یہ جرم کم ہے کہ رشدی ان کا بھائی ہے۔"

"کیا تمہارے کوئی بھائی بہن نہیں ہے؟"

"کیوں نہیں؟ ایک چھوڑ کئی کئی!!"

"پھر تمہیں خدا سے ڈر نہیں لگتا؟"

"خدا کو ہمارے معاملات میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس لئے کہ ہم سب اس کے بندے ہیں اور اس کا اصول ہے کہ ظالم کو سزا دیتا ہے اور مظلوم کا ساتھ دیتا ہے۔"

"اچھا تو پھر تمہیں میری یہ شرط ماننا پڑے گی، اگر اسے بچانا چاہتی ہو!"

"مجھے؟ — کون سی شرط؟"

"ہماری شادی جلد از جلد ہونی چاہیئے!"

"(مسکراتے ہوئے) اتنی جلدی کی کیا ضرورت؟ ہو جائے گی۔"

"کب ہو جائے گی؟ — قیامت میں؟"

"نہیں ذرا امی اچھی ہو لیں!"

"اتنے دنوں سے تو وہ بیمار ہیں، نہ جانے کب اچھی ہوں گی!"

"ڈاکٹر نے آس دلائی ہے جلد اچھی ہو جائیں گی۔ کہہ رہا تھا دو تین ہفتے میں چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گی۔"

"اس کے معنی یہ ہوئے کہ مجھے اور تین مہینے انتظار کرنا پڑے گا۔"

"تو کونسا غضب ہو جائے گا۔"

"یہ میرے دل سے پوچھو۔"

"بچوں کی سی ضد نہ کرو، دو تین مہینے میں کچھ نہیں بگڑتا — اس شادی سے ہمیں اتنی خوشی نہیں ہوگی جتنی انہیں ہوگی اور ان کی خوشی میرے لئے معراج ہے!"

"ہمیشہ اسی طرح کی باتیں کر کے ٹال دیتی ہو۔ صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے"

"زیادہ بے صبری اچھی نہیں ہوتی!"

"بہت اچھا جناب، جیسی حضور کی مرضی، لیکن یہ آخری حد ہے صبر کی"

"شکریہ (ہنستے ہوئے) لیکن ہماری شادی میں رشدی بھی شریک ہوگے؟"

(تیوری چڑھا کر) کس حیثیت سے شریک ہوگا؟"

"شہ بالا کی حیثیت سے۔"

فخری نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا۔

"بڑی شریر ہو؟ وہ میرا شہ بالا بنے گا؟ یہ ہو سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں ہو سکتا، اب سے کچھ عرصہ پہلے تک تو تم دونوں میں بھائیوں کے سے تعلقات تھے!"

"ہاں تھے، لیکن اب نہیں ہیں۔ اب ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں!"

"صرف تم؟"

"ہاں صرف میں — اس لئے کہ میں زیادہ باغیرت ہوں اس سے!"

(۵)

"ارے رخشی تم کہاں ؟

"جہاں تم وہاں ہم!"

"یوں ہی سیر سپاٹے کو آئی ہو باغ میں ؟"

"صرف سیر سپاٹے کے لئے نہیں، کچھ اور مقصد بھی ہے یہاں آنے کا"

"کیا مقصد ہے ؟"

"تمہاری جاسوسی"

(ہنستے ہوئے) میری جاسوسی کیا کرے گی تو؟ کون سا جرم کر رہی ہوں میں ؟"

"کیا یہ کوئی معمولی بات ہے کہ تم نے رشدی بھائی جیسے آدمی کو اسیر دام کر لیا ہے!"

"تم غلط کہتی ہو رخشی ؟"

"اور تم سچ کہہ رہی ہو ؟"

"ہاں!"

"اصل واقعہ کیا ہے ؟"

"میں فخری سے محبّت کرتی ہوں، رشدی سے نہیں۔"

"پھر رشدی بھائی تم پہ ہزار جان سے فریفتہ کیوں ہیں؟"

"اس کا جواب انہی سے لو۔"

"وہ تو نہ منہ بولتے ہیں نہ سر سے کھیلتے ہیں۔ نہ محبّت کا اقرار کرتے ہیں نہ انکار، نہ تمہاری برائی سن سکتے ہیں نہ تعریف کرتے تھکتے ہیں نہ تم سے وابستہ ہیں۔ نہ جدا ہیں، خدا ہی جانے کیا ہو گیا انہیں!"

(مسکراتے ہوئے) دماغ خراب ہو گیا ہوگا۔"

"ہاں اور کیا، یہی تو کہو گی؟"

"تو اور کیا کہوں؟"

"مجھے تو بڑا ترس آتا ہے بیچارے پر۔"

"مجھے خود!"

"پھر شادی کیوں نہیں کر لیتیں ان سے؟"

"وہ اس قابل نہیں ہیں!"

"کیا کمی ہے ان میں؟"

"غریب ہے کنگال ہے، نہ گھر، نہ زیور، نہ زر، پھر فخری اس سے زیادہ حسین بھی ہے!"

"بڑی لالچی ہو گئی ہو فاخرہ!"

انسان خود کچھ نہیں ہوتا، زمانہ اسے سب کچھ بنا دیتا ہے۔"

"تو زمانے تمہیں لالچی بنا دیا ہے۔؟"

"ہاں — یہی سمجھ لو۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی؟"

"کیسے نہیں ہوئی؟"

"یوں کہ تم ہی تو کہہ رہی تھیں کہ رشدی سے شادی کر لو؟"

"یہ بتاؤ کیا رشدی نکمّا ہے؟ جاہل ہے؟"

"نہیں بڑا اچھا، بڑا قابل، بڑا شریف آدمی ہے، لیکن نکمّا ضرور ہے۔"

تو کیا واقعی تم فخری سے شادی کا فیصلہ کر چکی ہو۔؟"

"ہاں، اور میرا یہ اٹل فیصلہ ہے۔"

"لیکن سنا ہے اس کا چال چلن اچھا نہیں ہے؟"

"نہ ہو۔"

(آنکھیں نکال کر) کیا مطلب؟"

"چال چلن اچھا نہیں ہے تو کیا بگاڑ لے گا میرا؟ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ عیاشی کرے گا۔ میری بات نہ پوچھے گا۔"

"ہاں — تو ایک عورت کے لئے کچھ کم ہے یہ؟"

"میرے لئے بہت کم ہے۔ ورنہ ہم توقع زیادہ رکھتے ہیں۔"

"گویا تم فخری سے محبت کرتی ہو گی وہ کرے یا نہ کرے؟ اور ظاہر ہے۔ وہ کیا جانے محبت کرنا تم ہی شمع کی طرح گھلتی رہو گی۔"

زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے رخشی، وہ زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔ جس میں "نہ جنگ ہے نہ طوفان، نہ خرابی کنارہ،

"آج تو کچھ عجیب طرح کی دکھائی دے رہی ہو۔"

"ہاں تم نے سوال بھی تو عجیب سا چھیڑا تھا (مسکراتے ہوئے) جیسی کہو گی ویسی سنو گی۔"

"بار بار سوچتی ہوں اور حیران رہ جاتی ہوں کہ آخر تم جیسی بلند خیال اور بلند کردار عورت نے رشدی پر فخری کو ترجیح کس طرح دی؟ کیا واقعی قیامت قریب آگئی ہے کہ سچی محبت میں بھی اثر نہیں رہا؟"

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ تم محبت کرنے لگی ہو رشدی سے؟ اس حسنِ انتخاب پر میری مبارک باد قبول کرو رخشی!"

"کچھ تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ میرے لئے یہ فخر بس ہے کہ وہ مجھے بہن سمجھتا ہے اور میں بھائی کی طرح اس کا احترام کرتی ہوں!"

"بڑی چالاک ہو رخشی خدا کی قسم تم تو!"

"کیوں بھئی چالاک کیسے ہو گئی؟"

"مجھے یہ بات نہ سوجھی ورنہ ـــ"

"ورنہ کیا کر لیتیں تم؟"

"میں بھی بھائی بنا کر محبت کے جھگڑے کو ختم کر دیتی۔"

"ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا؟"

"ہمیشہ کی بدھو ہو تم تو!"

"اللہ ہی بچائے تم جیسے عقل مندوں سے!"

"سچ کہنا ـ ایک بات پوچھوں؟"

"ہاں سچ کہوں گی ـ پوچھو!"

"کیا رشدی بھائی پر تمہارا دل نہیں کڑھتا؟"

"بہت کڑھتا ہے، بہت زیادہ۔"

"پھر بھی یہ سنگ دلی! یہ جفاکاری!"

"رخشی تم ایک بات بالکل بھول جاتی ہو!"

"وہ کونسی بات ہے ذرا کہنا تو سہی؟"

"یہ کہ میرے اور رشدی کے مزاج میں، طبیعت میں، ذات میں گہرا اور زبردست اختلاف ہے۔"

"نہیں سمجھ میں آیا بھئی!"

"رشدی ایک قلندر صفت شخص ہے۔ نہ اُسے دنیا کی فکر ہے نہ دنیاداری کی پرواہ، وہ بے انتہا قابل ہے، لیکن ترقی نہیں کر سکتا۔ اس میں آگے بڑھنے کی امنگ نہیں ہے، وہ خدمت کرنا چاہتا ہے، سب کی، قوم کی، وطن کی

وطن کی، خدمت کرے گا، دُکھ جھیلے گا، تکلیفیں برداشت کرے گا لیکن جاہ منصب کو ٹھکرا تا رہے گا۔"

"ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔!"

"اس کے برعکس فخری کو دیکھئے، وہ حوصلوں اور آرزؤں سے بھرپور ہے، وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس دولت ہے۔ اور وہ دولت بڑھانے کا گر جانتا ہے۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے — کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس حقیقت سے۔"

اگر میں رشدی سے شادی کر لوں تو میری یہ زندگی، ایک داستان الم بن کر رہ جائے گی۔"

"وہ کیوں بھئی؟"

"وہ اس لئے کہ میں دوسروں کے بجائے اپنی خدمت کرنا چاہتی ہوں مجھے زندہ رہنے کا شوق ہے۔ میں ٹھاٹھ، شان اور وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں جو ملازموں سے بھری ہوئی ہو۔ مجھے موٹر چاہیئے، زیورات چاہئیں، اور —"

"اور کیا؟ وہ بھی کہہ ڈالو!"

"اور ایک خوبصورت اور شاندار شوہر چاہیئے — سچ کہنا، کیا فخری خوب صورت اور شاندار شوہر نہیں ہے؟"

"بہت زیادہ، اس کے خوبصورت اور شاندار ہونے میں کون شک کر سکتا ہے؟ وہی جو اندھا ہو۔"

"اب بتاؤ میں رشدی کے پاس خوش رہ سکتی ہوں یا فخری کے پاس؟"

"یہ خیالات ہیں تو بے شک فخری تمہیں خوش رکھ سکتا ہے لیکن دھڑکا ایک بات کا ہے؟"

"یہی نا کہ وہ عیاش ہے؟"

"ہاں — کیا یہ معمولی بات ہے؟ وہ بھی جھوٹا اس کی محبت بھی جھوٹی۔"

مان لیا رخشی وہ مجھ سے عشق ظاہر کر کے شادی کرنا چاہتا ہے۔ شاید تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو کہ وہ عیاش ہے۔ نہ جانے کتنے عشق کر چکا ہے کتنے کر رہا ہے کتنے اور کرے گا، اسے میرا روپ کچھ زیادہ پسند آگیا ہے، اسے خرید رہا ہے جب اس روپ میں کمی آجائے گی۔ مجھ سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ ممکن ہے طلاق دیدے، یہ سب جانتے ہوئے جو میں اس سے شادی کر رہی ہوں تو ظاہر ہے، جہاں وہ مجھے بے وقوف بنا رہا ہے میں اُسے بنا رہی ہوں وہ اپنے نفس کے لئے مجھے بے وقوف بنا رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی نا!"

"ہاں بے شک یہی بات ہے!"

"چلو یہی سہی۔ میں یہ بھی مانے لیتی ہوں کہ وہ مجھ سے شادی کے بعد بھی اپنے لچھنوں میں کوئی فرق نہیں آنے دے گا۔ لیکن میں آبرو باختہ نہ اب ہوں نہ کسی زمانے میں ہو سکتی ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ سے محبت نہ کرتا ہو، اس کی ہوس میرے در تک اسے کھینچ لائی ہو۔ لیکن مجھے اپنے اوپر، اپنے حسن پر، اپنی سحر طرازی پر اعتماد ہے۔ بھروسہ ہے، آج اس کی محبت کھوٹی ہے۔ لیکن میری محبت، میری وفا، میرا خلوص دیکھ کر وہ مجبور ہو جائے گا مجھ سے سچی محبت کرنے پر، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے رخشی اور اگر پھر بھی اس نے مجھ سے محبت نہ کی تو بھی میں اس سے بے وفائی نہیں کروں گی، رشدی کے لئے اپنے دل میں عزت رکھتی ہوں لیکن محبت صرف فخری ہی سے کرتی ہوں، یہ نہ سمجھنا کہ میں فخری کو فرشتہ سمجھتی ہوں، فرشتہ اگر کہلایا جا سکتا ہے تو صرف رشدی، لیکن میں فرشتہ سے محبت کر کے کیا کروں گی؟ مجھے انسان سے محبت کرنی ہے، یہ جانتے ہوئے کہ انسان، انسان ہی ہے۔ اس سے غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ وہ ٹھوکریں بھی کھا سکتا ہے۔ لیکن ان غلطیوں میں لذت آتی ہے۔ رخشی یاد رکھو جس روز میں اس کی صرف اس کی بن جاؤں گی، اس کے بعد دنیا کا ہر مرد میرے لئے باپ ہوگا، یا بھائی، پھر بھی اگر اس نے مجھے دھوکا دیا وہ ایک

لمحہ کے لئے بھی میرا نہ بن سکا، اس کے لئے دنیا کی ہر عورت اور خوبصورت عورت صرف اس لئے ہوئی ہے کہ جس طرح اور جس قیمت پر بھی ممکن ہو حاصل کر لی جائے، تو رخشی اگر ملامت کے قابل ہوگا تو وہ نہ کہ میں؟"

"پھر تم اس کا بگاڑ کیا لو گی؟ ایک بے بس عورت کیا کر سکتی ہے؟"

"یہ نہ کہو، عورت سب کچھ کر سکتی ہے اور اس کا انتقام خدا کی پناہ۔

"کیا تم میں فاخرہ یہ قوت؟"

"صرف مجھ میں نہیں ہر فاخرہ میں؟"

"تو کیا فاخرہ کئی ہیں؟"

"ہاں نہ جانے کتنی، نہ جانے کہاں کہاں؟ خدا کی یہ دنیا بڑی وسیع ہے رخشی یہاں اگر رخشی کی کمی نہیں ہے، تو فاخرہ کی بھی نہیں ہے۔ نیکی اور بدی، روشنی اور تاریکی، سفیدی اور سیاہی اگر ساتھ ساتھ نہ چلیں تو یہ دنیا قائم کس طرح رہ سکتی ہے؟"

"ہاں ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن سوچتی ہوں رشدی کا انجام کیا ہوگا؟"

"خدا کرے اچھا ہو، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد، میرے خیال میں اچھا ہی ہوگا۔"

وہ کس طرح؟ اس پیشگوئی کی بنیاد کیا ہے؟"

"بے شک رشدی مجھ کو چاہتا ہے، دل و جان سے چاہتا ہے اس کی چاہت میں نفس پرستی اور ہوس پرستی نہیں ہے، لیکن میری مجبوری، بہر حال وہ مرد ہے اور قدرت کے اس انتظام کو کیا کیا جائے کہ مرد کے کئی دل ہوتے ہیں اور عورت کے پاس صرف ایک، مرد اپنا عشق بھول جاتا ہے، عورت نہیں بھول سکتی، مرد ایک عشق کے بعد دوسرا عشق کر سکتا ہے، عورت نہیں کر سکتی، وہاں زخم دل زمانے کے ہاتھوں جلد مندمل ہو جاتا ہے لیکن عورت کا زخم دل ہمیشہ رستا رہتا ہے۔ مرد محبوب کے نعم البدل پر۔ اکثر مل جاتا

اور دل ہی جاتا ہے۔ تابع ہو جاتا ہے لیکن عورت کے ہاں نعم البدل نام کی کوئی چیز نہیں لہٰذا اطمینان رکھو، رشدی اس غم کو جھیل لے گا اور فخری نے دھوکا دیا تو جو ہستی نہ جھیل سکے گی وہ فاخرہ ہو گی، وہ اس غم میں گھل گھل کر مرجائے گی لیکن رخشی دعا کرو ایسا نہ ہو، میں نے فخری کو پا کر کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ میری اس چاہت میں فریب نہیں ہے۔ دھوکا نہیں ہے، سچائی ہے، کھرا پن ہے، اگر میری یہ محبت ناکام ہوئی تو مر جاؤں گی، مٹ جاؤں گی ممکن نہیں کہ اس غم کو جھیل سکوں، میرا دل نازک ہے وہ اتنے بڑے شاک کو برداشت نہیں کر سکے گا (گلے میں باہیں ڈال کر) فاخرہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو۔ اب بھی فاخرہ فخری کو دھتکار دو، رشدی کو قبول کر لو۔"

"نہیں رخشی یہ نہیں ہو سکتا! ہرگز نہیں!"

"اس لئے کہ میں فخری سے محبت کرتی ہوں۔"

"لیکن وہ دھوکے باز ہے۔"

"وہ مجھے دھوکا نہیں دے گا۔"

"جس جس کو اس نے دھوکہ دیا ہے سب کا یہی خیال تھا۔"

"لیکن میں ان سے الگ ہوں!"

"کیا تم عورت نہیں ہو؟"

"عورت تو ہوں مگر۔!"

"مگر کیا؟ کیا کہنا چاہتی ہو؟" "میں نفرت بھی کر سکتی ہوں!"

"یہ عورت کی فطرت کے خلاف ہے!"

"لیکن فاخرہ کی فطرت کے خلاف نہیں ہے۔"

"فاخرہ بھی ایک عورت ہے؟"

"لیکن وہ شیر کا دل رکھتی ہے۔"

نہ جانے کیوں رخشی مسکرانے لگی۔ اس تبسم میں ہمدردی بھی تھی اور طنز بھی۔

(۶)

"بیٹی ناہید — ناہید بیٹی!"

"جی آئی امی!"

"آ بھی چکو کسی طرح — میں بلاتی ہوں تم چیونٹی کی چال چلتی ہو، ویسے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرا کرتی ہو سارے گھر میں!"

"آ تو گئی امی!"

"آ گئیں، — تھرمامیٹر لاؤ۔"

"اونہہ — امی یہ وہم چھوڑ دیجئے، اب بخار وخار نہیں ہے آپ کو!"

"لاؤ تو سہی، اطمینان ہو جائے گا ذرا!"

"آپ نہیں مانتیں تو لیجئے۔"

"منہ میں تھرمامیٹر رکھ کر واپس کرتے ہوئے) لو دیکھو کتنا ہے!"

"ایک نظر ڈال کر، کچھ تامل کے ساتھ) ۹۹

"۹۹ — اس سے کم نہیں ہوگا۔؟"

"ہو جائے گا امی!"

"نہیں بیٹی یہ دق کے ساتھ جائے گا۔"

"خدا نہ کرے سب ہی بیمار ہوتے ہیں اور اچھے ہو جاتے ہیں!"

"سچ کہتی ہو بیٹی ـ لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کبھی نہیں اچھے ہوتے!"

"وہی وہم ـ اس کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہیں!"

"دق کا نام اگر وہم ہے تو واقعی لقمان کے پاس بھی اس کی دوا نہیں!"

"آپ کو نہیں ہے دق۔"

"نہ ہو گی!"

"۹۹ تو مجھے بھی ہو جاتا ہے کبھی کبھی!"

"چل ـ ، ـ خدا نہ کرے۔"

"سچ امی۔"

"تو اب سے میرے پاس نہ اٹھا بیٹھا کر، معلوم ہوتا ہے میری چھوت تجھ میں بھی سرایت کر رہی ہے!"

"میں تو خدا سے دعا کرتی ہوں کہ میری زندگی آپ کو دے دے۔"

"دیکھ ایسی باتیں نہ کر ورنہ زہر کھا لوں گی!"

"آپ ہی کھا سکتی ہیں میں نہیں کھا سکتی؟"

"تجھے ہوا کیا ہے، کیوں ایسی باتیں کر رہی ہے آج؟"

"پھر آپ مایوسی کا اظہار کیوں کرتی ہیں! ـ کیا آپ کو نہیں معلوم میں آپ سے کتنی محبت کرتی ہوں؟ سلطانہ کو آپ سے کتنی بے پناہ محبت ہے؟ اشفاق جان چھڑکتا ہے آپ پر، یہی حال اختر کا ہے، اور وہ جو ہیں آپ کی لاڈلی اور دلاری بیٹی ناظرہ، وہ تو آپ کے نام کا کلمہ پڑھا کرتی ہیں!"

"وہ با چشم پر آب، بھرائی آواز میں) ناہید بیٹی!"

"جی امی ـ"

"ایسی باتیں نہ کرو ـ خدا تم لوگوں کو سلامت رکھے۔ میں نے دنیا کی بہار دیکھ لی بوڑھی ہونے کو آئی، تم لوگوں نے ابھی کیا دیکھا ہے۔"

"اب کیا کہوں؟ ہنستی اب بھی ہیں، مسکراتی اب بھی ہیں، ہم لوگوں کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی اب بھی ہیں، لیکن کبھی کچھ سوچنے لگتی ہیں، کبھی یک بیک خاموش ہو جاتی ہیں. کبھی ہنستے ہنستے سکوت اختیار کر لیتی ہیں، پہلے تو بڑی سے بڑی بات پر خفا نہیں ہوتی تھیں۔ اب کچھ چڑچڑی سی ہو گئی ہیں اور پرسوں تو ایک بڑی عجیب بات ہوئی۔"

"کیا بات ہوئی بیٹی؟"

وہ میز پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی، اتنے میں سلطانہ آگئی، چونکہ وہ سلطانہ کو ہم سب سے زیادہ چاہتی ہیں لہٰذا وہ شوخ بھی ان سے بہت ہے۔"

"ہاں جانتی ہوں، — آگے!"

"سلطانہ نے ان کے ہاتھ سے قلم چھین لیا اور ضد کرنے لگی، لکھئے مت باتیں کیجئے ہم سے، کہانی سنائیے ہمیں —"

"کہانی کی عادت تو ایسی ڈال دی ہے اس نے سلطانہ کو کہ میرا ناک میں دم ہو گیا، خیر پھر؟"

"آپا نے جھنجھلا کر سلطانہ کو دیکھا، گھورا، اور قلم اُس کے ہاتھ سے چھین لیا، یہ بالکل نئی بات تھی، شاید پہلی مرتبہ، سلطانہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہیں کھڑے کھڑے وہ رونا ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہاں جانتی ہوں، آگے کہو۔"

"آپا نے قلم سنبھال کر پھر لکھنا شروع کر دیا، شاید ایک سطر لکھ پائی ہوں گی کہ سلطانہ پر نظر پڑی، قلم پھینک دیا جو لکھ رہی تھیں۔ اسے پھاڑ دیا اسے گود میں لے کر پیار کیا۔ روتی جاتی تھیں اور پیار کرتی تھیں۔ سلطانہ اپنا رونا دھونا بھول کر متحیر انہیں دیکھے چلی جا رہی تھی۔"

"سچ ناہید —؟"

جی امی۔ پھر اُسے پیار کرتی ہوئی کہنے لگیں، تیرا رونا میں دیکھ نہیں سکتی

تجھے خوش رکھنے کے لیے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گی۔ تجھے خوب پڑھاؤں گی بڑی اچھی جگہ تیری شادی کروں گی جہیز اتنا دوں گی کہ تو بھی یاد کرے گی۔ اور اس کے بعد مر جاؤں گی، سلطانہ نے پوچھا مر کیوں جاؤ گی؟ وہ کہنے لگیں پھر زندگی کا مقصد پورا ہو جائے گا اور مقصد پورا ہونے کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے۔ ہم لوگ تو سہمے ہوئے بیٹھے کچھ نہیں بولے لیکن امی اب پوچھتی ہوں کہ یہ انہوں نے کیا کہا؟ کیا مطلب تھا اس بات کا؟ وہ مر کیوں جائیں گی؟" سلطانہ کی شادی کے بعد ان کی زندگی کا مقصد کیوں پورا ہو جائیگا"

"دیکھو میں نہ کہتی تھی؟ ـــ ایک آہ سرد کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بنایا ہے کہ وہ تم لوگوں کی زندگی سنوار دے۔ سلطانہ تم سے چھوٹی ہے۔ اس سے فراغت پانے کے بعد یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔"

"یعنی امی ـــ"

"ہاں بیٹی، وہ ہرگز فخری کے ساتھ شادی پر خوش نہیں ہے۔"

"پھر انکار کیوں نہیں کر دیتیں؟"

"پھر تم سب کا کیا ہوگا؟"

"امی ہم سب سے ان کی شادی کا کیا سروکار ہو سکتا ہے؟"

"ہے بیٹی ـــ فخری دولت مند ہے، وہ ایک دولتمند سے اس لئے شادی کر رہی ہے کہ اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی پرورش کر سکے۔ انہیں باعزت زندگی بسر کرنے کا اہل بنا دے۔ کیا اب بھی تو کہے جائے گی کہ مجھے زندہ رہنا چاہیئے؟"

"لیکن امی ہمیں اپنے لئے، اُن کی زندگی برباد کرنا کب منظور ہے؟"

"اُسے تو منظور ہے۔"

"اب تو میں ان سے صاف صاف نہیں کر دوں گی۔"

"کیا ناہیں کر دگی؟"

"میں کہوں گی اگر یہ شادی منظور نہیں ہے تو انکار کر دو۔"

"اور وہ تمہارے حکم کی منتظر بیٹھی ہے کہ انکار کر دے گی؟"

"میں ان کے دل کی پوچھ کر رہوں گی؟"

"دیکھوں گی تم کیسے پوچھ لیتی ہو؟"

"دیکھ لیجئے گا، وہ مجھ سے اپنے دل کی بات کہہ دیتی ہیں۔"

"سب کچھ کہہ دے گی، مگر یہی نہیں کہے گی، پوچھ کر دیکھ لے!"

"لیکن امی اگر آپ کو یقین ہے کہ وہ اس شادی کو پسند نہیں کرتیں تو آپ خود کیوں نہیں اس رشتے کو منسوخ کر دیتیں؟"

"میں ڈر رہی تھی یہ سوال ضرور کرے گی؟"

"بتائیے امی؟"

"اس لئے کہ تم لوگوں کی پرورش اور برداشت کا بار میرے بعد اس پر آن پڑے گا اور میں چند روز سے زیادہ کی مہمان نہیں ہوں؟"

"خدا کے لئے ایسا نہ کہئے امی ـــ میری امی؟"

"لیکن اب فاخرہ گئی کہاں ہے؟ اب تک نہیں آئی؟"

"وہیں گئی ہیں ٹیوشن پر، ـــ روز تو جاتی تھی!"

"لیکن روز تو اس وقت تک واپس آجاتی تھی!"

"ہاں آتو جاتی تھیں!"

"پھر اب کیوں نہیں آئی؟"

"آئی ہوں گی۔"

"میرا دل گھبرا رہا ہے بیٹی ـــ اشفاق اور اختر کو بھیج، اس کی خبر لیں جاکر بڑا خراب زمانہ ہے۔

"لیکن امی! اشفاق اور اختر تو ابھی اسکول سے واپس نہیں آئے!"

"(بستر سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے) ہوں تو میں خود جاتی ہوں میرا

برقعہ کہاں ہے؟"

"امّی یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ — آپ جائیں گی؟"

"پھر کون جائے گا؟ اشفاق اور اختر یہاں نہیں، تو جا نہیں سکتی، اور مجھے وہم پر وہم ہو رہے ہیں، اگر تو نے مجھے نہ جانے دیا تو میرے قلب کی حرکت بند ہو جائے گی، میں مر جاؤں گی۔ میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔"

"(خوش ہو کر) وہ رہیں، آپا آگئیں آپا آگئیں!"

حصّہ دوم

گھاؤ

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما!
کام جب رُک گیا روانہ ہوا

چونکتے، البتہ جب آمنا سامنا ہو جاتا تو حدودِ تہذیب و شائستگی کا خیال رکھتے تھے، بڑا بڑا تھا اور چھوٹا چھوٹا!

ان بادشاہوں میں تو شاید ہی کبھی لڑائی کی نوبت آئی ہو لیکن ان میں ہر بادشاہ کی ملکہ دوسرے بادشاہ کی ملکہ سے پرخاش رکھتی تھی اور خوب لڑائی ہوتی تھی پہروں اور گھنٹوں سلسلہ جاری رہتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے، بھارت کی جنگ دوبارہ شروع ہو گئی ہے، اس جنگ کے دوران میں وہ ناگفتہ بہ انکشافات ہوتے تھے کہ اللہ دے اور بندہ لے شریف لوگ یہ بھی ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ اس طرح کی لڑائیوں سے ہوا کرتا تھا!

ان بادشاہوں میں سب سے کمزور اور روبہ زوال بادشاہ عثمان تھا۔

یہ گھر کے بادشاہ گھر کی مملکت سے نکلنے کے بعد عام شہری کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے، کوئی کہیں کلرک تھا، کوئی چیف اکاؤنٹنٹ کوئی سٹینو۔

عثمان ایک عرصے سے بیمار چلا آرہا تھا، اس کی بیوی الماس بھی دائم المریض تھی، یہ دونوں گھر کی لڑائیوں کا تماشا تو دیکھتے تھے لیکن ان میں کوئی حصہ نہیں لیتے تھے، مگر غیر جانبداری بھی ان کے لئے بلائے جان ثابت ہوئی کوئی بھی انہیں اپنا نہ سمجھتا تھا لہٰذا طعن تعریض کے تیر ہر طرف سے برستے رہتے تھے عثمان نے بھائیوں سے بھی شکایت نہیں کی، الماس نے کبھی عثمان سے شکوہ نہیں کیا۔

بدقسمتی یہ تھی کہ عثمان کی آمدنی بھی کم تھی اور وہ کثیر العیال بھی تھا!

اس بیماری نے اور انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے تھے، بھائی اگرچہ مدد کر سکتے تھے لیکن خیریت دریافت کرنے کے سوا کسی نے بھی بات نہ پوچھی گزر بسر یا قرض پر ہو رہی تھی، یا پراویڈنٹ فنڈ پر، جو ختم ہو چکا اب الماس کے چھوٹے موٹے زیور رہ گئے تھے۔

(۱)

بڑی حساس لڑکی تھی!

شعور کی آنکھیں کھولیں تو اپنا گھر اسے پاگل خانہ نظر آیا۔!"

اس پاگل خانے میں بھانت بھانت کے دیوانے جمع تھے، مرد بھی اور عورت بھی، بڑے بھی اور چھوٹے بھی بزرگ بھی اور خورد بھی، وہ بھی جن کی پیشانی پر سجدۂ عبودیت کا نشان تھا، اور وہ بھی جو ہر قید و بند سے آزاد زندگی بسر کر رہے تھے

یہ ایک بہت پرانا گھرانا تھا جس کا شجرۂ نسب ۱۴سو برس پرانا تھا اور اور ہر پشت کی پوری تفصیل بزرگوں نے بڑے اہتمام سے محفوظ رکھی تھی،

اس گھرانے کو اپنے شجرۂ نسب پہ ناز تھا، رفتہ رفتہ اس ناز نے غرور کی شکل اختیار کر لی تھی اور زوال و ادبار کے ساتھ یہ غرور "پدرم سلطان بود" کے نعرے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ رسی جل گئی تھی مگر اس کا بل نہیں گیا تھا۔!"

اس گھر کے کئی مالک تھے۔

یہ گھر ایک ملک تھا، اور اس ملک میں کئی بادشاہ تھے۔

یہ بادشاہ رکھ رکھاؤ اور میل جول سے رہتے تھے، گو یہ بادشاہ ایک دوسرے کے شاکی، ایک دوسرے سے نالاں اور ایک دوسرے کے نکتہ چین تھے۔ موقع ملتا تو ایک دوسرے کے خلاف داؤں کرنے سے بھی نہ

حکیم صاحب کی تاکید تھی کہ مریض کو روزانہ شوربہ ملنا چاہیئے ورنہ اس کی حالت اور ابتر ہو جائے گی، الماس اپنے بچوں کو فاقہ کرا کے بھی، عثمان کے لئے شوربے کا بندوبست کرتی تھی۔ لیکن ایک روز بالکل بے بس ہو گئی ایک جھنجھی کوڑی بھی گھر میں نہیں تھی، اس نے بڑی لڑکی فاخرہ سے جو کالج میں پڑھ رہی تھی، اور جس کی فیس بھی دو مہینے سے نہیں جا سکی تھی کہا۔

"بیٹی ذرا بھاوج سے ایک روپیہ قرض لے آ جا کر۔"

وہ کسمساتی ہوئی بولی۔" امی ناہید کو بھیج دیجئے۔"

ماں نے بیٹی پر ایک نظر ڈالی اور کہا۔

" ناہید کو وہ ٹال دیں گی، شاید تجھے دیکھ کر مروت آ جائے، میں خود چلی جاتی، لیکن مجھ سے تو نہیں اللہ واسطے کا بیر ہے، دیتی ہوں گی تو نہیں دیں گی، تیرے باپ کا معاملہ نہ ہوتا، تو ہم سب تو فاقہ کر کے بھی گذر کر لیتے لیکن گوشت تو آنا ہی چاہیئے ورنہ انہیں شوربہ کہاں سے ملے گا؟"

باپ کا نام سن کر وہ بے بس ہو گئی، جواب میں کہا،

" اچھا جاتی ہوں!"

" الماس کی بھاوج یعنی اپنی چچی کے دربار میں حاضر ہوئی اور کمرے کے دروازے پر جا کر کھڑی ہو گئی وہ بڑی زیرک تھیں سمجھ گئیں دال میں کچھ کالا ہے بے رخی سے بولیں،

کیسے آنا ہوا بیٹی۔

وہ کچھ تامل کے بعد لرزتی ہوئی آواز میں بولیں،

" ایک روپیہ قرض دے دیجئے، ہم کل واپس کر دیں گے!"

چچی نے زہر خندہ کرتے ہوئے کہا۔

" قرض — ایک روپیہ، — ہم کل واپس کر دیں گے!"

نا بی بی چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ مولی اپنے بچوں بھاری میرے

پاس روپیہ کہاں؟ یقین نہ ہو تو پاندان دیکھ لو!"
اتنے میں چچی کا لڑکا شوکت آ گیا، کہنے لگا،
"امّی مجھے پانچ روپے دیجئے۔"
اسے دیکھتے ہی پھول کی طرح کھل گئیں۔ کہنے لگیں یہ پانچ روپے کیا ہوں گے؟"
وہ بولا "میچ دیکھنے جا رہا ہوں، دوپہر کا کھانا بھی وہیں کھاؤں گا!"
پھر کچھ پوچھے بغیر تکیہ اٹھایا، اور پانچ روپے کا ایک نوٹ اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔
"جا بھاگ، — چل،
اسے ٹھہرنے کی کیا ضرورت تھی، ہوا ہو گیا، فاخرہ نے پھر کہا۔
"چچی جان دے دیجئے؟"
وہ برہم ہو کر بولیں،
"بیٹی تم تو پیچھے پڑ گئی ہو، جیسے خدانخواستہ ہم تمہارے قرض دار ہیں کہہ دیا نہیں ہے، بھلے مانسوں کی طرح راہ لو!"
فاخرہ کا جی چاہا واپس چلی جائے۔ لیکن بیمار باپ کی تصویر نظر کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی، اس نے کہا،
"ابّا جان کے لئے گوشت منگانا ہے!"
چچی جان پان چباتی ہوئی بولیں۔
وہ تو میں جانتی ہوں ماشاء اللہ اللوں تللوں کا سلسلہ جاری ہے گوشت کے بغیر لقمہ نہیں اترتا کسی کے منہ سے لیکن یعنی بزرگوں کا قول ہے چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا چاہیئے۔
فاخرہ سمجھ گئی کہ ان تلوں میں سے تیل نہیں نکل سکتا مایوسی کے عالم میں واپس ہوئی تھی کہ دوسری چچی مل گئیں، کہنے لگیں۔

"کہاں سے آرہی ہو فاخرہ؟"
" وہ بولی" ذرا چچی اماں کے پاس گئی تھی ایک کام سے!
روہ مسکرائیں" اور فرمانے لگیں" قرض مانگنے گئی ہوگی — ملا؟"
اس نے بہت طنز سے جواب دیا۔
"نہیں —"
اس نہیں کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ قرض مانگنے نہیں گئی تھی، اور یہ بھی تھا کہ قرض نہیں ملا، دوسری چچی کو اس فکر میں غلطاں و پیچاں چھوڑ کر وہ آگے بڑھ آئی، لیکن قدم اٹھ نہیں رہے تھے۔ جا کر یہ کہنا تو آسان تھا کہ روپیہ دینے سے چچی نے انکار کر دیا، لیکن اس کے بعد کیا ہوگا؟
یہ سوچتے سوچتے وہ مڑی۔ گھر کے پاس ہی ایک دوسرا گھر تھا۔ جس میں ایک سہیلی رخشی رہتی تھی وہ تیر کی طرح وہاں پہنچی، لیکن یہ دیکھ کر دل دھک سے ہو گیا کہ رخشی نہیں تھی، ارخشی کی ماں نے پوچھا۔
"کیوں بیٹی، آج ناوقت کیسے آگئیں؟"
" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی،
" ذرا رخشی کے پاس آئی تھی ایک کام سے، لیکن وہ تو ہے نہیں!
انہوں نے نرم دلی اور دل سوزی کے لہجے میں کہا،
" وہ نہیں ہے میں تو ہوں، مجھے بتا دو گی تو کیا ہو جائے گا؟"
وہ بولی "اس سے ایک روپیہ لینا تھا!"
وہ حیرت سے بولیں "رخشی سے روپیہ لینا تھا کیا اب وہ قرض بھی لینے لگی ہے؟"
فاخرہ نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔
"نہیں خالہ جان میں اس سے قرض لینے آئی تھی"
" خالہ جان نے بٹوا کھولا اور پانچ روپے کا ایک نوٹ بڑھاتے ہوئے کہا

" وہ اگر تمہاری بہن ہے تو میں تمہاری ماں کی طرح ہوں۔ لو، ۔ دے دینا جب چاہے کوئی ایسی جلدی بھی نہیں ہے واپسی کی!"

اپناہت، دل سوزی اور ہمدردی کے یہ الفاظ تیر بن کر فاخرہ کے دل پر لگے، اس کا بھرم نکل گیا تھا۔ اس کی کمزوری آشکار ہوگئی تھی ۔ اس کی غربت بے نقاب ہوگئی تھی، لیکن نہیں باپ کی زندگی ان سب چیزوں سے بالا تھی اس کے لئے اس کو زندہ رکھنے کے لئے ہر ذلت سہی جا سکتی ہے!"

یہ سوچ کر اس نے نوٹ لے لیا، اور شکریہ ادا کئے بغیر گھر آئی اور ماں کے ہاتھ پر نوٹ رکھ دیا۔!

(۲)

اور جب عثمان کا انتقال ہوگیا، وہ مصائب اور شدت امراض کی تاب نہ لاکر اس دنیا سے رخصت ہوگیا تو الماس اور فاخرہ اور اس کے بھائی بہنوں ناہید اور سلطان، اشفاق اور اختر کی شامت آگئی!

گھر میں رہنا دوبھر ہوگیا۔

اسکول سے سب کا نام کٹا یا گیا، صرف فاخرہ کا داخلہ جاری رہا وہ اسکول میں پڑھتی تھی اور گھر میں بھائی بہنوں کو پڑھاتی تھی جس دفتر میں عثمان ملازم تھا وہاں سے ایک ہزار روپیہ گریجویٹی کا مل گیا،

اس رقم میں سے کچھ قرض ادا ہوا۔ کچھ کے کپڑے بنے اور کچھ سے روزمرّہ کا خرچ چلنے لگا۔

لیکن یہ ایک ہزار روپے تیزی کے ساتھ ختم ہو رہے تھے۔ اور ان کے ختم ہونے کے بعد کیا ہوگا؟"

ایک روز فاخرہ اشفاق اور اختر کو بیٹھی سبق پڑھا رہی تھی۔ آج ان دونوں نے ایک لفظ بھی یاد نہیں کیا تھا اور ویسے بھی ہر روز معاملہ کمزور ہی سا

رہتا تھا، آج اُسے غصہ آ گیا، اس نے ان سے کہا۔
امی یہ دونوں دن بدن بدشوق ہوتے جا رہے ہیں، اور آج تو ایک حرف بھی یاد نہیں کیا کسی نے!"
الماس نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ اشفاق بول پڑا۔"
"سارا دن تو چچی کام سے بھیجتی رہتی ہیں!
اختر نے لقمہ دیا، "کبھی کہتی ہیں ترکاری لا دو۔ کبھی گوشت منگواتی ہیں کبھی حکیم صاحب کے ہاں بھیج دیتی ہیں، کبھی نسخہ لینے عطار کے پاس۔"
فاخرہ نے حیرت سے دونوں کو دیکھا اور کہا۔
"میں تو صبح کی اسکول گئی شام کو آتی ہوں یہ لوگ دن بھر ہیرا پھیری کرتے رہتے ہیں"
اشفاق نے بے بسی کے ساتھ کہا۔
"پھر کیا کریں؟ کیا انکار کر دیں؟ اور خفا ہوں گی۔"
"لیکن آخر یہ سارا بار تم دونوں پر کیوں پڑ گیا ہے؟"
"اُن کا نوکر غفور نوکری چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"
"تو غفور کی قائم مقامی تم کر رہے ہو؟"
الماس بیگم نے کہا، "یہ تو بڑا اندھیر ہے بیٹی! اس طرح تو لڑکے نکمے ہو کر رہ جائیں گے۔"
فاخرہ نے کہا، اور ابھی یہ خاندان کے مستقبل کا انحصار ہے!"
نہ جانے کس طرح یہ باتیں بڑی چچی کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ سچ تو ہے دیوار کے کان ہوتے ہیں وہ تیز تیز چلتی آئیں اور الماس سے کہنے لگیں،
"میرا کیا ذکر ہو رہا تھا؟"
"وہ اچنبھے میں آ کر ان کی طرف دیکھنے لگی، پھر بولی،
"آپ کا تو کوئی ذکر نہیں ہو رہا تھا!"
"اشفاق اور اختر کو عطار کے ہاں، حکیم کے ہاں اور سودا لینے کون بھیجتا ہے؟"

"آپ بھیجتی ہیں!— فاخرہ نے کہا اور اس طرح دونوں کی پڑھائی کا بڑا ہرج ہوتا ہے؟!"

بڑی چچی نے عالم جلال میں فرمایا۔

"اصل سے خطا نہیں دیکھے کبھی— کام کو بھیجتے ہیں تو قیمت نہیں دیتے؟"

فاخرہ نے سراپا حیرت بن کر سوال کیا،

"قیمت؟— قیمت کیسی؟"

بڑی چچی نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اشفاق اور اختر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"بیٹھے تو ہیں پوچھ لو ان دونوں سے،— اکنی روز لیتے ہیں یا نہیں؟"

فاخرہ نے اور زیادہ محوِ حیرت ہو کر چچی جان سے سوال کیا۔

"تو کیا یہ مزدور ہیں؟"

انہوں نے برجستہ جواب دیا۔

"مزدور نہیں تو کیا دھنا سیٹھ ہیں!"

فاخرہ نے چاہا تھا کہ خاموش رہیں، لیکن خاموش نہ رہ سکی، اس نے کہا"

"یہ آپ کے اور چچا جان کے بھتیجے ہیں، ایک خاندان اور ایک خون ایک گوشت، ایک پوست، ایک ہڈی، آپ کا اور ان کا وہ تعلق ہے۔ جو گوشت اور ناخن کا ہوتا ہے، آپ ان سے مزدوری لے سکتی ہیں؟"

ان اثر انگیز باتوں کا چچی جان پر ذرا اثر نہیں ہوا، انہوں نے اسی تیکھے لب و لہجے میں کہا،

"جو سچی بات ہو گی وہ کہی جائے گی، ہم کیوں کسی کا احسان اٹھائیں؟ کام کرتے ہیں پیسے دیتے ہیں؟ ہم نے تو سوچا تھا غفور کے بغیر بھی ان سے اوپر دری کا کام چلتا رہے گا، اکنی روز کے علاوہ بھی جو ہو سکے گا کرتے رہیں گے، لیکن اگر انہیں بالشٹر دبیرسٹر) صاحب، یا جج صاحب بنانا چاہتی ہو تو مبارک —جب دن پھریں گے تو ہمارا بھی خیال رکھنا!"

یہ کہا اور لو کی لپٹ کی طرح چلی گئیں، الماس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُنہیں دیکھتی رہی!

(۳)

بڑی چچی کے جانے کے بعد فاخرہ نے الماس سے کہا،

" امی یہ تو بہت برا ہوا۔ اب کیا کیا جائے؟"

انہوں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ منجھلی چچی تشریف لائیں انہیں دیکھتے ہی الماس اور فاخرہ دونوں سہم گئیں، شاید اب پھر کوئی نیا گل کھلنے والا ہے،

" منجھلی چچی نے آتے ہی بغیر کسی تمہید کے گفتگو شروع کر دی،

" بیٹی تم نے اشفاق اور اختر کو ہم لوگوں کے کام کرنے سے روک دیا اچھا کیا، واقعی سچ بھی ہے۔ ہم کون ہوتے ہیں ان سے کام لینے والے!"

صفائی میں فاخرہ نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ کہ انہوں نے اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر کہا۔

" لیکن بیٹی میں ایک بات کا فیصلہ کرنے آئی ہوں!"

فاخرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یہی کیفیت الماس کی تھی، دونوں میں سے کسی نے یہ نہ پوچھا کہ کس چیز کا فیصلہ کرنے تشریف لائی ہیں، لیکن مشکل انہوں نے خود آسان کر دی، کہنے لگیں۔

" میں نے سنا ہے بی فاخرہ تم ٹیوشن شروع کرنے والی ہو"

" فاخرہ نے پوچھا "کس سے سنا ہے آپ نے؟"
وہ بولیں "کالے چور سے سنا ہے، یہ بتاؤ سچ سنا ہے یا غلط؟"
فاخرہ نے کچھ تذبذب کے بعد جواب دیا۔
" میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ آپ نے سچ سنا ہے!"
منجھلی چچی نے سراپا قہر و جلال بن کر ارشاد فرمایا۔
" اس خاندان کی لڑکی، دوسرے گھروں میں جا کر ٹیوشن کریگی؟"
الماس سے نہ رہا گیا، اس نے کہا "تو بھاوج کونسا غضب ہو گیا!"
منجھلی چچی نے اسی طرح غیظ و غضب کے عالم میں ارشاد فرمایا؟
" یہ نہیں ہو سکتا۔"
الماس نے سوال کیا "کیا نہیں ہو سکتا بھاوج!"
وہ چیخ کر بولیں "فاخرہ ٹیوشن نہیں کر سکتی۔"
الماس نے بڑے نرم اور ملائم لہجے میں کہا۔
آخر کیوں؟ ٹیوشن ہے کوئی بڑا کام تو نہیں ہے!"
" بڑا کام ہے، برے کام کا ذریعہ ہے، بیسوائیں استانیوں کے لباس میں ہی جگ ہنسائی کراتی پھرتی ہیں۔ ہم اپنے خاندان کی ایک لڑکی کو بیسوائی کا راستہ اختیار کرتے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے!"
بیسوائی کا لفظ سن کر الماس اور فاخرہ کا چہرہ سرخ ہو گیا، وہ ضبط نہ کر سکی اس نے کہا۔
" چچی جان ذرا زبان سنبھال کر بات کیجئے!"
چچی جان کا پارہ اور چڑھ گیا، کہنے لگیں۔
" زبان سنبھال کر بات کر تو۔ ورنہ ذرا کھ لگا کر کھینچ لوں گی تالو سے یہ گز بھر کی زبان۔ لو اور سنو۔ ذرا اس موٹی نتنی کو دیکھو، بالشت بھر کی خود اور گز بھر کی زبان، ذرا گھر سے نکل کر تو دیکھ پاؤں نہ توڑ دوں تو نورجہاں میرا نام نہیں!"

فاخرہ بھی اس وقت دبنے کے موڈ میں نہ تھی کہنے لگی۔

"میرے پاؤں موم کے نہیں، نہ اس ملک میں لاقانونیت ہے۔ پولیس بھی موجود ہے اور عدالت بھی، ذرا دیکھوں تو مجھے ٹیوشن کرنے سے کون روکتا ہے، حوالات کی ایک رات یہ ساری طرم خانی نکال دے گی۔!"

الماس بیگم کو فاخرہ کی یہ بات پسند نہیں آئی، انہوں نے ڈانٹا۔

"چپ بدتمیز کہیں کی ــــ چچی کو حوالات بھیجے گی؟"

پھر منجھلی چچی سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں،

یہ بیوقوف ہے اس کی باتوں پر دھیان نہ دیجئے۔ لیکن بھاوج سوچنے کی بات یہ ہے کہ اُن (عثمان) کا انتقال ہوگیا، وہ کوئی دولت چھوڑ کر مرے نہیں آپ لوگ خود اپنے بوجھ میں لدے ہوئے ہیں، ہماری ذرا مدد نہیں کر سکتے ہم لوگ ماشاءاللہ کئی آدمی ٹھہرے، ایک میں۔ دوسری فاخرہ، تیسری ناہید، چوتھی سلطانہ، پانچواں اللہ رکھے اشفاق، چھٹا خدا سلامت رکھے اختر، ان سب کو پڑھانا بھی ہے، تربیت بھی حاصل کرنا ہے، بیماری، آزاری بھی لگی رہتی ہے، کھانے کا انتظام بھی کرنا ہے۔ کپڑے بھی بنانا ہیں، بہت ساری ضرورتیں ہیں، آپ ہی انصاف کیجئے، یہ ضرورتیں کہاں سے پوری ہونگی؟

تڑسے چچی نے جواب دیا۔

"بھیک سے ـ"

الماس نے ذرا بھی بُرا مانے بغیر اس سنجیدگی سے کہا۔

"اگر ہم لوگ بھیک مانگیں گے تو یہ اونچا خاندان اور ذلیل ہوگا، لہٰذا میں سلائی کروں گی، فاخرہ ٹیوشن کرے گی، اور ہم اپنے خرچ کو جتنا زیادہ سے زیادہ کم کر سکتے ہیں۔ کم کریں گے، صرف اسی طرح زندگی کی گاڑی چل سکتی ہے"

یہ باتیں ہو رہی تھیں اور چچی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ایک مرتبہ بڑی چچی پھر نمودار ہوئیں، انہوں نے سوال کیا،

"کیا کر رہی ہو یہاں اتنی دیر سے؟"

"وہ بولیں،"کچھ نہیں۔"

اور پھر ساری داستان شروع سے آخر تک سنا دی۔

عارفانہ انداز میں بڑی چچی یہ ساری باتیں سنتی رہیں۔ گردن ہلاتی رہیں، کبھی تیوری چڑھ جاتی، کبھی ماتھے پر شکنیں نمودار ہو جاتیں کبھی رنگ رُخ بدل جاتا جب ساری داستان سُن چکیں، تو بڑے مدھم لہجے میں کہا۔

"الماس یوں تو بات بڑھے گی۔ مردوں تک جائے گی، چاہے حوالات کا معاملہ ہو یا جیل کا، ہم اپنی ناک، اس گھر میں نہیں کٹنے دیں گے، صرف ایک صورت ہے اس معاملے کو شریفانہ اور باعزت طور پر ختم کرنے کی!"

اس نے سر اُٹھا کر بڑی بھاوج کو دیکھا اور پوچھا۔

"فرمایئے!۔"

وہ کہنے لگیں،"یہ گھر چھوڑ دو، یہاں سے کہیں اور جاؤ، وہاں جا کر چاہے فاخرہ سے ٹیوشن کراؤ، یا ناہید سے کٹنا پا، ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!

یہ سُن کر الماس پر بجلی گر پڑی اس نے کہا۔

"لیکن ہم جائیں کہاں؟"

"جہاں سینگ سمائیں!"

"کرایہ کہاں سے دیں گے؟"

"اب آئیں معاملے پر — بے شک اس گھر میں تمہارا حصّہ بھی ہے، اس کی قیمت لے لو — تم اپنی جگہ خوش ہم اپنی جگہ خوش،

فاخرہ کو یہ تجویز بہت پسند آئی، لیکن الماس کو اسے ماننے میں تامل تھا، اس نے کہا۔

"یہ گھر۔"

"فاخرہ بول پڑی،"امّی جان یہ تجویز مان لیجئے۔"

چچی جان نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔
"تو تیار ہو تم؟"
"فاخرہ نے جواب دیا۔"
"جی ہاں ہم تیار ہیں!"

---

(۴)

بڑا رہ ہوا، اور جو تھوڑی بہت قیمت ان کی دی گئی الماس نے لے لی اور ایک دوسرے محلے میں رخشی کے والد کی کوشش سے ایک چھوٹا سا مکان پندرہ روپے ماہوار پر لے لیا گیا روز کی دانتا کل کل سے نجات مل گئی۔
یہ گھر بڑا بھاگوان ثابت ہوا۔
یہاں آتے ہی رخشی اور اس کے والد کی کوشش سے تین ٹیوشنیں پچاس پچاس روپے مہینے کی فاخرہ کو مل گئیں، اشفاق اور اختر باقاعدہ مدرسے جانے لگے۔ ناہید کا سلسلۂ تعلیم بھی جاری ہو گیا۔
ڈیڑھ سو روپے کی آمدنی ایسی اور اتنی تو نہ تھی کہ یہ چھوٹا سا کنبہ آسانی کے ساتھ پل سکتا لیکن الماس کی کفایت شعاری نے بڑی حد تک اس مشکل کو آسان کر دیا تھا۔ فاخرہ کا یہ آخری سال تھا۔ بی اے کر لینے کے بعد اس نے طے کر لیا تھا۔ کہ بی ٹی کرے گی، اور کسی اسکول یا کالج میں ملازمت کرے گی۔
اسی اثناء میں، رشدی اور فخری سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔
یہ دونوں اسی کالج کے طالب علم تھے، رشدی ایم اے میں پڑھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ایل ایل بی میں بھی داخلہ لے رکھا تھا، اس کا بھی

اور ایک گوشے میں جا کر بیٹھ گئے۔ کافی آئی اور دونوں اطمینان سے چسکیاں لینے لگے، فخری نے ایک زوردار کش لگایا اور کہا۔ یار تم تو چھپے رستم نکلے
رشدی نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ کیا ہوا بھئی ؟"
وہ بولا۔" تم سے امید نہ تھی کہ رقیب روسیہ ثابت ہو گے !"
رشدی نے کش لگایا اور دھواں چھوڑتے ہوئے زیرِ لب تبسم کے ساتھ جواب میں کہا۔
" کیا کہتے ہو بھائی ؟ یہاں تو بہ قول ظفر حال یہ ہے کہ !

نہ ظفر کسی کا حبیب ہوں نہ ظفر کسی کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اُجڑ گیا وہ دیار ہوں

فخری نے ایک قہقہہ لگایا اور چھیڑتے ہوئے کہا،
" او ہو تو آپ واقعی عشق فرماتے ہیں فاخرہ سے ؟"
رشدی چونک پڑا، بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔
" تمہیں کیسے معلوم ہوا ؟"
فخری پھر ہنسنے لگا، اس نے جواب میں کہا،
گویا تم نے اقرار کر لیا۔ لیکن میرے دوست سوچ سمجھ کے !"
رشدی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔
کیا کہنا چاہتے ہو تم ؟"
فخری نے جواب دیا۔
" کچھ نہیں، بس صرف اتنی سی بات !

سنبھل کے دشتِ محبت میں پاؤں رکھ مجنوں
اسی نواح میں سودا شکستہ پا بھی ہے

" میں اب بھی نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتے ہو ؟"
فخری کا رنگ رخ بدل گیا، اس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

یہ آخری سال تھا۔ ایم۔اے کا بھی اور ایل ایل بی کا بھی،

فخری بی اے کا طالب علم تھا، اس کے پیش نظر کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے کا لڑکا تھا کافی جائداد تھی جس سے ہر مہینے بہت کافی آمدنی ہو جایا کرتی تھی۔ کالج میں اس کا مشغلہ تعلیم کے بجائے لڑکیوں پر ڈورے ڈالنا اور اگر کامیاب ہو جائے تو ذاتی ہوس کو پورا کرنا تھا اس سلسلے میں کافی بدنام ہو چکا تھا۔

رشدی اور فخری میں بچپن کی دوستی تھی۔

دونوں نے ساتھ ساتھ اسکول کی تعلیم ختم کی اور کالج میں داخلہ لیا رشدی ایم اے میں پہنچ گیا لیکن فخری بی اے میں اٹک گیا اور اس کا اسے کوئی غم بھی نہیں تھا۔ اور ساری عمر بی اے میں گزار دینے پر تیار تھا۔

رشدی اور فخری آپس میں دوست تھے۔ لیکن دونوں کے مزاج اور طبیعت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

رشدی غیور، سنجیدہ، ذہین اور محنتی طالب علم تھا۔ فخری خود غرض مفاد پرست اور بد شوق طالب علم تھا، پھر بھی دونوں دوست تھے بچپن کی دوستی بڑی پردہ پوش ہوتی ہے۔ اختلافِ مزاج بلکہ اختلافِ فطرت کے باوجود دونوں کی دوستی قائم تھی۔

رشدی اور فخری ایک روز شام کو سیر کے لئے نکلے اور ٹہلتے ٹہلتے پبلک گارڈن تک پہنچ گئے، فخری نے کہا۔

"اوہو ہم تو بہت دور تک نکل آئے اب چلنا چاہیئے!"

رشدی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی کھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ سلامت رہیں، — ذرا ریسٹوران تک چلتے ہیں، یہاں کی کافی کا بڑا شہرہ ہے!"

فخری نے کوئی جواب نہیں دیا، ساتھ ہولیا، دونوں ریسٹوران میں پہنچے

"کہنا چاہتا ہوں کہ فاخرہ میرے سوا کسی نہیں ہو سکتی، تم لاکھ آہیں بھرو، اختر شماری کرو، گریبان پھاڑو، عشق کی ساری منزل طے کر لو، مگر فاخرہ فخری کی وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔

رشدی ٹکٹکی لگائے فخری کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ کہے جا رہا تھا۔

"میں جتنا اچھا دوست ہوں، اتنا ہی بُرا دشمن ہوں، دوست کی حیثیت سے پسینے پر خون گرا سکتا ہوں اور اگر دشمن بن جاؤں،۔

وہ ذرا کے ذرا خاموش ہوا۔ اس نے گھور کر رشدی کو دیکھا اور سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے۔

"اور اگر دشمن ہو جاؤں تو خون پی لوں گا ــــ سمجھے؟ سمجھ گئے رشدی صاحب؟"

پیالی میں آخری گھونٹ کافی کا باقی رہ گیا تھا رشدی نے اسے ختم کیا اور اُٹھتا ہوا بولا،

"چلو ــــ"

فخری نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

نہیں ہم یہاں سے فیصلہ کر کے اٹھیں گے!"

رشدی نے سنجیدگی کے ساتھ کہا فیصلہ تو ہو گیا۔"

فخری نے تن کر کہا۔

"ابھی نہیں ہوا، ابھی ہونا باقی ہے۔"

رشدی نے کہا، "کیا یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ تم بدترین دشمن ہو، اور جس کے دشمن ہو جاؤ اس کا خون پی لیتے ہو!"

"ہاں یہ میں نے کہا تھا۔"

"بس تو پی لینا میرا خون۔"

تم گویا اعتراف کرتے ہو کہ تمہیں فاخرہ سے محبت ہے؟"

"صرف محبت! ــ عشق ہے مجھے اس سے؟"

"مجھے جانتے ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں!"

"کیا تم میرے راستے کا پتھر بن سکتے ہو؟"

"یہ فاخرہ سے پوچھو!"

وہ مجھ سے محبت کرتی ہے!"

"اگر تم سے محبت کرتی ہے تو اتنے سراسیمہ کیوں ہو؟ کیا تمہیں اپنے آپ پر، اپنی محبت پر، اپنی محبوبہ پر اعتماد نہیں؟"

"بہت زیادہ —"

"پھر یہ اضطراب کیوں؟ یہ گھبراہٹ کیسی؟"

"میں نہیں چاہتا کہ ہمارے تعلقات میں فرق آئے!"

"میں بھی نہیں چاہتا!"

"تو وعدہ کرو تم فاخرہ سے محبت نہیں کرو گے!"

"تم اس سے محبت کرتے رہو گے؟"

"ہاں — زندگی کے آخری سانس تک!!"

"لیکن اس کا انجام؟"

"بظاہر تو انجام یہ نظر آتا ہے کہ کامیابی تمہارے حصے میں آئے گی، ناکامی میرے مقدر میں!"

"یہ کیسے سمجھ لیا تم نے؟ — کیا تم خوبصورت نہیں ہو؟ جواں ہمت نہیں ہو؟ بے انتہا قابل نہیں ہو؟ طلباء اور طالبات میں ہیرو کی حیثیت نہیں رکھتے ہو؟ کیا اساتذہ تمہاری عزت نہیں کرتے؟ کیا طلباء اور طالبات کے دل میں تمہاری عظمت نہیں ہے؟"

"جانتا ہوں، مگر —"

"مگر کیا؟ کہتے کیوں نہیں؟ بتاؤ میں سننا چاہتا ہوں!"

"مگر میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا!"

"اس خاکساری کا شکریہ"؟

"تم امیر ہو، میں غریب ہوں!"

"اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"بہت کچھ ہوتا ہے؟"

"کیا محبت بھی سوداگری ہے؟ کاروبار ہے؟"

"ہاں — اکثر یک طرفہ؟

"کیا مطلب؟ — یعنی؟"

"یعنی یہ کہ میرا خیال ہے کہ ناظرہ مجھ سے محبت نہیں کرتی!"

"پھر کس سے کرتی ہے؟"

"دولت سے!"

"اور — یہ تم نے کیسے جانا؟"

"کئی بار میرے اور اس کے درمیان اس طرح کے موضوعات پر گفتگو ہو چکی ہے، میں نے اندازہ لگایا کہ وہ ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے وہ اس سے شادی کرے گی جو اسے شان و شوکت کے ساتھ رکھ سکے اور ظاہر ہے میں یہ سامان فراہم نہیں کر سکتا!"

"لیکن ملتی تو تم سے بہت اخلاق اور تپاک کے ساتھ ہے!"

"ہاں، وہ میری عزت کرتی ہے، میرا احترام کرتی ہے!"

"صرف عزت؟ صرف احترام؟ محبت نہیں؟"

"اگر میں دولت مند ہو جاؤں تو محبت بھی کرنے لگے۔"

"کیا تم نے کبھی اس سے اظہارِ محبت کیا؟"

کبھی نہیں! ایک مرتبہ بھی نہیں۔

"کیوں؟ — قسمت آزمائی کرنے میں کیا حرج ہے؟"

"جب مجھے اس کے میلان اور رجحانات کا اندازہ ہو گیا تو اپنی محبت کی توہین کیوں کرتا؟"

"میرا خیال ہے وہ آسانی سے تمہیں نہیں ٹھکرا سکتی؟"

"یہ تمہارا حسنِ ظن ہے۔"

"پھر وہ تم سے تنے تپاک کے ساتھ کیوں ملتی ہے؟ پھر وہ تمہارا اتنا خیال لحاظ کس لئے کرتی ہے؟ پھر وہ تمہارے اشارۂ چشم آبرو کی پیروی کیوں کرتی ہے؟"

"کیا بک رہے ہو تم؟"

"میں غلط نہیں کہتا۔!"

"ہاں اگر جھوٹ کا نام سچ ہے تو تم بے شک غلط نہیں کہتے!" میں اپنا مشاہدہ بیان کر رہا ہوں۔ اپنا تجربہ

"لیکن میں تم سے نہیں کہوں گا کہ اسے دہراؤ؟"

"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ گذشتہ الیکشن میں تم اختر کے حامی تھے اور میں منصور کا!"

"ہاں یہ واقعہ ہے!"

"میں نے فاخرہ سے اصرار کیا کہ منصور کو ووٹ دے، مگر اس نے انکار کر دیا؟ — جانتے ہو کیوں انکار کر دیا؟"

"مجھے نہیں معلوم!"

"اس نے کہا، اختر رشدی صاحب کا امیدوار ہے میں صرف اس کو ووٹ دے سکتی ہوں!— کیا تم نے اس سے نہیں کہا تھا کہ اختر کو ووٹ دے۔؟

"ہرگز نہیں؟"

"پھر— پھر ایسا کیوں ہوا؟"

"یہ وہی بتا سکتی ہے — یہ ضرور ہے کہ اس کے سامنے میں نے دوسری بار اختر کی کنویسنگ کی ضرور کی تھی!"

"دوسرا واقعہ سنو۔"

"اگر بغیر میری فرمائش کے سنانا چاہتے ہو تو سنا ڈالو۔"

"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم نے کالج کی ڈرامہ سوسائٹی کے فنکشن کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔؟"

"ہاں بے شک۔ مخلوط تعلیم تک تو خیر کوئی مضائقہ نہیں مگر میں اسے پسند نہیں کرتا کہ طلبا اور طالبات ساتھ مل کر ایکٹنگ کریں، گائیں، ناچیں محبت اور عشق کا سوانگ رچائیں!"

"ہاں مجھے تمہارے خیالات کا اچھی طرح علم ہے۔"

لیکن یہ سوال تم نے کیوں کیا تھا؟"

اس لئے کہ ڈرامے میں حصہ لینے کا وعدہ، بلکہ ایک مرتبہ ریہرسل میں شرکت کے باوجود فاخرہ نے پارٹ۔ کرنے سے انکار کر دیا!"

"یہ میرے لئے ایک خبر ہے اور بالکل نئی خبر!"

"اور جانتے ہو اس نے انکار کیوں کیا۔؟"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا میرے بھائی!"

"یہ تو جانتے ہو میں ڈرامہ سوسائٹی کا سیکرٹری ہوں؟"

"ہاں خوب جانتا ہوں۔؟"

"میں نے اس سے کہا، فاخرہ تم مجھے ذلیل کر رہی ہو، تم نے وعدہ کیا تھا کہ پارٹ کرو گی، ایک مرتبہ تم نے ریہرسل میں بھی شرکت کی، مگر اب دفعتاً تم نے اطلاع دی کہ پارٹ نہیں کرو گی۔ یہ کیا مذاق ہے؟ ـ جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا!"

"کیوں بار بار پوچھے جاتے ہو؟ میں کچھ نہیں جانتا!"

اس نے کہا۔ اس کالج کے سب سے بڑے آدمی کو اور میری نظر میں بہت بڑے آدمی کو یہ ناپسند ہے۔ اور میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتی جو اسے

ناپسند ہو، میں نے طنز بھرے لہجے میں سوال کیا، کون ہے وہ مردِ بزرگ اس نے پوری سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔

"رشدی صاحب ۔۔"

میرا خون کھولنے لگا، میں نے کہا،

"کیا تم نے رشدی کو پیر و مرشد بنا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟"

وہ مسکراتی ہوئی بولی،

"اگر وہ پیر و مرشد بننا چاہیں تو سب سے پہلے بیعت کے لیئے جو ہاتھ بڑھے گا وہ فاخرہ کا ہوگا۔"

میں نے اور زیادہ برہمی کے ساتھ کہا۔

"فاخرہ تمہیں پارٹ کرنا پڑے گا!"

وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوئی۔

"ناممکن ہے فخری صاحب!"

میں نے کہا، "پھر ہمارے تعلقات میں فرق آجائے گا۔"

اس نے کہا، "مجھے اس کا افسوس ہوگا، لیکن میں گوارا کر لوں گی؟"

میں نے کہا، "فاخرہ یہ میری عزت کا معاملہ ہے، اس مرتبہ پارٹ کر لو آئندہ نہ کرنا۔"

"بولی،" فخری صاحب! یہ میرے ضمیر کا معاملہ ہے، اگر کر لیا تو اپنی نظر میں ذلیل ہو جاؤں گی اور کم از کم اپنی نظر میں ذلیل نہیں ہونا چاہتی!"

رشدی خاموشی سے یہ باتیں سنتا رہا، پھر بولا،

"تعجب ہے!"

"فخری نے کہا۔" اور سنو گے کچھ؟" رشدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب تک تم نے جو داستانیں سنائیں ان میں سے ایک کو بھی میری فرمائش کا کوئی دخل تھا!"

فخری نے گویا اس جواب کو سنا ہی نہیں کہنے لگا،

"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم ذوق کے مقابلے میں غالب کو، اور دبیر کے مقابلے میں انیس کو زیادہ پسند کرتے ہو؟"

"ہاں بے شک؟"

"ابھی پرسوں کا واقعہ ہے غالب اور ذوق اور انیس و دبیر پر ہم لوگوں میں بحث چھڑ گئی" یہ حضرت بھی تشریف رکھتی تھیں، قسم لے لو جو اس لڑکی نے غالب یا ذوق کا ایک شعر بھی کبھی پڑھا ہو یا انیس و دبیر کا ایک بند بھی کبھی اس کی نظر سے گذرا ہو، لیکن بڑھ بڑھ کر غالب اور انیس کی حمایت فرمانے لگیں میں خاموشی سے یہ پُر جوش تقریر سنتا رہا، پھر دفعتہً مجھے یاد آیا "اردو شاعری کے ارتقاء" پر جو ڈبیٹ ہوا تھا۔ اس میں تم نے غالب اور انیس کی خوب مدح سرائی کی تھی، سمجھ گیا یہ فاخرہ نہیں بول رہی ہے، حضرت رشدی بول رہے ہیں،

"خوب، بہت خوب — بڑی دُور کی کوڑی لائے۔"

"میں غلط نہیں کہتا، — جب مجلس برخاست ہو گئی، تو میں نے فاخرہ سے پوچھا، کیا تم نے غالب کا دیوان پڑھا ہے؟"

"اس نے نہایت سادگی سے جواب دیا"

"نہیں —"

میں نے پھر سوال کیا۔

کیا تم نے مراثی انیس کا مطالعہ کیا ہے کبھی؟"

پوری سادگی اور سچائی کے ساتھ اس نے کہا،

"ہرگز نہیں!"

میں نے اعتراض کیا،

"پھر ان دونوں بزرگوں کی اتنی بڑھ چڑھ کر حمایت کیوں فرمائی جا رہی تھی؟"

"جانتے ہو جواب میں اس نے کیا کہا؟"

"سلسلۂ کلام اس طرح کے خود سوالات کر کے منقطع کیوں کر دیتے ہو؟ میں نہیں

جانتا!"

"اچھا تو میں بتاتا ہوں — میرے اس اعتراض کے جواب میں اس نے بڑی معصومیت کے ساتھ جواب دیا۔

"اردو شاعری کے ارتقاء پر ایک دفعہ ڈیبیٹ ہوا تھا اس میں رشدی صاحب نے بھی تقریر کی تھی اور ان دونوں شاعروں کی بڑی تعریف کی تھی۔

میں نے پھر اعتراض کیا۔

"کیا تم پر فرض ہو گیا کہ ایک بہت بڑے آدمی کی رائے کو اپنا دین وایمان قرار دے لو!"

بغیر کسی جھجک کے اس نے جواب دیا۔

"میرے نزدیک تو علم وادب اور تنقید کے مسائل میں رشدی صاحب جو کچھ کہہ دیں وہ حرفِ آخر ہے!"

میں نے اور زیادہ برافروختہ ہو کر پوچھا۔

"آخر تمہیں اتنا پاس ولحاظ کیوں ہے رشدی کا؟"

کہنے لگی "کسے نہیں ہے؟"

اور بھائی سچ یہ ہے کہ اس جواب نے مجھے لاجواب کر دیا۔

یہ کہہ کر فخری ہنسنے لگا، مگر رشدی اسی طرح خاموش اور سنجیدہ بیٹھا رہا۔

فخری نے پوچھا،

"اب کیا کہتے ہو؟"

وہ بولا "وہی جو کہہ چکا ہوں!"

"کیا یہ باتیں محبت پر دلالت نہیں کرتیں؟"

"بالکل نہیں ا—"

"پھر کس چیز پر دلالت کرتی ہیں؟"

"اس کی شرافت پر — وہ میری عزت کرتی ہے اور نہ جانے کیوں مجھے قابل

بھی سمجھتی ہے۔ لہٰذا میری رائے کو وقعت اور اہمیت دیتی ہے!"

"گویا وہ تم سے محبت نہیں کرتی؟"

"قطعاً نہیں۔۔۔ کہہ ہی نہیں سکتی۔ میں نے ایک آدھ بار اسے ٹٹولا کہ اگر پانی مرتا دیکھوں تو اظہارِ محبت کردوں مگر مجھے مایوس ہونا پڑا!"

فخری نے کہا "میں نے اتنی ساری باتیں بتا دیں کیا تم نہیں بتاؤ گے۔؟"

"بتا تو چکا ہوں!!"

"مجھے تفصیل چاہیئے؟"

"تفصیل ۔۔۔ ایک مرتبہ دوران گفتگو میں اس نے کہا ۔۔۔ اور میرا خیال ہے میرا عندیہ تاڑ کر کہا۔ عورت کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ ٹھاٹھ اور عیش کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور یہ کمزوری اب اس کی، وہ اس سے شادی پسند کرتی ہے جو اُسے راحت و آرام کے ساتھ رکھ سکے، جو اس کی خواہشیں اور آرزوئیں پوری کر سکے۔ جو اس کے لئے زیورات کا ڈھیر لگا دے۔

اور پھر ہنستی ہوئی بولی،

"جو اس کے لئے اعلیٰ اعلیٰ درجے کے ملبوسات کی ایک شاندار دوکان گھر میں کھول دے۔"

فخری ہنسنے لگا، پھر اُس نے ایک نیا سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا

"اس کے بعد؟ ۔۔۔ پھر؟"

"پھر میں نے اُسے ٹٹولتے ہوئے کہا،

"ہاں عام عورتوں کی یہ کمزوری تو ان کی فطرت بن چکی ہے، لیکن ایسی بھی ہوتی ہیں جو دولت کو اتنی اہمیت نہیں دیتیں جتنی زندگی گزارنے کے لئے ایک اچھے کردار اور اچھی شخصیت کے شوہر کو پسند کرتی ہیں!"

وہ زیرِ لب تبسم کے ساتھ گویا ہوئی۔

"ہوتی ہوں گی ۔۔۔ ہم نے تو نہیں دیکھیں۔!

" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

" میں تو انکار نہیں کر سکتا۔ !"

اس نے اشتیاق کے ساتھ پوچھا۔

کیا آپ کی نظر سے کوئی ایسی عورت گزری ہے۔ ؟"

میں نے دل میں ڈرتے ڈرتے جواب دیا !"

" ہاں کیوں نہیں — ایک تم ہی ہو۔

" وہ کچھ سوچنے لگی، پھر ہنسنے لگی اور گویا ہوئی "

" نہیں، رشدی صاحب آپ غلط سمجھے۔ میں بھی عورت ہوں !"

یہ الفاظ اس نے سنجیدگی کے ساتھ کہے اور شاید اس اندیشہ سے کہ میں فسانۂ غم دل نہ لے کے بیٹھ جاؤں وہ دفعتاً اٹھی اور چلی گئی !۔ کیا اب بھی نہیں مانوں گے ؟"

" مانتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے دل گلتی نظر آتی ہے !"

" کیا واقعی فخری ؟"

" ہاں — اس کی آنکھوں میں التفات کی جو چمک ہے، مجھے یقین ہے بہت جلد میں اُسے محبت کے شرارے میں تبدیل کر لوں گا !"

" واقعی تمہیں یقین ہے ؟"

" ہاں بھئی۔ کیا میں اُسے راحت و آسائش کی زندگی نہیں بسر کرا سکتا ؟ کیا میں اس کے سامنے زیورات کے ڈھیر نہیں لگا سکتا ؟ کیا میں گھر میں اس کے لئے اعلیٰ درجے کے ملبوسات کی ایک شاندار دوکان نہیں کھول سکتا۔

" ہاں ہاں یہ سب کر سکتے ہو تم ؟"

" اور پھر کیا میں ایک سحر طراز نوجوان نہیں ہوں ؟"

" ضرور ہو۔ کالج کے، نہ صرف کالج کے بلکہ شہر کے در و دیوار اور بام و در اس کے گواہ ہیں !"

فخری زور زور سے ہنسنے لگا، اس نے کہا۔

" ہاں بے شک، — کیا سمجھتے ہو تم فخری کو ؟ اپنے اس نیاز مند خصوصی کو ؟"

۵

فخری موڈ میں آگیا، اس نے کہا۔

"یار کافی کا ایک دور اور چلے گا!"

رشدی نے کوئی جواب نہیں دیا، فخری نے آرڈر دیا، کافی فوراً حاضر کردی گئی۔ اس نے دو پیالیاں بنائیں، ایک رشدی کی طرف بڑھا دی، ایک اپنے سامنے سرکا لی، اس نے کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا سوچنے لگے تم رشدی؟"

" رشدی چونک پڑا، اس نے کہا۔

"کیا واقعی تم فاخرہ سے محبت کرتے ہو؟"

"میرا خیال تو یہی ہے۔!"

"لیکن جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، تمہاری یہ گیارہویں محبت ہے — ہے نا؟"

"(مسکراتے ہوئے) تم حساب میں ہمیشہ سے کچے ہو گیارہویں نہیں، بائیسویں محبت!"

یہ کہہ کر پھر اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، اور پوچھا،

"کیا تمہیں اعتراض ہے کچھ ؟"

"بالکل نہیں ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ تمہاری آخری محبت ہے ؟"

"اب تم بد دعا بھی دینے لگے ۔

"بد دعا کیسی ؟"

"آخری محبت کے معنی تو یہ ہیں کہ میرا آفتاب زندگی لب بام آچکا ہے ۔ یہ محبت کرنے کے بعد کسی اور محبت کے لئے زندہ رہ نہ سکوں گا؟"

"یہ نہیں ہو سکتا کہ زندگی بھر اسی محبت پہ قائم رہو ؟"

"یہ کیسے ممکن ہے ؟"

"ممکن کیوں نہیں ہے ؟"

"محبت جدّت چاہتی ہے ، قدامت سے اسے نفرت ہے !"

"یعنی بار بار محبت کرتے رہنا چاہیئے ۔"

"بار بار نہیں ۔ زندگی بھر میرے دوست !"

"گویا فاخرہ کو اگر تم اپنانے میں کامیاب ہو گئے ۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھو گے ؟"

"مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنا تو مشکل ہے ۔ لیکن جواب انکار میں بھی نہیں دیا جا سکتا ۔"

"لیکن میرے دوست محبت ایک ہی بار ہوتی ہے !"

"ہاں احمقوں کو !"

"اور تم جیسے عقلمند ؟"

"ہم جیسے عقلمند ہمیشہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں رہتے ہیں !"

"سبحان اللہ ۔"

"پھر انسان اور جانور میں فرق کیا ہوا ؟"

"بس نام کا فرق ہے ۔ کیا یہ کافی نہیں ہے ؟"

"محبت کرنا سیکھو فخری؟"

"کس سے؟— تم جیسے مرشدِ کامل سے جو حرفِ محبت تک زبان پر نہ لا سکے؟ کیوں محبت کا نام بدنام کرتے ہو دوست!"

"مجھے چھوڑ دو، اپنی خبر لو۔!"

"اپنی کیا خبر لوں؟"

"تم فاخرہ سے محبت نہیں کرتے؟"

"کرتا ہوں—"

"جھوٹ بول رہے ہو؟— کوئی ہوس پرست کبھی کسی عورت سے محبت نہیں کر سکتا، تم ہوس پرست ہو!"

"خدا کے لئے یہ باتیں کہیں فاخرہ کو نہ بتا دینا۔"

"بتاؤں گا، ایک ایک بات بتاؤں گا!"

"جسے تم نہیں حاصل کر سکتے، اسے مجھ سے چھیننے کی کوشش کرتے ہو۔ یہی حقِ دوستی ہے؟"

"مجھے سبق دینے کی کوشش نہ کرو، میں حقِ دوستی بھی جانتا ہوں اور حقِ وفا بھی۔"

"تم کچھ نہیں جانتے!"

"جانتا ہوں — حقِ وفا یہ ہے کہ فاخرہ کے راستے کا پتھر نہ بنوں وہ جس طرح کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے بسر کرنے دوں اور حقِ دوستی یہ ہے کہ تمہیں راہِ راست پہ لاؤں!"

"اور وہ راہِ راست کیا ہے جناب والا؟"

"یہ کہ یا صرف ہوس پرستی کرتے رہو یا صرف محبت، دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں — یا سراپا ناز بن جاؤ یا نوا پیدا نہ کر سکو۔ سمجھے؟"

"بالکل نہیں — اور سمجھنا چاہتا بھی نہیں؟"

"تباہی کا راستہ ہے!"

"بقول تمہارے گیارہ اور بقول میرے بائیس مرتبہ عشق کی منزل طے کی ہے مگر اس شان سے کہ نہ پاؤں میں چھالے پڑے، نہ اختر شماری کی نوبت آئی، نہ گریبان پھاڑنا پڑا، نہ نالۂ و فغاں سے آسمان سر پر اٹھانے کی ضرورت لاحق ہوئی —"

"فخری —"

"ہاں سن رہا ہوں۔ لیکن میری سنو، میرا اصول تو یہ ہے کہ میں آیا، میں نے دیکھا، میں نے فتح کر لیا، اور فاتح کبھی مفتوح کی غلامی نہیں کرتا!"

"کیا تم فاضرہ کو فتح نہیں کر سکتے فخری۔!"

"اگر زندگی کے بارے میں فاضرہ کا نقطۂ نظر وہ نہ ہوتا جو تم ابھی بیان کر چکے ہو، اور جو یقیناً صحیح ہے تو شاید میں اسے فتح کر سکتا، کیونکہ پھر تم سامنے آ جاتے اور تمہیں راستے سے ہٹانا مشکل ہوتا، لیکن اب؟۔ اب کون ہے جو فاضرہ کو مجھ سے چھین سکے؟— وہ بکنا چاہتی ہے میں اُسے خرید لوں گا اور ویسے بھی وہ میری طرف مائل ہے۔ ملتفت ہے — کہیں چھپتی ہے، محبّت کی نظر پیار کی آنکھ یہ نظر اور یہ آنکھیں بارہا دیکھ چکا ہوں!"

"لیکن فخری پھر تمہیں اس سے محبّت کرنی پڑے گی، تم صرف اس کے بن کر رہ جاؤ گے، تم ایک شریف آدمی بن جاؤ گے، پھر تمہاری نگاہ میں تقدس آ جائے گا— تقدس!"

"ہاں آ جائے گا، لیکن ابھی نہیں — ابھی تو میں جوان ہوں، ذرا بوڑھا ہو لینے دو، پھر آنکھ میں تقدس بھی آ جائے گا، اور شریف آدمی بھی بن جاؤں گا!"

"فخری —!"

"کیا فخری فخری کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کہتے کیوں نہیں؟"

"تم فاضرہ کو دھوکا نہیں دے سکتے، میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا!!"

"کیا کر لوگے تم ؟ کیا کر سکتے ہو تم ؟ ذرا معلوم تو ہو ؟"

"میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

یہ سُن کر فخری سناٹے میں آگیا، اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا وہ ٹکٹکی لگائے ذرا دیر تک رشدی کو دیکھتا رہا۔ پھر اس سے پوچھا،

تم مجھے قتل کر دو گے ؟ ــ تم ؟ تم مجھے قتل کر دو گے ؟"

ہاں میں ــ"

"لیکن کیوں ؟ ــ تم کون ہوتے ہو فاخرہ کے ؟ تم تو فاخرہ کے لئے اس طرح لڑ رہے ہو جیسے کنیا دان کر رہے ہو ؟"

رشدی کا چہرہ سُرخ ہو گیا، اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے، ایک عجیب ہیبت سی چھا گئی، اس کے چہرے پر یہ کیفیت دیکھ کر فخری گھبرا گیا رشدی کو اس رنگ میں اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے بڑے نرم اور ملائم لہجے میں کہا،

رشدی تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ تم اتنے حواس باختہ اور از خود رفتہ کیوں نظر آ رہے ہو ؟"

رشدی نے برہم لہجے میں جواب دیا۔

میں فاخرہ کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا، !"

فخری نے طنز بھرے انداز میں کہا" ہاں ٹھیک ہے تم فاخرہ کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتے، یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تم فاخرہ سے محبت کرتے ہو، لیکن شاید تم بھی یہ بھول گئے، کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتی، ــ خود ہی اقرار کر چکے ہو۔"

"مجھے یاد ہے ــ مجھے سب کچھ یاد ہے، بے شک وہ مجھ سے محبت نہ کرے، نفرت کرنے لگے، مگر کیا وہ یا دنیا کی کوئی طاقت مجھے اُس سے محبت کرنے سے روک سکتی ہے ؟ ــ جواب دو فخری ؟"

جب تک حرفِ محبت زبان پر نہ لاؤ ملکہ الزبتھ اور شہزادی مارگریٹ سے بھی محبت کر سکتے ہو۔ نتائج تو اس وقت بھگتنا پڑتے ہیں جب یہ لفظ زبان تک آجائے۔"

"کیا تم سن نہیں رہے ہو کہ میں فاخرہ سے محبت کرتا ہوں؟"

"فاخرہ سے کرتے ہو، مجھ سے تو نہیں کرتے، میرے بجائے یہ الفاظ خود فاخرہ کے سامنے کیوں نہیں دہراتے؟ محبت ہے تو اس سے اظہارِ محبت کرکے دیکھو۔ میرے دوست اس سے اور نہ صرف اس سے بلکہ ہر عورت سے محبت کرنے کے لئے دولت چاہیئے اگر تمہاری جیب میں سونا اور چاندی ہے تو جاؤ جس سے چاہو محبت کر لو، میں اجازت دیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ تمہاری محبت کامیاب ہوگی، ورنہ بے زر عشق ٹیں ٹیں۔ تمہارے عشق کا لوگ مذاق اڑائیں گے، خود تمہاری محبوبہ بھی!"

رشدی خاموش بیٹھا تھا اور فخری کہہ رہا تھا۔

"مجھے دیکھو میری طرف دیکھو، ادھر دیکھو، میں فخری ہوں، جو بقول تمہارے گیارہ مرتبہ اور بقول اپنے بائیس مرتبہ محبت کر چکا ہوں۔ اور کبھی ناکام نہیں ہوا اور اب تئیسواں عشق کر رہا ہوں، دعویٰ کرتا ہوں کہ اس میں بھی سرخرو رہونگا؟"

"میں تمہارے عشق پر تو اعتراض نہیں کرتا، تمہاری حیثیت اور اوقات سے اچھی طرح واقف ہوں، بے شک میرا عشق اس لئے ہے کہ ناکام ہے اور تمہارا عشق اس لئے ہے کہ کامیاب ہو، میں تمہیں عشق کرنے سے نہیں روکتا، ضرور کرو، میں تو صرف درس دفا دینا چاہتا ہوں، میری خواہش تو صرف اتنی ہے کہ فاخرہ کو کسی طرح کا گزند، کسی طرح کا صدمہ، کسی طرح کا دکھ نہ پہنچے، اگر یہ کرتے ہو تو چشم ما روشن دلِ ما شاد اور اگر نہیں کرتے تو کم از کم فاخرہ سے محبت نہ کرو۔ دنیا میں بہت سی لڑکیاں موجود ہیں کسی کو

بھی اپنا بنالو لیکن فاخرہ کو چھوڑ دو!"

"یہ نہیں ہو سکتا میرے دوست!"

"کیا نہیں ہو سکتا؟"

"یہی کہ فاخرہ کو چھوڑ دو ــ میں اس سے محبت کرتا ہوں!"

"کاش تم محبت کرتے ہوتے!"

"کاش تم محبت کر سکتے!"

"مجھے چھوڑ دو، ــ میں نے پسپائی اختیار کرلی، لیکن ایک بات یاد رکھو اگر تم نے ــ"

"آگے چلو ــ اگر تم نے ــ

"اگر تم نے فاخرہ کو دھوکا دیا، اسے دکھ پہنچایا۔ اس کی زندگی تباہ کی تو میں، تمہیں مار ڈالوں گا! ــ یہی نا یا کچھ اور؟"

بس یہی ــ بے شک فخری پھر میں تمہیں ہلاک کر دونگا؟"

بے پروائی اور نخوت کے ساتھ فخری نے کہا۔

"نہیں تم سے یہ کام بھی نہیں ہو سکتا، کچھ اس لئے کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ؟" اور زیادہ تر اس لیے کہ تم بغیر قتل کئے بھی پھانسی پا سکتے ہو، اور میں قتل کر کے بھی بچ سکتا ہوں!"

وہ کس طرح ؟ ــ میں بغیر قتل کئے کس طرح پھانسی پا سکتا ہوں اور تم قتل کرنے کے باوجود کس طرح پھانسی سے بچ سکتے ہو؟"

فخری زور زور سے ہنسنے لگا اس نے ایک حقارت آمیز نظر رشدی پر ڈالی پھر جیب سے ایک گنی نکالی اور اسے میز پر رکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"میرے دوست، دیکھ رہے ہو اسے ؟ جانتے ہو یہ کیا ہے ؟"

رشدی نے حقارت کے ساتھ جواب دیا۔

"ہاں زرد رنگ کا ایک دھات کا ٹکڑا۔!"

فخری پھر ہنسنے لگا، اس نے ہنستے ہنستے کہا،

"ہاں یہی بات ہے جو تم نے کہی لیکن جانتے ہو اس زرد رنگ کے دھات کے ٹکڑے کی طاقت؟ — یہ پھانسی کا پھندا بھی ہے اور مسیحا بھی، میرے دوست یہ صرف یہی نہیں کرتا کہ قاتلوں کو پھانسی کے پھندے سے چھڑا لاتا ہو، یہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔!"

"گویا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟"

"میں نے ایک صاف، سیدھی اور سچی بات کی ہے اسے صرف بیان واقعہ کہا جا سکتا ہے، لیکن اگر دھمکی سمجھتے ہو تو میں تمہاری تردید نہیں کروں گا" رشدی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں!"

فخری اٹھ کھڑا ہوا، اس نے اٹھتے اٹھتے کہا۔

"چیلنج میں نے نہیں دیا تم دے رہے ہو اور میں نے اب تک اسے قبول نہیں کیا ہے! اس لئے نہیں کہ تم سے ڈر گیا۔ اس لئے کہ جانتا ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے،

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں آوازِ سگاں کم نکند رزقِ گدا را

تمہاری غوغا آرائی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور ایک بات جو میں نے تم سے اب تک نہیں کہی تھی، اب کہتا ہوں، سنو، دل پہ ہاتھ رکھ کر سنو — سن رہے ہو؟"

رشدی نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ ٹکر ٹکر فخری کی طرف مشتاقانہ دیکھنے لگا کہ دیکھئے اب کیا کہتا ہے؟

فخری نے رشدی کے اشتیاق کو خوب پختہ کرنے کے بعد کہا۔

"میں فاخرہ سے اظہارِ محبت کر چکا ہوں اور وہ میری محبت قبول کر چکی ہے وہ تمہاری صرف عزت کرتی ہے، اور جتنی جتنی یہ محبت پختہ ہوتی جائے گی اتنی اتنی اس کے دل سے تمہاری عزت بھی کم ہوتی جائے گی اس لئے کہ میں اسے اپنی توہین سمجھتا ہوں کہ وہ محبت مجھ سے کرے اور عزت تمہاری!"

رشدی نے جواب میں اب بھی کچھ نہیں کہا، فتح مندانہ انداز میں فخری نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا تھا کہ تم فاخرہ سے محبت کرتے ہو، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنی شکست کو محسوس کر لو، فاخرہ میری اور صرف میری ہے دنیا کی کوئی طاقت اُسے مجھ سے نہیں چھین سکتی یہ دوسری بات ہے کہ میں خود ہی کبھی اُسے اپنے گوشۂ دل سے نکال پھینکوں۔!"

اب رشدی کے لب ہلے اس نے کہا۔

"گویا تمہارے دل میں یہ چور موجود ہے؟"

بے پروائی کے ساتھ فخری نے جواب دیا۔

"کیوں نہ ہو؟ خواہش اور آرزو اس لئے ہوتی ہے کہ پوری کی جائے۔ اس لئے نہیں ہوتی کہ دبائی جائے۔ یہ نفس کشی جناب ہی کو مبارک! میں نے جتنے عشق کئے وہ سب اتنے ہی شدید تھے جتنا وہ عشق جو فاخرہ سے ہے بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے: ناصرہ سے میں نے جو عشق کیا تھا، وہ فاخرہ سے بھی کچھ زیادہ تھا؟"

رشدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

"تو یہ بات ہے!"

فخری نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔

ہاں یہ بات ہے — تم محبت کو زندگی سمجھتے ہو؟"

"اور تم؟ — تم کیا سمجھتے ہو؟"

"میں؟ — میں بخار، بخار کو بار بار آنا اور بار بار اُترنا چاہیئے۔ اگر وہ قائم ہو جائے تو دق ہے، سِل ہے، پیامِ مرگ ہے، میں صرف ۲۴ سال کی عمر میں، موت کا پیام کیوں قبول کر لوں؟ یہ توفیق اللہ نے تمہیں دی ہے چاہو تو اس پر فخر کر سکتے ہو، لیکن میں رشک کرنے پر بھی تیار نہیں ہوں، برخوردار۔!"

رشدی کا چہرہ ایک مرتبہ پھر سُرخ ہو گیا، لیکن جلد ہی یہ کیفیت دور ہو گئی

اس نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے؟"

فخری نے مسکراتے ہوئے کہا،

"ضرور، ضرور، — لیکن کیا ساتھ ساتھ — جس طرح ہم آئے تھے۔؟"

رشدی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں — اب ہماری منزل الگ ہے، راستہ جدا، ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔"

خدا حافظ — پھر ملیں گے، — خدا نے کرم ملا دیا!"

فخری نے کہا، اور ہنستا ہوا رستوران سے باہر نکل آیا۔

---

(۶)

فخری چلا گیا!

رشدی وہیں گم سم کھڑا رہا!

اس کے قدم آگے کی طرف نہیں اُٹھ رہے تھے!

فخری کی باتوں نے اس کے دل میں ایک طوفان برپا کر دیا تھا!

وہ پھر رستوران میں آیا، اور وہیں باغ کے سبزے پر جہاں کرسیاں پڑی ہوئی تھیں، خاموشی کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا، اس نے چائے کا آرڈر دیا اور عالم خیال میں پہنچ گیا۔

اس کے کانوں میں فخری کے الفاظ گونج رہے تھے۔

ان الفاظ میں زہر تھا، طنز تھا، حقارت تھی، نخوت تھی۔"

وہ اگرچہ مرنجان مرنج قسم کا آدمی تھا، نہ کسی کے بھلے میں نہ کسی کے بُرے میں، نہ ہاؤ ہُو کی مجلسوں کا حصہ دار، نہ غوغا آرائیوں میں شریک، یا اپنے کمرہ میں یا کلاس میں، یا لائبریری میں، یہ تھی اس کی زندگی!

ایک مرتبہ لائبریری ہی میں فاخرہ سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ آہ وہ پہلی ملاقات اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اس ملاقات کا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

"مس فاخرہ آپ کچھ تلاش کر رہی ہیں شاید؟
(پریشانی کے ساتھ) جی ہاں مسٹر رشدی، تھوڑی دیر ہوئی رخشی کے ساتھ میں یہاں آئی تھی، جاتے وقت اپنا پرس بھول گئی۔

"پرس۔؟"

"جی ہاں جو چیز کھوئی ہے اُسے پرس ہی کہتے ہیں!"

اس جواب میں جھنجلاہٹ بھی تھی، شوخی بھی، رشدی کو لطف آ گیا۔ اس نے کہا "لیکن اگر وہ نہ ملا؟"

اس نے چڑھی ہوئی تیوڑی کے ساتھ جواب دیا۔

"پھر میں خودکشی کر لوں گی۔"

یہ کہہ کر وہ دوسری طرف چلی گئی!

اتنے میں رخشی آ گئی یہ دور کے رشتے سے اس کی بہن ہوتی تھی، کہنے لگی، ارے رشدی بھائی آپ؟"

رشدی نے جواب دیا "ہاں۔ لیکن تمہیں تعجب کیوں ہوا مجھے دیکھ کر! کیا مجھے نہ آنا چاہیئے تھا یہاں؟"

وہ مسکراتی ہوئی بولی "یہاں کے سوا اور آپ جا بھی کہاں سکتے ہیں؟ ملا کی دوڑ مسجد تک!"

فاخرہ کے کانوں میں رخشی کی آواز پہنچی وہ پھر اس طرف آ گئی، اور رخشی کو دیکھ کر کہنے لگی۔

"تم پھر آ گئیں؟"

وہ کہنے لگی "تمہاری بدحواسیاں۔ تم چیزیں پھینکتی جاؤ، میں سمیٹ سمیٹ کر رکھتی جاؤں، ـــ یہ لے اپنا پرس، یاد ہے کہاں چھوڑا تھا۔؟"

"یہیں لائبریری میں؟

"تو پھر میں باغیچہ کی بینچ سے۔ کیسے لائی؟"

جیسے فاخرہ کو کچھ یاد آگیا، وہ مسکراتی ہوئی بولی،

"ہاں تم سے الگ ہو کر میں وہیں چلی گئی تھی کم بخت تاریخ کی تیاری کرنے — نہ جانے یہ سبجیکٹ کیوں لے لیا میں نے؟"

رخشی ہنستی ہوئی کہنے لگی،

"گیدڑ کی جب شامت آتی ہے شہر کا رخ کرتا ہے، میں نے تو بہت روکا تھا کہ فارسی لے لو، اردو لے لو، مگر تم اڑی رہیں کہ ہم تو تاریخ لیں گے، اب فیل ہونا تاریخی طور پر۔"

فاخرہ کا منہ اتر گیا، روہانسی نظر آنے لگی،

"پھر اب کیا کروں رخشی، یہ امتحان تو پاس کرنا ہی پڑے گا کسی طرح آئندہ سال دیکھا جائے گا۔"

رخشی نے رشدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ مؤرخ صاحب تمہارے سامنے کھڑے تو ہوئے ہیں۔"

پھر وہ رشدی بھائی سے مخاطب ہوئی،

"کیوں رشدی بھائی کیا آپ ہماری فاخرہ کی ذرا بھی مدد نہیں کر سکتے؟"

رشدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں نے تو تاریخ کو اتنا بڑا ہوّا بنا رکھا ہے، جیسے وہ آئن اسٹائن کا نظریۂ اضافیت ہے جو کسی طرح سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ رکھا کیا ہے تاریخ میں!"

"کچھ نہیں، بہت معمولی سبجیکٹ ہے، لیکن ہم دونوں، میں فاخرہ سے زیادہ اور فاخرہ مجھ سے زیادہ احمق واقع ہوئی ہیں، کیا کریں کچھ آپ ہی دستگیری کر دیجئے تھوڑی سی!"

رشدی نے کہا۔ "مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ بشرطیکہ مس فاخرہ کو اعتراض نہ ہو؟"

رخشی نے کہا، فاخرہ کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ایسے ضرورت کے وقت۔

"گدھے کو باپ بنا لیتے ہیں ۔ کیوں شریر لڑکی تو یہی کہہ رہی تھی نا ؟"

رخشی کھلکھلا کر ہنس پڑی، فاخرہ بھی ہنسنے لگی اور رشدی نے بھی ایک قہقہہ لگایا، رخشی نے پوچھا،

" تو پھر کب سے ؟"

رشدی نے جواب دیا،

" جب سے چاہو لیکن پہلے میں تم دونوں کا ٹسٹ لوں گا پھر تیاری شروع کراؤنگا"

رخشی آمادگی اور مستعدی کے ساتھ بولی۔

" شوق سے ۔ کیجئے کوئی سوال ؟"

رشدی نے کہا، " پھر وہی حماقت کی باتیں ۔ پہلے یہ تو بتاؤ، کس ملک، اور کس دور کا امتحان دینا ہے ؟"

" وہ بولی بس بابر سے عالمگیر تک کا دور !"

رشدی نے سوال کیا۔

بابر نے اپنی تزک میں ہندوستان کے بارے میں کیا کہا ہے ؟"

رخشی کی مسکراہٹ کافور ہو گئی، اس نے زیرِ لب کہا۔

" تزک ۔"

" نہیں جانتیں تزک ؟"

" میں نے تو یہ نام آج ہی سنا ہے !"

" ہمایوں اور اس کے بھائیوں کے تعلقات کیسے تھے ؟"

" بہت اچھے تھے، ان بھائیوں کی محبت مثالی تھی،"

" شاباش ۔ اکبر کے دینِ الٰہی کی تعریف کرو۔"

" وہ دینِ الٰہی کا اس طرح پابند تھا جس طرح ہم سب ہیں ۔"

بے ساختہ رشدی کو ہنسی آ گئی۔ اس نے کہا۔

" بے وقوف لڑکی کیوں تاریخ کا منہ چڑاتی ہے ! سن، بابر نے اپنی تزک میں

یعنی خود نوشت سوانح عمری ہیں، ہندوستان کے موسم کی بڑی شکایت کی ہے۔ اور اس سے زیادہ یہاں کے لوگوں کا حقارت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ۔کہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں، اس پر صدمے کا اظہار کیا کہ یہاں پھل نہیں ہوتے، باغات نہیں ہیں، شاندار وسیع اور فراخ عمارتیں نہیں ہیں اور پھر ان سب چیزوں کا مقابلہ اپنے وطن سے کر کے خون کے آنسو رو دیا ہے ، بابر کا ولی عہد ہمایوں تھا اور نہایت شریف شخص تھا اسے اپنے بھائیوں سے غیر معمولی محبت تھی، لیکن یہ بھائی اس کی جان کے گاہک تھے اسے تاج و تخت سے محروم کرنے پر تلے رہتے تھے یہ بغاوتیں کرتے تھے ،سازشیں کرتے تھے، پکڑے جاتے تھے مگر وہ ہر مرتبہ معاف کر دیتا تھا، اکبر ہمایوں کا لڑکا تھا جاہل، ان پڑھ لیکن نہایت ذہین ہوشیار، صاحب فراست ، اس نے سوچا ہندوؤں اور مسلمانوں کو بالکل ایک کر دینا چاہیئے تاکہ ہندو مسلم سوال کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے چنانچہ اس دین الہٰی کے نام سے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس میں کچھ باتیں ہندوؤں کی لے لیں کچھ مسلمانوں کی، لیکن اس معجونِ مرکب کو نہ ہندوؤں نے قبول کیا نہ مسلمانوں نے ۔“ میں کہتا ہوں تمہیں تو تاریخ کی الف ، بے بھی نہیں آتی امتحان کیا دو گی ؟“

وہ اطمینان سے بولی ”امتحان دیں گے اور پاس ہوں گے آخر آپ کس مرض کی دوا ہیں ؟“

فاخرہ نے زیرلب کچھ رخشی سے کہا، وہ ہنسنے لگی، پھر رشد سے کہا۔“

”سنا آپ نے یہ فاخرہ کیا کہہ رہی تھی ؟“

فاخرہ کچھ جھنیپ سی گئی، شاید کچھ اور کہنا چاہتی تھی، لیکن رخشی نے اپنی جھونک میں کہہ ہی دیا۔

” یہ کہہ رہی ہے رشدی صاحب تو بڑے قابل آدمی معلوم ہوتے ہیں ۔“

فاخرہ نے شرماتے ہوئے انداز میں کہا ۔

"تو کیا میں نے غلط کہا ہے کچھ؟ ہیں نہیں؟"

رشدی نے کہا" مس فاخرہ آپ نے سنا نہیں، گھر کی مرغی دال برابر یہ میری قدر کیا کرے گی۔"

فاخرہ بول پڑی" سارا کالج آپ کی قابلیت کے گن گاتا ہے آج میں نے بھی دیکھ لیا!"

رشدی نے ہنستے ہوئے سوال کیا،

"کیا دیکھا آپ نے؟"

"یہی کہ آپ بہت زیادہ قابل ہیں!"

رخشی مسکراتی ہوئی بولی،

"رشدی بھیا یہ خوشامدیں ہو رہی ہیں۔ رشوت! تاکہ آپ اچھی طرح تیاری کرا دیں۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ صاحبزادی ڈسٹنکشن لینے کی فکر میں ہیں!"

رشدی نے جواب دیا انسان اگر محنت کرے تو کیا ہو نہیں سکتا ہاں مس فاخرہ کیا آپ تیار ہیں ٹسٹ کے لئے؟"

وہ پہلو بدل کر، گویا ہوئی۔

"جی ہاں۔"

رشدی نے سوال کیا،

"بتایئے، جہانگیر شرابی اور عیاش ہونے کے باوجود اتنی شان سے بادشاہت کس طرح کرتا گیا؟"

کچھ تامل کے بعد فاخرہ نے کہا۔

"اس لئے کہ اسے وراثت میں ایک مضبوط اور مستحکم حکومت ملی تھی۔

"نہیں مس فاخرہ یہ بات تو نہیں ہو سکتی، عالمگیر کے بیٹوں کو بھی وراثت میں ایک مضبوط اور مستحکم حکومت ملی تھی لیکن ۷۰ سال میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔"

ناظرہ دوپٹے کے دامن میں گرہ لگانے اور خاموش بیٹھی رہی۔
حوصلہ افزائی کرتے ہوئے رشدی نے کہا۔
"دماغ پر زور دیجئے، مس ناظرہ جواب کچھ ایسا مشکل نہیں ہے!"
"میرے خیال میں تو اس کی وجہ صرف ایک ہی ہو سکتی ہے!"
"فرمایئے، میں سراپا گوش ہوں سننے کے لئے؟"
"بے شک وہ شرابی اور عیاش تھا لیکن بیدار مغز اور باحوصلہ بھی بہت زیادہ تھا وہ شورش اور بغاوت کی خبر سنتے ہی شراب کا جام پھینک کر گھوڑے پر سوار ہوتا اور میدانِ جنگ کی راہ لیتا تھا۔ اور اس وقت تک واپس نہیں آتا تھا جب تک مورچہ سر نہ کرے۔"
رشدی کے منہ سے بے ساختہ نکلا:
"گڈ — بہت صحیح اور سلجھا ہوا جواب دیا آپ نے رخشی تم شرم کرو اچھا اب ایک سوال اور کروں گا مس ناظرہ!"
"جی — فرمایئے!"
"یہ بتایئے، داراشکوہ اور عالمگیر میں آپ کسے پسند کرتی ہیں؟"
"لیکن میرا جواب شاید آپ کو پسند نہ آئے؟"
"آپ کو میری پسند یا ناپسند سے سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ میں تو آپ کی رائے پوچھ رہا ہوں!"
"میرے خیال میں اگر حکومت داراشکوہ کے ہاتھ میں آتی تو شاید مغلیہ خاندان

تک اپنی حشمت و شوکت باقی رکھ سکتا!"
ی کے یہ جو جواب سُن کر کہا۔
"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ یہ رائے آپ نے کیوں قائم کی ہے بیشک اس رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن آپ کے جواب میں انفرادیت ہے وزن ہے، اور وزن ہے اور کوئی شبہ نہیں میرے سوال کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔"

فاخرہ خوش ہوگئی، اس کے چہرے پر سُرخی دَوڑ گئی، رشدی نے کہا،
" لیکن عجیب بات یہ ہے کہ آپ، جو یقیناً کامیاب ہو جائیں گی اتنی فکرمند ہیں امتحان کے تصوّر سے! اور رخشی جو یقیناً فیل ہو گی اتنی بے فکر ہے اس کا راز کیا ہے۔؟"
وہ مسکراتی ہوئی بولی،
" رخشی بن رہی تھی وہ مجھ سے زیادہ جانتی ہے!"
" اگر آپ سے زیادہ جانتی ہو تو مجھ سے زیادہ بھی جانتی ہو گی!"
وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی،
" دریں چہ شک؟ — میں تو بن رہی تھی۔! ورنہ مجھے کیا نہیں معلوم — اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں!"
فاخرہ نے کہا مجھے سنہ اور تاریخ کا یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے!
یہ کوئی ایسی بات نہیں!"
" دین الٰہی کی تفصیل بھی مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے کچھ اور کا ذکر بھی ہے اس میں!"
آپ فکر نہ کریں مس فاخرہ، یہ ساری باتیں انشاءاللہ چند روز کی نشست میں صاف ہو جائیں گی۔
رخشی نے پوچھا، مگر ڈسٹنکشن کا کیا ہو گا؟"
رشدی نے کہا   انہوں نے جس خود اعتمادی کے ساتھ عالمگیر اور داراشکوہ کے سلسلے میں میرے سوال کا جواب دیا ہے، اس سے مجھے یقین ہے کہ یہ ڈسٹنکشن لیں گی۔ ممتحن یہ نہیں دیکھتا کہ طالب علم کو سن اور تاریخ یاد ہے یا نہیں؟ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ طالب علم میں سوجھ بوجھ ہے یا نہیں؟ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ ذہین بھی ہیں اور مفکر بھی، انشاءاللہ ضرور ڈسٹنکشن لینے میں آپ کامیاب ہوں گی"
پھر تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں، اس کے بعد طے ہوا کہ رخشی

کے ہاں ہر روز ایک گھنٹہ بزمِ تاریخ منعقد ہوا کرے، اور پھر یہ سلسلہ قائم ہو گیا رشدی نے بھی خاصی محنت کی اور فاخرہ نے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا رخشی بھی اپنی سی کوشش کرتی رہی، امتحان ہوا، اور دونوں کامیاب ہو گئیں، فاخرہ نے امتیاز کے ساتھ نمبر حاصل کئے۔

اس کے بعد سے رخشی اور فاخرہ میں میل جول بڑھ گیا اکثر ملاقاتیں ہوتیں مختلف معاملات، مسائل پر گفتگو ہوتی، کبھی کبھی کسی مسئلے پر بحث بھی چھڑ جاتی۔

رشدی کے سامنے چائے کی ٹرے رکھی تھی اور وہ عالمِ خیال میں ان ملاقاتوں کو یاد کر رہا تھا!"

وہ پہلی ملاقات جو لائبریری میں ہوئی تھی۔

پھر وہ ملاقاتیں جو رخشی کے گھر ہوا کرتی تھیں!

اور وہ ملاقاتیں، جو بغیر رخشی کے واسطے کے ہوا کرتی تھیں!

جتنا جتنا ملاقاتوں کا سلسلہ وسیع ہوا۔ اتنے ہی اتنے فاخرہ کے جوہر کھلتے گئے رشدی اس سے قریب ہوتا گیا۔ اور پھر وہ اس سے محبت کرنے لگا! خاموش محبّت، کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ حرفِ محبت زبان تک نہ لا سکتا، جب کبھی یہ سوچتا کہ آج دل کی بات زبان تک لے آؤں گا، اس وقت دل تنبیہہ کرتا۔

"ایاز قدرِ خود بشناس!"

"اور وہ خاموش ہو جاتا،

اور آج

اور آج فخری نے امید و آرزو کی وہ ذرا سی چنگاری بھی جو دل کے خاکستر میں نہ جانے کہاں سلگ رہی تھی۔ بجھا دی!

اس نے فیصلہ کر لیا اب اس آخری بات پر وہ کبھی نہیں سوچے گا اتنے میں بیرا آیا اور اس نے کہا۔

"ارے صاحب آپ نے چائے تو پی نہیں!"

رشدی نے ایک روپیہ ٹرے میں رکھا اور خاموشی کے ساتھ باہر چلا گیا
بیرا حیرت سے اس وقت تک اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ نظر سے اوجھل نہ ہو گیا

---

(۷)

رشدی رستوران سے باہر نکلا ہی تھا کہ رخشی اور فاخرہ سے ملاقات ہو گئی ان دونوں کو دیکھ کر وہ جھجکا اور ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا، رخشی نے پوچھا۔

"رشدی بھائی آپ یہاں کہاں؟"

رشدی نے جواب دیا۔

"اور اگر یہی سوال میں تم سے کروں تو؟"

وہ بولی، "آج یہاں فلاور شو بھی تو ہے، ہم اس میں آئے تھے" اور آپ؟"

"میں یوں ہی ٹہلتا ہوا آ گیا تھا اس طرف!"

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"کافی دیر ہو گئی اب واپس جاؤں گا؟"

"تھوڑی دیر ٹھہر جایئے ہم بھی چلتے ہیں، ۔ کیا آپ نے فخری صاحب کو نہیں دیکھا تھا؟"

رشدی چونک پڑا، فخری؟ ہاں دیکھا تو تھا، مگر تمہیں کیا کام ہے اُس سے؟"

"مجھے تو نہیں فاخرہ پوچھ رہی تھی!"

"ابھی تھوڑی دیر ہوئی وہ یہیں تھا، اب معلوم نہیں وہ کدھر چلا گیا!"

فاخرہ نے رخشی کو ٹھونکا دیا اور کہا۔

"اب چلو۔"

رخشی اس کے ساتھ ہو لی، رشدی پھر تنہا رہ گیا!

وہ باغ سے باہر نکل گیا" اور مال روڈ کی طرف چل پڑا۔ بظاہر وہ چل رہا تھا اس طرح جیسے دوسرے لوگ چل رہے تھے، لیکن دماغ میں بے چینی تھی، فخری فاخرہ، بس یہ نام تھے جو اس کے دل دماغ میں گردش کر رہے تھے، فخری اور فاخرہ یہ دو تصویریں تھیں جو اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھیں۔

وہ سوچ رہا تھا۔

فخری جیت گیا اور میں ہار گیا۔ لیکن ایک شریف آدمی کی طرح مجھے اپنی شکست تسلیم کر لینی چاہیئے، یہ دونوں اگر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو مجھے معترض نہ ہونا چاہیئے، فاخرہ کو خوش دیکھنا میرا فرض ہے؟"

لیکن کیا فاخرہ کو فخری خوش رکھ سکے گا۔؟

کیا فاخرہ فخری کے ساتھ خوش رہ سکے گی؟

کیا فخری اسے تباہ نہیں کر دے گا۔؟

کیا مجھے اسے تباہ و برباد ہوتے دیکھتے رہنا چاہیئے؟

کیا میرا فرض نہیں ہے کہ اُسے ڈوبنے سے بچاؤں؟

لیکن کیونکر؟ کس طرح؟

اگر فخری نے فاخرہ کو رام کر لیا تو میرا اس سے کچھ کہنا بیکار ہے۔

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فاخرہ فخری سے محبت کرتی ہے میرے سامنے جب رخشی نے اُسے پوچھا اور پھر یہ بتایا کہ فاخرہ اسے پوچھ رہی تھی تو اس کا رنگ رُخ بدل گیا تھا، رنگ رُخ کیوں بدلا تھا؟ کیا وہ دل کا چور نہیں تھا، جو اس طرح ظاہر ہوا تھا؟

اسی طرح سوچتے سوچتے اور چلتے چلتے وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ کمرے میں بیٹھ کر

ایک کتاب اٹھائی اور اس کا مطالعہ کرنے لگا، مگر جی نہ لگا، پھر گھر سے باہر نکلا اور بہت دور تک ٹہلتا ہوا چلا گیا۔ نہ منزل متعین تھی نہ سمت، بس وہ رواں دواں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا، نہ جانے کہاں؟ نہ جانے کس طرف، بڑی دیر تک وہ اسی طرح گھومتا رہا، خلافِ معمول کافی رات گذرنے کے بعد واپس آیا اور پھر اپنے کمرے میں جا کر کسی کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا، اتنے میں کھانا لا کر سامنے رکھ دیا گیا، جی چاہا انکار کر دے، اس لئے کہ بالکل بھوک نہیں تھی، لیکن ایسی خلافِ معمول بات کرنا وہ پسند نہیں کرتا تھا، طبیعت پر جبر کر کے دو چار لقمے کھائے اور ہاتھ دھو کر اٹھ کھڑا ہوا، زندگی میں درماندگی خستگی کی ایسی کیفیت کبھی اس پر طاری نہیں ہوئی تھی۔ جیسی آج —! لاکھ لاکھ اس نے جی لگانے کی کوشش کی، طبیعت کو دوسری طرف راغب کرنے کی جد وجہد کی، لیکن رہ رہ کر، رخشی کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگتی تھی۔

"کیا آپ نے فخری کو نہیں دیکھا تھا؟— یہ فاخرہ پوچھ رہی تھی اسے؟"

اور فاخرہ کا شرمایا ہوا جھینپا ہوا چہرہ نظر کے سامنے آجاتا جیسے کوئی چوری کرتے پکڑ لیا گیا ہو۔

اور پھر اسے فخری کی وہ باتیں یاد آنے لگتیں، جو اس نے اپنے اور فاخرہ کے متعلق کی تھیں، جن باتوں میں فخر بھی تھا، طنز بھی اور چیلنج بھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا۔ دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی اور وہ دیوانہ ہو جائیگا لیکن دماغ کی رگیں نہیں پھٹیں اور وہ دیوانہ بھی نہیں ہوا، لیکن یہ کیفیت جو اس پر طاری تھی اگر دیوانگی نہیں تو کیا تھی، پھر اسے کیا کہیں گے؟"

رات کے دو بج گئے، مگر اس کی ذہنی خلش میں اضافہ ہی ہوتا رہا، وہ بار بار کروٹیں بدلتا تھا، پہلو بدلتا تھا، خیالات کو یکسو کرنے کی کوشش کرتا تھا مگر نہ جانے کیا بات تھی، خیالات کا انتشار بڑھتا ہی جاتا تھا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی!

---

(۸)

رشدی سے رخصت ہوکر تھوڑی دور چلنے کے بعد، ناظرہ نے رخشی سے کہا۔ آج تمہارے رشدی بھائی کچھ بجھے بجھے سے نظر آرہے تھے!"

وہ بولی" ہاں محسوس تو میں نے بھی کیا تھا!"

"ضرور کوئی خاص بات ہے!"

"ہو گی — تم نے کیسے جانا؟"

"ان کا چہرہ اترا ہوا تھا، آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں! لب ولہجہ میں ہمیشہ کی سی شیرینی نہیں تھی، بلکہ ایک طرح کی کرختگی تھی!"

"اوہو، بڑی گہری نظر رکھتی ہو تم تو! — ہونے دو تمہیں کیا؟"

"نہیں رخشی یہ نہ کہو، رشدی صاحب بڑے اچھے آدمی ہیں، اس پایہ کا آدمی میری نظر سے آج تک نہیں گزرا، ان میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں۔ نظر پاک دل پاک، خیالات پاک اور پھر ساتھ کتنے قابل —"

"ہاں بھئی — ان کا قصیدہ کیوں پڑھے چلی جا رہی ہو آج؟"

"ان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر میرا دل کڑھ رہا تھا۔ اسی لئے میں وہاں کھڑی نہیں رہ سکی چلی آئی، لیکن رخشی تم پوچھنا تو سہی کیا بات ہے؟" لیکن تمہاری

طرف سے پوچھوں گی، ہے اجازت؟"

"پھر آگئیں اپنی اوقات پہ؟ ہر وقت شرارت، ہر بات میں ایک نیا پہلو، —میرا نام لینے کی کیا ضرورت ہے؟ خود سے نہیں دریافت کر سکتیں؟"

"کیوں نہیں کر سکتی، لیکن ان باتوں میں سے ایک بات بھی میرے ذہن میں نہ تھی۔ نہ میں نے ان کا اترا ہوا چہرہ دیکھا نہ سرخ آنکھیں دیکھیں، نہ لہجے میں شیرینی کی بجائے کرختگی محسوس کی، نہ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر میرا دل کڑھا، پھر تم ہی انصاف کرو مجھے کیا حق ہے ٹوہ لینے کا!"

"بڑی سنگ دل اور کٹھور ہو رخشی؟"

"پیچھا تو اس وقت تک نہیں چھوٹ سکتا جب تک وجہ نہ معلوم کر لوں — میرا دل کہتا ہے کوئی خاص بات ضرور ہے — کیوں رخشی اتنے اچھے اور شریف آدمی کو افسردہ دیکھ کر تمہارا دل نہیں کڑھتا؟"

"نہیں کڑھتا تھا تو اب کڑھنے لگا ہے، اچھا بھئی پوچھ لوں گی، اگر وہ نہ آئے تو میں خود ان کے گھر جا کر خیریت دریافت کر آؤں گی، اب تو ہوئیں خوش!"

"شاباش — ہماری رخشی بڑی پیاری لڑکی ہے!"

"لیکن ایک بات نہیں سمجھ میں آئی فاخرہ!"

"وہ کونسی بات ہے رخشی بیگم؟"

"آخر رشدی بھائی کو دیکھ کر تم سٹ پٹا کیوں جاتی ہو؟"

فاخرہ نے اس کی پیٹھ پر ایک دوہتڑ لگایا۔

تمہارا سر! — پیچ کہیں کی!" اور پھر وہ ہنسنے لگی۔

(۹)

کالج میں رخشی اور رشدی کا آمنا سامنا تو ہوا، لیکن کوئی بات نہ ہو سکی، جب سے فاضرہ نے رشدی کی حالت کی طرف اُسے توجہ دلائی تھی وہ خود بھی فکرمند ہو گئی تھی، اب جو اس نے غور کیا تو واقعی فاضرہ کا کہنا سچ نکلا، سچ مچ رشدی کچھ افسردہ، دل گرفتہ اور پریشان سا نظر آ رہا تھا، اس نے ایک مرتبہ کلاس سے نکلتے ہوئے پھر رُشدی کو دیکھا، آخر ضبط نہ کر سکی، آواز دی۔

"رُشدی بھائی سنیئے گا ذرا ایک بات!"

وہ قریب آکر کھڑا ہو گیا،

"کیا بات ہے رخشی؟"

رخشی نے اس کے سراپا پر ایک نظر ڈالی اور کہا،

"کیا آپ آج کسی وقت ہمارے ہاں آئیں گے؟"۔

"ہاں آجاؤں گا ــ کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں ایک بہت ضروری کام ہے! ــ دیکھئے آیئے گا ضرور!"

"ہاں بھئی وعدہ کرتا ہوں ضرور آؤنگا۔"

"شکریہ!"

یہ کہہ کر وہ پھر اپنی کلاس میں چلی گئی، فاخرہ نے اس سے پوچھا،

"کہو رشدی صاحب سے ملاقات ہوئی؟"

"ہاں ہوئی — واقعی وہ کچھ دل گرفتہ سے نظر آرہے ہیں۔ نہ جانے کیا بات ہے!"

"پاگل کہیں کی، — پوچھا نہیں؟"

"کھڑے کھڑے کیا پوچھتی، میں نے انہیں گھر بلایا ہے وہیں اطمینان سے دریافت کروں گی! — رشدی بھائی تو بڑے ہنس مکھ اور زندہ دل تھے، نہ جانے کیوں اوس پڑ گئی ہے بیچارے پر، — خدا خیر کرے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"جب تک ان کی سن نہ لوں کیا کہہ سکتی ہوں؟"

"پھر تم نے "خدا خیر کرے" کیوں کہا؟ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ کچھ کچھ سمجھ رہی ہو"

رخشی ہنسنے لگی، اس نے کہا،

"تمہارا تو دماغ چل گیا ہے میں کچھ نہیں جانتی، پوچھ کر بتاؤں گی۔"

کلاس ختم ہونے کے بعد دونوں باہر نکلیں، فاخرہ نے شوخ نظروں سے رخشی کو دیکھا، اور کہا۔

"تیار ہو جاؤ استقبال کو وہ تمہارے عاشق صادق مرزا انور بیگ آرہے ہیں"

انور بیگ کو دیکھ کر رخشی کی تیوڑی چڑھ گئی، اس نے جل کر کہا۔

زبان سنبھال کر بات کرو، وہ عاشق صادق ہوں گے۔ تمہارے میں تو ان سے جوتی بھی نہ رکھواؤں، صورت دیکھو تو نورٌ علی نور، باتیں سنو تو۔

اتنے میں واقعی مرزا صاحب قریب آگئے، اور آتے ہی انہوں نے محبت بھری نظروں سے رخشی کو دیکھا اور کھڑے ہو گئے، گویا انہیں نہیں بلکہ خود رخشی کو ان سے کوئی کام ہے، کچھ کہنا ہے!"

رخشی نے نظر اٹھائی، اور بے رخی کے ساتھ کہا۔

"آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

بے چارے سٹ پٹا گئے، کہنے لگے۔

جی نہیں، ـــ

وہ اور زیادہ خشمگین نظروں سے انہیں گھورتی ہوئی بولی،

"پھر آپ ہمارا راستہ روک کر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ ہٹیے جانے دیجئے!"

بے چارے نے فوراً راستہ دے دیا، رخشی فاخرہ کے ساتھ آگے بڑھ آئی۔

کچھ دُور جانے کے بعد فاخرہ نے کہا۔

"بڑی بے مروت ہو رخشی، کوئی چاہنے والے کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے؟"

رخشی نے گھور کر اُسے دیکھا اور بگڑے ہوئے تیور کے ساتھ گویا ہوئی،

"اس طرح کی فضول باتیں مجھ سے نہ کیا کرو، مجھے اس آدمی سے اور اس کی باتوں سے شدید نفرت ہے، ـــ یہ آدمی ہے۔؟

فاخرہ ہنسنے لگی۔ "تو کیا جانور ہے"!

"جانور سے بھی بدتر، ! دیکھ لینا کسی دن اس کی شامت آجائے گی میرے ہاتھوں؟"

"ارے ایسا غضب بھی نہ کرنا، کیا اب مار پیٹ پر اُتر آؤ گی!"

"اگر اس نے اپنے طور طریقے نہ بدلے تو یہی کرنا پڑے گا!"

"بے چارا تمہارا بگاڑتا ہی کیا ہے، یہی نا کہ محبّت بھری نظروں سے دیکھ لیتا ہے، آج تک اظہارِ محبّت کی جرأت تو کر نہیں سکا، حالانکہ۔

"اوہو، اظہارِ محبّت کی جرأت؟ ذرا یہ لفظ زبان پر لا کر دیکھئے تو سہی وہ گت بناؤں گی کہ زندگی بھر یاد کریں گے تمہارے مرزا صاحب!"

(۱۰)

کالج سے رُخصت ہوکر رخشی گھر پہنچی اور گھر کے کام میں لگ گئی پھر مغرب کے قریب کام کاج سے فارغ ہوکر درسی کتابوں کا مطالعہ کرنے لگی، تھوڑی دیر گزری تھی کہ رشدی آگیا، اس نے دروازے میں قدم رکھتے ہی کہا۔

"کیوں دھوکا دیتی ہو اپنے آپ کو؟ نظر کتاب پر ہے دل کہیں اور۔"

رخشی نے مسکراتے ہوئے کتاب زور سے بند کی اور کہا۔

"آیئے — واقعی اس وقت نظر کتاب پر تھی، لیکن خیال آپ میں لگا ہوا تھا!"

"اچھا میں آگیا، بتاؤ کیا بات ہے؟"

"پہلے چائے پی لیجئے، پھر باتیں ہوں گی!"

"نہیں رخشی میں چائے نہیں پیوں گا؟"

"اچھا شربت سہی!"

"نہیں شربت بھی نہیں!"

"اچھا سادہ پانی!"

"نہیں — وہ بھی نہیں!"

"واقعی پھر فاخرہ سچ ہی کہتی ہے!"

"فاخرہ؟ — کیا کہتی ہے وہ؟"

"وہ کہہ رہی تھی رشدی صاحب کچھ افسردہ اور دل گرفتہ سے نظر آ رہے ہیں"

"تمہارے سامنے تو بیٹھا ہوں، کیا تم مجھے افسردہ اور دل گرفتہ دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں —"

"جھوٹ —"

"نہیں رشدی بھیا کوئی بات ضرور ہے!"

"اچھا ہو سکتی ہے کوئی بات؟"

"میں کیا جانوں؟ — یہی پوچھنے کو تو میں نے زحمت دی ہے آپ کو — کل سے فاخرہ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑی ہے!"

"تم فاخرہ کا بار بار نام کیوں لے رہی ہو؟"

"رشدی بھائی سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے کچھ بھی محسوس نہیں کیا تھا. کوئی غیر معمولی بات آپ میں نہیں محسوس ہوئی تھی۔ مجھے، لیکن وہ فاخرہ تھی جس نے مجھے توجہ دلائی اس طرف اور پھر ماننا پڑا، وہ غلط نہیں کہہ رہی تھی،!"

"آخر کیا کہہ رہی تھی؟"

"آپ سے رخصت ہونے کے بعد اُس نے کہا"

"آج تمہارے رشدی بھائی کچھ بُجھے بُجھے سے نظر آرہے تھے. ان کا چہرہ اترا ہوا تھا، آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، لب و لہجہ میں ہمیشہ کی سی شیرینی نہیں تھی۔ بلکہ ایک طرح کی گرفتگی تھی۔ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں، اس پایہ کا آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا، ان میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں نظر

(زیرِ لب تبسّم کے ساتھ) کیا تمہیں غلط فہمی نہیں ہو سکتی!"
"ہم دونوں کو نہیں ہو سکتی!"
(سنجیدہ ہو کر) "نہیں رخشی کوئی بات نہیں ہے، ــــ البتہ میرے دل میں فاخرہ کی عزّت اور بڑھ گئی، کتنی ہمدرد طبیعت پائی ہے اس نے"
"کچھ نہ پوچھئے رشدی بھائی ہمدردی تو اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے! وہ کسی کو دکھی دیکھ ہی نہیں سکتی!"
"ہاں وہ ایسی ہی ہے!"
کچھ دیر خاموش رہ کر رخشی نے سوال کیا،
"ایک بات پوچھنے کو دل چاہتا ہے، رشدی بھائی!"
"کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی بات کو آپ کا دل چاہا ہو۔ اور وہ آپ نے نہ کی ہو؟"
"سچ سچ جواب دیں گے آپ میرے سوال کا؟"
"میرا خیال ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھے جھوٹ بولنے پر آمادہ نہیں کر سکتی!"
"کہیں فاخرہ آپ سے محبت تو نہیں کرتی؟"
"تم بھول رہی ہو، میں فاخرہ نہیں رشدی ہوں، بھلا اس سوال کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں!"
"اچھا یہ بتایئے آپ اس سے محبت کرتے ہیں یا نہیں؟"
"میں کسی سے نفرت نہیں کرتا!"
"اور محبت ــــ؟"
"ہر نیک، شریف اور معقول آدمی سے مجھے محبت ہے!"
"یہ تو میرے سوال کا جواب نہ ہوا!"
"اس سے زیادہ میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا!"

پاک، دل پاک خیالات پاک اور پھر ساتھ ہی ساتھ کتنے قابل - ان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر میرا دل ڈوب رہا تھا. اسی لئے میں وہاں کھڑی نہیں رہ سکی چلی آئی! - لیکن رخشی تم پوچھنا تو سہی کیا بات ہے؟ - یہی پوچھنے کے لئے میں نے تکلیف دی ہے آپ کو!"

رخشی نے محسوس نہیں کیا. لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ باتیں سن کر رشدی کا حال یہ تھا کہ ایک رنگ آرہا تھا ایک رنگ جا رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کا خون سونت لیا ہو، اس کے چہرے پر عجیب طرح کی وارفتگی نظر آرہی تھی، لیکن بہت جلد وہ اپنی کیفیت پر غالب آگیا. اس نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کیا.

"یہ فاخرہ کہہ رہی تھی۔؟"

رخشی نے جواب دیا-

"جی ہاں - کیا آپ کو میری بات کا یقین نہیں ہے؟"

"میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا!"

"تو پھر بتائیے کیا بات ہے؟"

"بات تو کچھ بھی نہیں ہے رخشی - یہ فاخرہ کی شرافت اور انسانیت ہے کہ اس نے میرے بارے میں اتنا اور اس طرح سوچا!"

"خیر اس کی شرافت اور انسانیت تو واقعی شک و شبہ سے بالا ہے. لیکن سوال یہ ہے کہ میں اسے جواب کیا دوں گی؟ آج کئی بار اس نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ آپ سے یہ بات پوچھ کر آؤں!"

"کہہ دینا اسے غلط فہمی ہوئی تھی!"

"لیکن میری بھی آنکھیں ہیں، میں بھی تو دیکھ رہی ہوں!"

"کیا دیکھ رہی ہو — ؟"

"یہی کہ آپ افسردہ اور گرفتہ نظر آرہے ہیں!"

کچھ سوچتے ہوئے رخشی نے کہا،

" عجیب معاملہ ہے، ایک طرف میں دیکھتی ہوں، آپ کا نام سنتے ہی فاخرہ کی کیفیت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے، جیسے وہ آپ کے سوا ہر آدمی کو ہیچ سمجھتی ہو، جیسے وہ آپ پر حد سے زیادہ فخر کرتی ہو، تعریف کرے گی تو آپ کی، ذکر کرے گی تو آپ کا۔ اس تعریف میں عظمت صاف جھلکتی نظر آتی ہے اس ذکر میں کچھ ایسی شان ہوتی ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، دوسری طرف۔

دوسری طرف کیا۔!

" دوسری طرف وہ فخری سے بھی کافی میل جول رکھتی ہے اور اس میل جول میں کافی اپنائیت نظر آتی ہے!"

" ہاں تمہارا خیال درست ہے، رخشی، اس کے دل میں میری عزت ہے اور مجھے اس پر فخر ہے، لیکن وہ فخری سے محبت کرتی ہے اور اس پر فخری کو فخر کرنا چاہیئے!"

رخشی جواب میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اس کی ماں چائے لے کر آ گئی، اس نے اسے چائے دیتے ہوئے کہا۔

" بیٹی باتوں کا اتنا ہی کیا شوق۔ چائے کو تو پوچھ لیا ہوتا لڑکے سے۔

(۱۱)

رخشی کی ماں نے بڑی دیر تک رشدی کو روکے رکھا اور اصرار کر کے کھانا کھانے پر مجبور کر دیا۔ جب وہ دستر خوان پر بیٹھا تو رخشی نے کہا۔

"آپ کا بھی جواب نہیں رشدی بھائی۔!"

اس نے لقمہ توڑتے ہوئے پوچھا،

کون سی لاجواب بات پائی تم نے میرے اندر؟"

"میں نے عرض کیا چائے لاؤں؟ ارشاد ہوا نہیں، میں نے دست بستہ سوال کیا شربت پیش کر دوں؟ فرمایا نہیں، میں نے پھر سراپا عجز و انکسار بن کر سوال کیا، اچھا سادہ پانی نوش کریں گے، جواب ایک تھا نہیں — جس پیٹ میں نہ چائے کی گنجائش تھی، نہ شربت کی، نہ پانی کی، اب چشم بد دور، دیکھتی کیا ہوں، اس نے ابھی چائے بھی غٹ غٹ کر کے پی، اور اب ماشاء اللہ کھانا بھی تناول کر رہا ہے،

رشدی ہنسنے لگا، اس نے رخشی کی ماں سے کہا۔

"سن رہی ہیں چچی جان آپ رخشی کی باتیں؟"

وہ جل کر بولیں "ہاں اسے تو ایسی ہی بے تکی باتیں کرنا آتی ہیں، نہ تمیز نہ تہذیب۔ بڑے بھائی سے اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں؟"

رخشی نے نہایت معصومیت کے ساتھ کہا،

"غلطی ہو گئی امی معاف کر دیجئے، میری توبہ ہے جواب کبھی ایسی جرأت کروں!"

انہوں نے کہا" مجھ سے کیا معافی مانگتی ہے رشدی سے کیوں نہیں مانگتی!"

وہ بولی" ہمارے رشدی بھائی تو خفا ہونا جانتے ہی نہیں، پوچھ لیجئے انہی سے!۔ کیوں رشدی بھائی صاحب کیا آپ خفا ہو گئے تھے مجھ سے؟" رشدی کا جواب دینے سے پہلے وہ کہہ اٹھیں۔

رشدی بھائی کی سگی، آخر تجھے سلیقہ سے بات کرنا کب آئے گی؟ بوڑھی ہونے کو آئی مگر اب تک بات کرنے کا ڈھنگ نہ آیا!"

رشدی ہنسنے لگا" ارے چچی جان آپ ابھی سے ہماری رخشی کو بوڑھا بنائے دے رہی ہیں، ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے؟"

وہ جل کر بولیں" تم ہی لوگوں نے تو بگاڑا ہے، اسے یہی اس کے باپ کہتے ہیں، یہی تم بھی کہہ رہے ہو!"

اس خوشگوار ماحول میں کھانا ختم ہوا، اس کے بعد کافی کا دور چلا۔ مچھر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں، بعض اعزائے خاندان کی ذات وصفات پر تبصرے ہوتے رہے، کچھ عیش گوئیوں کا سلسلہ جاری رہا، سامعین میں رخشی اور رشدی تھے، تقریباً اس کی والدہ کر رہی تھیں، آخر جب رات کے گیارہ بج گئے تب رشدی اٹھا اس نے کہا،

"چچی جان اب آپ کو نیند آ رہی ہوگی۔ گیارہ بج گئے، اجازت دیجئے، انشاءاللہ میں پھر کسی روز حاضر ہوں گا!"

بڑی مشکل سے اجازت ملی اور وہ رخصت ہو کر اپنے گھر آیا۔ پھر اور گھر آنے کے بعد بھی رخشی کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجتے رہے۔ اس نے فاخرہ کے مزاج اور فطرت کو ہر زاویہ سے سمجھنے کی کوشش کی، مگر بالکل

نہ سمجھ سکا، وہ حیران تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے، بقول رخشی کے ایک طرف اس کا اتنا پاس و لحاظ، دوسری طرف فخری سے میل جول — ان دونوں کیفیتوں میں مطابقت کس طرح دی جا سکتی ہے؟"

اور پھر اُسے فخری کی باتیں یاد آگئیں۔

وہی باتیں جنہوں نے اس کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا اس نے صاف اور واضح الفاظ میں نہ صرف فاخرہ سے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا۔ بلکہ یہ اعلان بھی کیا تھا کہ فاخرہ بھی اس سے محبت کرتی ہے اور حالات کا جہاں تک تعلق تھا فخری کے اس دعوے کو غلط کہنا مشکل تھا!

کل وہ رات کو نہیں سو سکا تھا، آج بھی وہ کروٹوں پہ کروٹیں بدل رہا تھا اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا۔

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

یہ ساری رات بھی آنکھوں میں کٹ گئی، اس نے لاکھ لاکھ نیند کو بلایا۔ لیکن وہ روٹھی رانی ایک لمحہ کے لئے بھی پاس نہ بھٹکی!

حصّہ سوم

لیل و نہار

•

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یُوں ہی تمام ہوتی ہے

(۱)

دن اسی طرح سے گزرتے رہے۔

فخری اور فاخرہ کے میل جول میں اضافہ ہوتا رہا، رشدی اور فاخرہ ایک دوسرے سے دُور ہوتے گئے لیکن اس قرب میں بھی دُوری جھلکتی تھی اور اس دُوری میں بھی قرب صاف نظر آتا تھا۔

فاخرہ اور فخری ایک روز کلاس سے باہر نکلے، دروازے کے قریب فخری نے کہا۔

"فاخرہ تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں!"

وہ ایک ادائے خاص کے ساتھ بولی،

"حاضر ہوں فرمایئے!"

وہ کہنے لگا۔ یہاں نہیں!"

اس نے شوخ نظروں سے اُسے دیکھا اور گویا ہوئی،

"پھر کہاں؟"

فخری نے جواب دیا، کیا آج تم سہ پہر کو اپنی ٹیوشن پر نہیں جاؤ گی؟"

"ضرور جاؤں گی!"

"تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ واپسی پر ہم پبلک گارڈن کے رستوران میں مل لیں؟"

وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی، جی نہیں معاف کیجئے گا، میں وہاں کسی آدمی سے ملنے نہیں جا سکتی۔"

"کیا مجھ سے بھی نہیں؟"

"کسی سے بھی نہیں!"

"اس میں حرج کیا ہے آخر؟"

یہ ہمارے خاندانی روایات کے خلاف ہے! — ہم دونوں بہرحال اجنبی ہیں اور کسی ایسی جگہ نہیں مل سکتے جو محل اعتراض ہو!

"بڑی قدامت پرست معلوم ہوتی ہو!"

"اگر یہ کوئی الزام ہے تو میں فخر کے ساتھ اسے قبول کرتی ہوں، اگر یہ طنز ہے تو میں پوچھتی ہوں کیا آپ اپنی بہن کے لئے اسے پسند کر سکتے ہیں کہ اسے پبلک گارڈن کے کسی گوشے میں یا رستوران میں کسی اجنبی آدمی کے ساتھ محو خرام یا مصروف تکلم دیکھیں؟ — دیکھ سکتے ہیں؟"

فخری کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"لیکن اجنبی ہونے کے باوجود یہاں تو ہم ہیں!"

"جی بے شک — یہاں ملتے ہیں اور آزادانہ اور بے باکانہ ملتے ہیں۔ اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں!"

"یہ کیوں؟"

"ہم کلاس فیلو ہیں، ایک دوسرے سے میل جول اور ربط ضبط کافی رکھتے ہیں، لیکن حدود کے اندر!"

"حدود کی تعریف؟"

"اب زیادہ بننے کی کوشش نہ کیجئے، اتنے معصوم بھی نہیں ہیں آپ!"

"لیکن ہم گارڈن میں بھی شاید ایک سے زیادہ مرتبہ مل چکے ہیں، کیا بھول

گئیں ؟"

" بالکل نہیں ــ ہماری وہ ملاقات اتفاقی تھی نہ میں اس نیت سے گئی تھی نہ آپ کا یہ ارادہ تھا!"

" تم نے تو تقریر شروع کر دی، پھر آخر کہاں ملاقات ہو سکتی ہے ؟ کیا بہت ضروری ہے ؟"

" بہت ضروری ــ بہت ہی خاص قسم کی باتیں کرنی ہیں!"

" اتنی دیر میں تو آپ بہت سی باتیں کر چکے ہوتے، مگر سارا وقت صرف تمہید میں گزار دیا!"

معافی چاہتا ہوں ــ بہر حال اب وقت اور جگہ بتاؤ ؟"

وہ ذرا دیر سوچتی رہی پھر کہنے لگی۔

" ہمارا چوتھا پیریڈ خالی ہے، تیسرا پیریڈ ختم ہونے کے بعد میں کالج کے لان پر چلی جاؤں گی وہاں فوارے کے پاس بنچ پر ملوں گی۔"

" لیکن وہاں تو لوگ آتے رہتے ہیں، بات کیسے ہو گی ؟

میں کہہ کے بتا دوں گی!"

پھر وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

---

(۲)

چوتھے پیریڈ میں فاخرہ ٹہلتی ہوئی فوارے کے قریب پہنچی اور سنگِ مرمر کی ایک بنچ پر بیٹھ گئی، ذرا دیر میں فخری بھی ٹہلتا ہوا آ گیا، اس نے چاہا کہ وہ بھی بیٹھ جائے۔ لیکن فاخرہ اور زیادہ پھیل کر بیٹھ گئی، اس نے کہا۔

"آپ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے، کھڑے کھڑے باتیں کیجئے؟"

فخری کچھ جز بز تو ہوا، لیکن مسکرا کر کہنے لگا،

"عجیب طرح کی پابندیاں عائد کرتی ہو تم تو!"

فاخرہ نے اس بات کا جواب تو نہیں دیا۔ کہنے لگی،

"ہاں کہئے کیوں یاد فرمایا تھا آپ نے، کیا ہے آپ کی وہ خاص بات جس کے لئے آپ اتنے مضطرب ہو رہے تھے۔

"ایک کھٹک ہے دل میں، کیا تم دور کر سکتی ہو یہ خلش؟"

"لیکن اس کی نوعیت بھی تو معلوم ہونی چاہیئے!"

"ایک پھانس ہے جو میرے دل میں چبھی ہوئی ہے اور اُسے صرف تم ہی نکال سکتی ہو!"

"اس عزت افزائی کا شکریہ۔ لیکن آپ تو شاعری کر رہے ہیں اور

افسوس میں اس فن سے بالکل نابلد، یا تو صاف صاف بات کیجئے۔ ورنہ اس مجلس کو ختم کیجئے!"

فخری کچھ سٹ پٹا سا گیا، اس نے سوال کیا،

"واقعی تم مجھ سے محبت کرتی ہو فاخرہ؟"

"کیا یہ سوال کیا آپ کئی مرتبہ نہیں کر چکے ہیں اور ہر مرتبہ میں نے ایک ہی جواب نہیں دیا ہے کہ آپ مجھے بہت پسند ہیں بے حد پسند ہیں صرف آپ ہیں جسے میں اتنی لفٹ دیتی ہوں ورنہ کسی اور کو بھی آپ نے مجھ سے یوں ملتے دیکھا ہے؟"

"ہاں ایک شخص کو۔ ایک شخص ہے جسے تم مجھ سے بھی زیادہ لفٹ دیتی ہو!"

"کون ہے وہ شخص؟"

رشدی۔

فاخرہ کا رنگ رُخ ایک لمحہ کے لئے بدل گیا لیکن بہت جلد اپنی اصل حالت پر وہ واپس آ گئی، اس نے سنبھلتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے فخری صاحب۔"

"مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔؟"

"جی ہاں۔ میں نے کبھی رشدی صاحب کو لفٹ نہیں دیا، وہ خود مجھے لفٹ دیتے ہیں اور یہ ان کی شرافت اور ذرہ نوازی ہے۔"

"کیا کہا تم نے؟"

"میں نے عرض کیا، مجھے فخر ہے کہ رشدی صاحب مجھے لفٹ دیتے ہیں، ورنہ میں اس قابل نہیں۔"

"لیکن میں رشدی کو بہت ناپسند کرتا ہوں۔"

"بہت بُرا کرتے ہیں، اگر آپ نے پھر یہ بات دہرائی تو میری نظر میں

آپ کی وقعت کم ہو جائے گی۔"

"لیکن میں سچ کہنے اور سچ بولنے پر مجبور ہوں!"

"لیکن آپ اور رشدی صاحب بہت پرانے دوست بھی تو ہیں، اگر واقعی آپ کی نظر میں وہ اتنے ہی ناپسندیدہ ہیں تو پھر اب تک آپ کی ان کی دوستی نبھ کیسے گئی؟"

"ان باتوں سے تمہارا کیا تعلق؟ ان باتوں کو تم کیا جانو!"

"اچھا خیر، اگر آپ انہیں ناپسند کرتے ہیں تو کہئے، مجھ سے اس سلسلے میں کیا چاہتے ہیں آپ؟"

"تم بھی اسے ناپسند کرو، نفرت کرنے لگو اس سے!"

"خیریت تو ہے؟ — یہ کیوں جناب؟"

"اس لئے کہ میں -

"نہیں فخری صاحب یہ کوئی بات نہ ہوئی۔"

"اگر میں تم سے محبت کرتا ہوں، اگر تم مجھے پسند کرتی ہو، اگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میری رفیق زندگی تم اور صرف تم ہوگی، اگر تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے اپنے رفیق زندگی ہونے کا اعزاز بخشو گی، تو ضروری ہے کہ میری آنکھ سے دیکھو، میرے دماغ سے سوچو، میری زبان سے بولو، صرف اس طرح ہماری زندگی اور ہمارے مستقبل میں خوشگواری پیدا ہو سکتی ہے!"

"بغیر اس کے نہیں؟"

"ظاہر ہے نہیں!"

ایک لمحہ تک فاخرہ کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ایک عزم کیساتھ فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"سنیئے فخری صاحب، — بے شک میں آپ کو پسند کرتی ہوں بے شک میں ساری زندگی پوری وفاداری اور شرافت کے ساتھ آپ کی رفیقۂ حیات

بن کر گزار دینا چاہتی ہوں، لیکن اس قیمت پر نہیں جو آپ چاہتے ہیں یہ بہت گراں قیمت ہے، اس کا ادا کرنا میرے بس سے باہر ہے!"

جیسے فخری کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو، یہ الفاظ سن کر اس پر ایک عجیب سی اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی، پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا!"

"قیمت کیسی فاخرہ — تم تو بالکل ناقابلِ فہم قسم کی باتیں کر رہی ہو آج!"

"میں یا آپ؟"

"نہیں تم۔"

"آپ کا یہ خیال غلط ہے، میں تو صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ نہ میں اپنی آنکھیں بدل سکتی ہوں، نہ دماغ، نہ زبان، صرف اپنی آنکھوں سے دیکھوں گی، صرف اپنے دماغ سے سوچوں گی، صرف اپنی زبان سے بولوں گی، مجھے اس سے قطعاً بحث نہیں کہ دوسرے یا زیادہ صاف الفاظ میں آپ کیا دیکھتے ہیں؟ کیا سوچتے ہیں؟ کیا بولتے ہیں،

فخری گم صم کھڑا تھا، پھر اس نے رُکتے رُکتے پوچھا۔

"یعنی — یعنی"

"یعنی یہ کہ جو میری نظر میں اچھا ہے وہ اچھا ہی رہے گا، خواہ آپ اسے شیطان کیوں نہ سمجھتے ہوں، جو میری نظر میں بُرا ہے وہ بُرا ہی رہیگا خواہ وہ آپ کی نظر میں فرشتہ کیوں نہ ہو!"

"یہ ہے میرا ناقابل ترمیم اصولِ زندگی — اگر آپ اس سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں، تو بسم اللہ ہاتھ بڑھائیے میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر زندگی کا کارزار آخری سانسوں تک طے کرتی رہوں گی اور اگر — اور اگر آپ میرے اس نظریہ حیات سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتے تو تشریف لے جائیے، میرا اور آپ کا راستہ الگ ہے، میری اور آپ کی منزل جدا ہے!" — آپ بہت بڑے

آدمی ہیں، لیکن اپنے آپ کو بیچ کر اپنی خودی کا سودا کر کے ہیں آپ کو نہیں خرید سکتی!"

"فخری پر جیسے بجلی گر پڑی تھی، وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اس کے یہ تیور اس نے کبھی نہیں دیکھے تھے، وہ ہمیشہ شاخِ گل کی طرح نرم اور ملائم نظر آتی تھی لیکن آج تو اس میں فولاد کی سی صلابت اور سختی تھی، جواب میں وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کچھ بھی نہ کہہ سکا، بدقت تمام صرف اتنا کہہ سکا۔

"مجھے تم سے اس جواب کی توقع نہیں تھی!"

فاخرہ نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا،

"مجھے بھی آپ سے اس طرح کی باتوں کی توقع نہیں تھی، آپ اتنے اچھے ہو سکتے ہیں اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی!"

"میں اچھا ہوں فاخرہ؟"

"اور کیا ہیں آپ؟ — آپ اس شخص کو ناپسند کرتے ہیں جو بہت اچھا انسان ہے، آپ اُس شخص سے نفرت کرتے ہیں جو فرشتہ صفت ہے آپ اس کا ذکر بدی کے ساتھ کر رہے ہیں جو دشمنوں کا بھی دوست ہے، آپ اس کی غیبت کر رہے ہیں جو آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتا ہے — شرم آنی چاہیئے آپ کو!"

اور واقعی فخری کچھ شرمندہ سا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا ہو اس پر، اس نے بدقت تمام اپنے لہجہ و کلام پر قابو پاتے ہوئے کہا

"لیکن تم کیوں اس کی اتنی ثنا خواں اور مداح نظر آتی ہو؟ بس اسی سے چڑ ہے مجھے!"

سبحان اللہ کتنی اچھی چڑ ہے آپ کی، ! کیا آپ کی وجہ سے میں سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہنے لگوں؟ — کم از کم میں تو ایسا نہیں کر سکتی!"

سمجھانے کے انداز میں فخری نے کہا،

"بات یہ ہے کہ تم حد درجہ نیک پاک اور معصوم سرشت واقع ہوئی ہو، تم نہیں جانتیں یہ دنیا کیا ہے، اس دنیا کے لوگ کیسے ہیں؟" "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ہمیں فرشتہ نظر آتے ہیں لیکن اگر ان کے چہرے کا نقاب الٹ دیا جائے تو معلوم ہوگا ان سے بڑا شیطان کوئی نہیں کتنی اچھی بات کی ہے، حفیظ نے۔"

خوب کہا ہے؟۔

بڑا مزہ ہو تمام چہرے اگر کوئی بے نقاب کر دے، ہمارے سامنے جو چہرے ہیں وہ زیادہ تر نقاب پوش ہیں، ہم صرف ان کا ظاہر دیکھتے ہیں باطن پر نہ ہماری نظر ہے نہ ہم اسے دیکھ سکتے ہیں۔!"

"شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں — شاید آپ کی اس ساری تمہید کا مطلب یہ ہے کہ رشدی صاحب کا ظاہر کچھ ہے باطن کچھ، وہ جو کچھ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت بہت بڑے شیطان ہیں، صاف گفتگو اچھی ہوتی ہے بتائیے آپ یہی کہنا چاہتے ہیں نا؟"

ظاہر ہے فخری یہی کہنا چاہتا تھا لیکن سوال کچھ ایسے تیور کے ساتھ کیا گیا تھا کہ کہہ نہ سکا، خاموش رہا،

کچھ دیر انتظار کے بعد فاخرہ نے پھر پوچھا،

"بتائیے فخری صاحب آپ خاموش کیوں ہوگئے؟ میں آپ کی صاف صاف اور بے لاگ رائے معلوم کرنا چاہتی ہوں۔!"

فخری پھر چکر میں پڑ گیا، اس کی صاف صاف اور بے لاگ رائے یہی تھی کہ رشدی شیطان ہے، ناہنجار ہے، بیہودہ ہے، لیکن اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اپنی صاف صاف اور بے لاگ رائے کا اظہار فاخرہ کے سامنے کر سکتا کیونکہ جانتا تھا اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ہتّے سے اکھڑ جائے گی اور وہ ہر قیمت پر اُسے اپنانے کا فیصلہ کر چکا تھا، وہ خود بھی کچھ کم ضدی اور خود پرست

نہیں تھا لیکن اس وقت اس کے سامنے جو ہستی پیکر جلال و تمکین بنی بیٹھی تھی، اس کے سامنے وہ ضد اور ہٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اگر کرتا تو ہمیشہ کے لئے اس سے ہاتھ دھو لینا پڑتے اور اس کے لئے وہ ہرگز تیار نہیں تھا۔ لیکن وہ خاموش بھی نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے تاثرات اور واردات کسی نہ کسی رنگ میں ایسے رنگ میں جو کم سے کم اشتعال انگیز ہو۔ اس کے سامنے ظاہر کرے، آخر اس نے رکتے رکتے کہا۔

"تم تو بات کا بتنگڑ بنا رہی ہو فاخرہ! میرا یہ مقصد تو نہ تھا میں صرف اپنے دل کی تسلّی کے لئے تم سے اس بحث پر گفتگو کر رہا تھا۔ ایک پھانس تھی جو میرے دل میں کھٹک رہی تھی، میری خواہش تھی۔ بلکہ مجھے امید تھی۔ کہ تم اسے نکال دوگی اور میں خوش و خرم و مسرور واپس چلا جاؤں گا، لیکن وہ پھانس تو کیا نکلتی تم نے خود تیر و خنجر سے مجھے زخمی اور لہولہان کرنا شروع کر دیا؟"

یہ کہتے کہتے فخری کی آواز بھرّا گئی اور اس کی آنکھیں پُرنم نظر آنے لگیں، فاخرہ اس اداکاری سے متاثر ہو گئی اس نے نرم اور ملائم لہجے میں کہا۔

"میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس کا اتنا اثر آپ لیتے۔"

فخری خاموش کھڑا رہا، آخر فاخرہ نے پھر گفتگو چھیڑی، اس نے کہا

"اگر ہمیں زندگی کا ساتھی بننا ہے تو ایک دوسرے کا مزاج داں بھی ہونا چاہیئے۔ کبھی ایسا ہوگا کہ آپ کو جھکنا پڑے گا، کوئی ایسا موقع آئے گا کہ مجھے جھکنا پڑے گا، صرف اس طرح زندگی کی گاڑی چل سکتی ہے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپ ڈکٹیٹر بن کر اپنی ہر بات مجھ سے منوا لیں، نہ میں ایسا کر سکتی ہوں — پھر فاخرہ نے اپنی قیامت خیز نظریں اوپر اٹھائیں اور مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سمجھے آپ میں نے کیا عرض کیا؟"

(۳)

فخری نے اسی طرح کھڑے کھڑے جواب میں کہا،
"تم جانتی ہو وہ میرا بچپن کا دوست ہے!"
"ہاں خوب جانتی ہوں، اسی لئے آپ کی باتوں نے مجھے متحیر کر دیا!
لیکن کوئی بات تو ہوگی جو میں اس کے خلاف لب کشائی پر مجبور ہوا!"
"ممکن ہے ہو لیکن آپ نے مجھے تو بتائی نہیں۔ اب سہی، کیا بات ہے
بتایئے!"
"کیا تم یقین کر لوگی؟"
"اگر سچی بات ہے، تو کیوں نہ یقین کروں گی!"
"بالکل سچی بات ہے، حلف اٹھا سکتا ہوں اس کی صداقت پر!"
تو پھر بتایئے کیا بات ہے وہ؟
ناضرہ وہ تم سے محبت کرتا ہے، فریفتہ ہے تم پر:
ناضرہ کو بے ساختہ ہنسی آگئی، اس نے کہا۔
"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی — غلط بالکل غلط!"
"میری بات کا یقین کرو ناضرہ!"

"کیا آپ کو غلط فہمی نہیں ہو سکتی؟"

"ہو سکتی ہے لیکن اس معاملے میں نہیں!"

"کیونکر باور کر لوں؟"

"اس لئے نہ باور کرو کہ میں کہہ رہا ہوں۔ اس لئے باور کرو کہ یہ ایک قابلِ تردید حقیقت ہے!"

"اگر یہ حقیقت ہے تو بے انتہا حیرت انگیز ہے!"

"مجھے اس کے سچ ہونے پر اصرار ہے۔"

"چلئے مانے لیتی ہوں آپ سچے ہیں — لیکن جو چیز اس سچ کے ماننے میں مخل ہے وہ یہ کہ آج تک رشدی صاحب نے اشارۃً یا کنایۃً بھی مجھ سے اظہارِ محبت نہیں کیا!"

"وہ بڑا چالاک ہے!"

"یہ چالاکی ہے یا حماقت؟"

"صرف چالاکی، وہ موقع کی تاک میں ہے ایسے وقت حملہ کرے گا۔ جب مدافعت نہ کی جا سکے۔!"

فاخرہ ہنسنے لگی اس نے کہا،

"آپ تو خواہ مخواہ کے اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا ہیں!"

"لیکن ان اندیشوں کو تم رفع کر سکتی ہو!"

"بتایئے کس طرح؟"

"تم رشدی سے ملنا چھوڑ دو، اس سے راہ و رسم ترک کر دو، اسے ناپسند کرنے لگو، اس سے نفرت کرنے لگو، اسے حقیر و ذلیل سمجھو!"

"اس جرم میں کہ بقول آپ کے مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"

"ہاں یہ کوئی معمولی جرم ہے؟"

"فخری صاحب یہ سرے سے جرم ہی نہیں ہے معمولی یا غیر معمولی کا کیا

سوال ؟"

"یعنی تمہیں اس کی محبت قبول ہے ؟"

"(ایک عزم اور جوش کے ساتھ) ہرگز نہیں! — میں نے صرف — ایک شخص کی محبت قبول کی ہے اور اسے آپ جانتے ہیں (مسکرا کر) نہ جانتے ہوں تو نام بتا دوں، تعارف کرا دوں، شاید آپ کو کہیں وہ صاحب گھومتے گھامتے مل جائیں"

ان الفاظ نے فخری کو کافی حد تک متاثر کر دیا۔ اس نے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم جھوٹ نہیں بولتیں"

"میں جھوٹ بول ہی نہیں سکتی! — کوشش بسیار کے باوجود بھی نہیں"

ہاں مجھے یقین ہے"

"اگر یقین ہے تو اپنا یہ مطالبہ فوراً واپس لیجئے"

فخری اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا، اس نے کہا۔

"رشدی صاحب ایسے آدمی نہیں ہیں جسے میں ذلیل سمجھ سکوں، اس لئے کہ اگر ایسا کروں تو اس پردۂ دنیا پر مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی نہ ہوگا۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ان سے راہ و رسم بند کر دوں، اس لئے کہ ان سے راہ و رسم کا قائم رکھنا میرے لئے باعث فخر ہے اور یہ بھی قطعاً ناممکن ہے کہ ان سے نفرت کرنے لگوں، اگر ان سے نفرت کرنے لگی۔ تو اس دنیا سے اور اس دنیا کے ہر فرد سے نفرت ہو جائے گی مجھے — حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی فخری صاحب! وہ میری نظر میں ایک مقدس انسان ہیں، نہ ان کے خلاف کہہ سکتی ہوں نہ سن سکتی ہوں!" — کسی طرح بھی نہیں، یہ اس طرح بھی نہیں، یہ اس طرح ناممکن ہے جس طرح اس وقت رات کا ہو جانا!"

---

(۴)

فخری کے چہرے پر پھر اضطراب اور اضطرار کی کیفیت پیدا ہو گئی، ابھی ابھی جو سرخوشی کی کیفیت فاخرہ کے الفاظ سے اس پر طاری ہوئی وہ دور ہو گئی، وہ عالمِ حیرت میں کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور بالکل خاموش تھا۔

دفعتہً اس کے پردۂ گوش سے فاخرہ کی آواز ٹکرائی وہ کہہ رہی تھی۔

"ہاں لیکن ایک بات پوری سچائی، صداقت اور یقین کے ساتھ کر سکتی ہوں"

پھر اس نے نظر اٹھا کر فخری کی طرف دیکھا اور کہا۔

"پوچھئے، وہ کیا بات ہے؟"

فخری نے اس کے الفاظ بغیر کسی ردوبدل کے دہرا دیئے،

"وہ کیا بات ہے؟"

فاخرہ نے جس کے چہرے پر صداقت اور سچائی برس رہی تھی، بڑے عزم اور تیور کے ساتھ کہا،

"زندگی بھر کا پیار و وفا آپ کے سوا میں کسی اور سے استوار نہیں کر سکتی ہاں آپ خود ہی پیچھے ہٹ جائیں تو دوسری بات ہے!"

بے ساختہ فخری کے منہ سے نکلا۔

کیا میرا دماغ خراب ہے جو پیچھے ہٹ جاؤں گا یہاں تو حالت یہ ہے کہ

چاہیں تو تم کو چاہیں، دیکھیں تو تم کو دیکھیں
خواہش دلوں کی تم ہو، آنکھوں کی آرزو تم ہو

میں پیچھے ہٹ سکتا ہوں فاخرہ؟ یہ تم نے کیا کہہ دیا، !؟ اپنے الفاظ واپس لو اگر میری خیریت چاہتی ہو!"

وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"اچھا اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں — لیکن میری بات تو ختم ہو لینے دیجئے"۔

وہ مسرور و نشاط کے عالم میں بولا۔

"ہاں سُن رہا ہوں کہے جاؤ!"

"اگر میرے یہ الفاظ بھی آپ کو مطمئن نہیں کر سکتے تو میں مجبور ہوں، پھر واقعی میں آپ کو مطمئن نہیں کر سکتی!"

فخری نے شوخ نظروں سے اُسے گھورتے ہوئے کہا،

"میں بالکل مطمئن ہوں، لیکن میرے ایک سوال کا جواب دو!"

"ایک نہیں کئی، جتنے سوال جی چاہے کیجئے!"

"میرا اندازہ یہ ہے کہ تم بری طرح رشدی کی عظمت کی قائل ہو — کیا میرا یہ خیال غلط ہے؟"

"بالکل نہیں، یہ واقعہ ہے۔!"

"اب یہ بتاؤ — فرض کرو تھوڑی دیر کے لئے، رشدی تمہارے پاس آتا ہے اور تم سے کہتا ہے۔ مس فاخرہ میں تم سے محبّت کرتا ہوں، میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ آیئے مجھ سے پیمانِ وفا استوار کر لیجئے — زندگی کا پیمانِ وفا، پھر کیا جواب ہوگا تمہارا؟ — دیکھو فاخرہ سچ سچ جواب دینا۔

فاخرہ نے اس تیور کے ساتھ جواب دیا۔

"ہاں بالکل سچ سچ جواب دے رہی ہوں، اوّل تو میں رشدی صاحب

کو اتنا گرا ہوا نہیں سمجھتی کہ وہ ایسا کریں گے، لیکن فرض کئے لیتی ہوں کہ اگر ایسا ہوا۔ وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے یہ کہا، تو میرا جواب دلی رنج وغم کے ساتھ وہی ہوگا۔ جو ابھی بتا چکی ہوں، یعنی ان سے کہہ دوں گی۔ یہ میرے لئے فخر ہے کہ آپ مجھ سے محبت کر سکتے ہیں، لیکن میں فخری سے زندگی بھر کا پیمانِ وفا استوار کر چکی ہوں اور اس عہد کو صرف موت ہی توڑ سکتی ہے!"

(خوش ہو کر) "فاخرہ واقعی تم رشدی سے یوں ہی کہہ دو گی"؟

ہاں — گو یہ کہہ چکنے کے بعد اور ان کے چلے جانے کے بعد میں پھوٹ پھوٹ کر رودُوں گی!"

بے چین ہو کر فخری نے پوچھا،

"رودُو گی کیوں!"

"اس لئے کہ اتنے اچھے اور اتنے بڑے آدمی کو ٹھکرانا نہ خوشی کا مقام ہو سکتا ہے۔ نہ فخر کا، لیکن مجھے پختہ یقین ہے کہ اس کی نوبت نہیں آنے پائے گی!"

(۵)

کچھ سوچتے ہوئے فخری نے پوچھا،

"لیکن فاخرہ اس کی نوبت نہیں آئے گی، اس کا تمہیں اتنا پختہ یقین کیوں ہے؟"

وہ کچھ سوچتی ہوئی سنجیدگی کے ساتھ بولی۔

"بتا ہی دوں آپ کو؟"

فخری نے جواب میں کہا۔

"ہاں مجھے اشتیاق ہے، میں سُننا چاہتا ہوں، جاننا چاہتا ہوں!

وہ بولی، "ایک مرتبہ — اور یاد رکھئے، رشدی صاحب سے میں اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپاتی، چھپا ہی نہیں سکتی — رشدی صاحب سے رخشی کے گھر پر اس کی موجودگی میں اس مسئلے پر گفتگو ہو چکی ہے"

فخری کو وہ گفتگو یاد آ گئی جس کا حوالہ رشدی نے گارڈن کے رستوران میں دیا تھا۔ دبے ہوئے اشتیاق کے ساتھ اس نے پوچھا۔

"ہاں تو کیا گفتگو ہوئی تھی تم میں اور اس مردِ عظیم میں؟"

فاخرہ بگڑ گئی۔ "پھر وہی طنز — جایئے گفتگو ختم!"

فخری نے اسے منانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
" غلطی ہوگئی، معاف کردو، اب تمہیں شکایت کا موقعہ نہیں دوں گا کبھی بھی!"

ناظرہ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔
" اب پوری تفصیل تو یاد نہیں اور اس کا اعادہ ضروری بھی نہیں، حاصل کلام یہ کہ میری گفتگو سے یقیناً انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا۔ کہ میں صرف عزت وعظمت میں ان جیسے آدمی کے ساتھ شادی نہیں کرسکتی، میں نے انہیں اپنی امنگوں اور آرزوؤں کا حال بتا دیا تھا جس سے انہوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں اگر شادی کرسکتی ہوں، تو صرف ایسے شخص سے جو مجھے راج کرا سکے جو میرے اشارۂ چشم و آبرو پہ چلتا ہو۔"
" لیکن تمہارے اشارۂ چشم و آبرو پر تو رشدی بھی چلتا!"
" اگر میں ان کی عزت اور عظمت کرتی ہوں۔ تو ظاہر ہے مجھے ان کے اشارۂ چشم و آبرو پر چلنا پڑتا۔ نہ کہ انہیں اپنے اشارہ چشم و آبرو کا پابند بنانے کی کوشش کرتی،

اس جواب سے فخری مطمئن ہوگیا، اس نے کہا۔
" ہاں تم ٹھیک کہتی ہو، یہ سعادت تو میری ہی قسمت میں لکھی تھی!"
" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔
تو پھر فخر کیجئے اپنے نصیب پر!"
اس نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا،

"کس طرح یقین دلاؤں کہ مجھے واقعی فخر ہے تم پر!"
" شکریہ،۔
" لیکن ایک بات اور۔"
" اونہہ۔ بہت دیر ہوگئی، اب جانے دیجئے، پانچواں پیریڈ بس شروع

ہی ہونے والا ہے!"

"ہاں چلی جانا، بس ایک بات بتا دو!"

"تو پوچھ چکئے کسی طرح وہ اپنی بات!"

فخری نے ذرا ہچکچاتے ہوئے سوال کیا۔

"پھر رشدی نے کیا کہا؟"

بے پروائی کے ساتھ فخری نے جواب دیا،

"وہ کیا کہتے خاموش ہو گئے؟"

"تم نے اس کا چہرہ دیکھا تھا!"

"ہاں دیکھا تھا، پھر؟"

"اس کا کیا رنگ تھا۔؟"

"(مسکراتے ہوئے) روشن، تاباں جیسے۔

یا نمایاں بام گردوں سے جبینِ جبرئیل!"

اتنی اونچی باتیں سمجھنے کا فخری کو دماغ نہیں تھا۔ اس لئے پھر ایک سوال کیا،

"کچھ محرومی، کچھ یاس، کچھ افسردگی ۔ کسی طرح کا اثر بھی اس کے چہرے سے نمایاں نہیں تھا؟"

"میں نے غور نہیں کیا، لیکن میرے خیال میں نہیں!"

پھر اس کا دل دھڑکنے لگے، بدن میں سنسنی سی ہونے لگی، وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اس نے کہا۔

"بس اب اجازت دیجئے!"

اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر چلی گئی!"

---

(۶)

فخری کچھ دیر تک اُسے دیکھتا رہا، پھر وہ بھی ایک طرف کو چلا گیا،
فاخرہ پر اس وقت اختلاجی کیفیت طاری تھی!
اُسے رشدی کا وہ چہرہ یاد آ رہا تھا، جو اس جواب کے بعد اُسے نظر آیا تھا
اور جب سے اب تک بار ہا وہ اسے بھلانے کی کوشش کر چکی تھی۔!
کتنی مایوسی تھی!
کتنا درد تھا!
کتنی حسرت تھی!
کتنا سوز تھا اس نامراد شخص کے چہرے پر،
اس کا جی چاہتا تھا کہ رخشی کی موجودگی کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے اس سے
کہہ دے،
رشدی صاحب میں جھوٹی ہوں، میں نے غلط کہا میں نے فریب سے
کام لیا، میں نے آپ کو بھی دھوکا دیا اور اپنے تئیں کو بھی!"
"میں کچھ نہیں چاہتی!
"مجھے نہ راج چاہیئے۔ نہ حکومت، نہ دولت نہ ثروت، نہ زیور، نہ نفیس

قسم کے ملبوسات، نہ موٹر، نہ کوٹھی، نہ جائداد، نہ مال وزر،

مجھے صرف محبّت چاہیئے!

اور وہ محبّت صرف آپ ہی کے پاس ہوسکتی ہے!

میں آپ سے محبّت کرتی ہوں اور نہ جانے کب، لیکن آپ کے دل کا چور بھی پکڑ چکی ہوں، مجھے معلوم ہے آپ بھی مجھ سے محبّت کرتے ہیں۔

ہم دونوں ایک دوسرے سے محبّت کرتے ہیں!

ہم دونوں کے دل ایک ہیں، روح ایک فطرت ایک، مجھے صرف وہ رفیقِ زندگی درکار ہے جو رشدی کے صفات رکھتا ہو۔ نہیں جو رشدی ہو!"

میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے پیدا ہوئے ہیں

لیکن وہ یہ کچھ نہ کہہ سکی!

اس لئے نہ کہہ سکی کہ اس کے سامنے اس کی بیمار ماں کی تصویر آکر کھڑی ہوگئی، ناہید کی بے چارگی فریاد کرنے لگی۔ سلطانہ کی معصومیّت نے اس کی زبان سے قوّت گویائی چھین لی۔ اختر اور اشفاق نے زبان بے زبانی سے کہا

پھر ہمارا کیا ہوگا!"

اس حملے کی وہ تاب نہ لاسکی، وہ کچھ نہ کہہ سکی وہ رشدی کا اترا ہوا چہرہ دیکھتی رہی وہ اس کے چہرے پر حسرت، یاس اور نامرادی کا رنگ آتا جاتا دیکھتی رہی وہ اس کی بے زبانی سے داستانیں سنتی رہی، اس کی خاموشی سے الفت کے افسانے گونجتے رہے اور وہ سنتی رہی، لیکن اس کے لب خاموش تھے وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی، واقعی ایسا معلوم ہوتا رہا تھا۔ جیسے کسی نے اس کی قوّتِ گویائی چھین لی ہو!

رشدی اٹھا اور چلا گیا، وہ اُسے اس وقت تک دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوگیا، اور پھر اس کے رخصت ہونے کے بعد بہانہ کرکے وہ بھی رخشی سے اجازت لے کر گھر آئی۔ اور منہ ڈھانپ کر پڑ رہی اور

نہ جانے کب تک خون کے آنسو روتی رہی!

روتی رہی مگر نہ خود اپنے آنسو پونچھ سکی، نہ کوئی اور تھا جو اُسے تسلی دیتا۔ اس کے زخم دل پر مرہم رکھتا۔ اس کے آنسو پونچھتا، اس لئے کہ کوئی اس کا رازدار نہیں تھا۔ وہ خود ہی اپنی رازدار تھی، خود ہی اپنی غم خوار، رخشی تک کے سامنے وہ کبھی دل کی بات زبان پر نہ لا سکی۔

وہ دن تھا اور آج کا دن! اکثر رشدی کی وہ حسرت زدہ تصویر اس کے سامنے عالمِ خیالی میں آکر کھڑی ہو جاتی وہ اسے فراموش کرنے کی کوشش کرتی اسے بھول جانا چاہتی مگر کامیاب نہ ہو پاتی!

اور آج —

اور آج فخری نے یہ سوال کر کے اس رستے ہوئے ناسور کو پھر سے چھیڑ دیا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے آج ہی اس سے اور رشدی سے گفتگو ہوئی ہے وہ سارے تاثرات پھر تازہ ہو گئے۔ جس زخم پر کھرنڈ سا آگیا تھا وہ پھر رسنے لگا! — آہ! وہ زیرِ لب گنگنانے لگی۔

زخمِ دل گو نظر نہیں آتا
لو بھی آئے چارہ گر دہنیں آتی

(۷)

اسی فکر میں غلطاں پیچاں، باچشم پُرنم، باسینۂ بریاں فاخرہ کلاس کی طرف جا رہی تھی کہ دفعتہً اُس نے سنا، پیچھے سے کوئی کہہ رہا تھا۔

"مس فاخرہ —"

وہ سمجھی شاید فخری کو پھر کوئی سوال یاد آگیا، اس نے ناگواری کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا، فخری تو نہ جانے کدھر جا چکا تھا، مرزا صاحب کھڑے تھے!

مرزا صاحب نے آج پہلی بار اُسے مخاطب کیا تھا، وہ ٹھٹکی پھر کھڑی ہوگئی

"کیا آپ نے مجھے آواز دی تھی مرزا صاحب؟"

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولے۔

"جی ہاں، اس جرأت پر نادم بھی ہوں اور طالب عفو بھی۔"

یہ کچھ عجیب سی باتیں تھیں، اُس نے حیرت سے مرزا صاحب کو دیکھا اور کہا،

"آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔"

مرزا صاحب نے کلائی کی گھڑی پر ایک نظر ڈالی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس صرف پانچ منٹ!"

فاخرہ نے ناگواری کے ساتھ مرزا صاحب کے رخ انور پر نظر ڈالی اور تلخی کے ساتھ کہا۔

"پانچ منٹ سے آپ کا مطلب کیا ہے؟" کیا قیامت آجائے گی پانچ منٹ میں، یا خدانخواستہ آپ کا انتقال ہو جائے گا!"

مرزا صاحب کے دودھ کے سے سفید دانت ردُمے سیاہ سے باہر نکلے، انہوں نے مسکراتے ہوئے، گویا فاخرہ کے اس طنز سے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"اگر قیامت آئی تو بھی پانچ منٹ کے بعد آئے گی۔ اور میرا انتقال بھی اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔

فاخرہ تنگ آگئی تھی ان لایعنی باتوں سے اس نے کہا۔

"آخر آپ کیا چاہتے ہیں کیا پانچ منٹ تک یہیں کھڑی رہوں؟"

وہ سنگِ مرمر کی اس بنچ کی طرف جس پر بیٹھی وہ فخری سے باتیں کر رہی تھی اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"وہاں تشریف لے چلئے اور میرے معروضات سن لیجئے۔"

بہت ہی عجیب مطالبہ تھا نہایت ہی بڑی فرمائش تھی اس نے کہا

"یہیں کہدیجئے، جو کچھ آپ کو کہنا ہے۔!"

وہ استقلال کے ساتھ گویا ہوئے۔

"نہیں مس فاخرہ رواداری میں کام نہیں چلے گا، اطمینان کے ساتھ میرے معروضات سنئے اور یاد رکھئے ان معروضات پر دو آدمیوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہے!"

سراپا حیرت بن کر فاخرہ نے مرزا صاحب کے سراپا پر ایک نظر ڈالی پھر بنچ کی طرف بڑھتی ہوئی بولی،

"آئیے تشریف لائیے۔"

وہ آگے آگے اور مرزا صاحب پیچھے پیچھے، وہ فوارے کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور فاخرہ بنچ پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"میں نے تعمیل ارشاد کر دی، اب فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!"

بغیر کسی تامل کے انہوں نے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں ناز کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔"

فاخرہ کا چہرہ سرخ ہو گیا، کان کی لویں تمتما اٹھیں اس نے شیرنی کی طرح گھور کر مرزا صاحب کو دیکھا اور جھلاتے ہوئے لہجہ میں پوچھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

مرزا صاحب نے فاخرہ کی اس کیفیتِ جلالی پر نگاہِ غلط انداز بھی ڈالنے کی زحمت نہیں گوارا کی، نہایت اطمینان سے فرمایا۔

"سوال یہ ہے کہ جب وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں اور میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں۔ تو ان تاخیری حربوں سے آخر فائدہ کیا ہے؟"

فاخرہ کی جان میں جان آئی، وہ اپنی پریشانی اور اختلاج بھول گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کون؟۔ کس کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں؟"

مرزا صاحب نے بڑی بے پرواہی کے ساتھ اس سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا،

"آپ ان سے کہہ دیجئے، میں اگر رات کو بارہ بجے تک غم کدہ میں جاگتا ہوں، تو وہ ساری رات گزار دیتی ہیں، میں اگر ایک وقت کا ناشتہ اس فکر میں ناغہ کر دیتا ہوں تو وہ دن دن بھر کچھ نہیں کھاتیں، لہٰذا ان تاخیری حربوں سے نقصان انہی کا زیادہ ہے، میرا بھی ہے لیکن ان سے کم۔

ذرا دیر کے لئے فاخرہ اپنا سارا غم والم بھول گئی، اس کا جی چاہا کھلکھلا کر ہنس پڑے، لیکن اس نے ضبط سے کام لیا اور کہا۔

"مرزا صاحب یہ اب تک نہ معلوم ہو سکا، آپ کس کا ذکر رہے ہیں؟ کون آپ سے محبت کرتا ہے؟ کون بغیر آپ کے زندہ نہیں رہ سکتا کون رات بھر آپ کے نام کی تسبیح پڑھتا ہے؟ کون غم کدہ میں سارا سارا دن فاقے سے رہتا ہے۔ کچھ معلوم تو ہو۔"

لیکن مرزا صاحب نے ان سارے سوالات کو نظر انداز کر دیا اور فرمایا۔

"مجھے اندیشہ ہے اگر وہ اس طرح ضبط کرتی رہیں تو دق میں نہ مبتلا ہو جائیں، جب میں ہر طرح سے آمادہ اور تیار ہوں تو اب انہیں انتظار کس چیز کا ہے؟"

فاخرہ سمجھ گئی، یہ ذکر رخشی کا ہو رہا ہے، لیکن وہ مرزا صاحب سے کہلوانا چاہتی تھی اور وہ اس لئے اس کا نام لینے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے کہ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو ناواقف نہ ہونا چاہیئے اور اگر کوئی ناواقف ہے تو وہ اوّل درجے کا احمق ہے، آخر خود فاخرہ نے دریافت کیا۔

"کیا آپ رخشی کا ذکر کر رہے ہیں؟"

مرزا صاحب نے فاخرہ کو ایسی شکوہ سنج نظروں سے دیکھا گویا وہ فریاد کر رہے ہیں جو راز تمہیں معلوم ہے اُسے پوچھ کر اپنا اور ہمارا وقت کیوں ضائع کر رہی ہو۔ پھر فرمایا۔

"ظاہر ہے"

اپنی ہنسی پہ غالب آنے کی کامیاب کوشش کرتے ہوئے فاخرہ نے پوچھا۔

"کیا واقعی وہ آپ سے محبّت کرتی ہے؟"

مرزا صاحب نے نہایت یقین کے ساتھ جواب دیا۔

"کیا یہ کچھ پوچھنے کی بات ہے؟"

آپ کو کیسے معلوم ہوا ؟"

" دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، بلکہ میرا تو خیال ہے کہ پہلے مس رخشی نے مجھ سے محبّت شروع کی پھر میرے دل میں محبت کا طوفان اٹھا!"

فاخرہ نے پھر ہنسی ضبط کر کے سوال کیا،

" رخشی نے محبّت میں پہل کی !"

مرزا صاحب نے فرمایا،

" جی ہاں۔ ورنہ میرے دل میں محبّت پیدا ہی نہیں ہو سکتی تھی! میں تو محبّت پروف واقع ہوا ہوں، قسم لے لیجئے جو آج تک کسی سے محبّت کی ہو، وہ مس رخشی پہلی عورت ہیں جس نے محبّت کی اور مجھے جیت لیا!"

فاخرہ اب ہنسی ضبط نہ کر سکی۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اس نے کہا،

" ذرا زبان سنبھال کر بات کیجئے، مرزا صاحب، رخشی بڑے آدمی کی لڑکی ہے، اگر کہیں یہ باتیں اس کے کانوں میں پڑ گئیں تو خیر نہیں ہے آپ کی!"

مرزا صاحب ذرا بھی ہراساں نہیں ہوئے، انہوں نے فرمایا۔

" تو میں کب جواب کی توقع کر رہا ہوں آپ سے ؟"

اس اطمینان اور ایمان کامل پر فاخرہ حیرت زدہ ہو گئی وہ انہیں ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگی، مگر کیا مجال ہے جو ان کی آنکھ بھی جھپکی ہو، وہ خود ہی جھینپ گئی، اس نے کہا۔

" لیکن آپ خود کیوں نہیں بات کرتے رخشی سے۔؟"

مرزا صاحب کے پاس اس ٹیڑھے سوال کا جواب بھی ترشا ترشایا نگینے کی طرح موجود تھا۔

میں انہیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتا، اس انکشاف پر کہ میں نے ان کی محبّت تاڑ لی ہے۔ وہ یقیناً شرمندہ ہوں گی لہٰذا میری طرف سے

آپ بات کیجئے اور کہہ دیجئے ، میں ہر طرح سے تیار ہوں۔!"

"کیا آپ شادی کرنا چاہتے ہیں رخشی سے؟"

"ظاہر ہے۔ میں کوئی ناجائز بات کرنا نہیں چاہتا۔ میں عشق کا قائل نہیں ہوں، نہ رومان پسندی میرا شعار ہے، میں تو شرع کے دائرے سے ایک انچ بھی قدم باہر نکالنا نہیں چاہتا، شادی کروں گا!"

اس سادہ لوحی پر جو حماقت زیادہ اور سادہ لوحی کم تھی ایک مرتبہ پھر فاخرہ کو ہنسی آگئی۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ہنستے ہنستے پوچھا،

"کیا واقعی آپ شادی کریں گے رخشی سے؟"

"جی ہاں قطعاً"!

"اور وہ کرے گی؟"

"جی ہاں قطعاً"

فاخرہ کو پھر ہنسی آگئی!

(۸)

ہمارے پیارے رسول
حضرت محمد

"بڑی مشکل سے فاخرہ نے اپنی ہنسی پر قابو پایا پھر کہا،

"غلط فہمی کی تو بہت سی چھوٹی بڑی مثالیں نظر سے گزری تھیں لیکن خوش فہمی کی اتنی شاندار مثال آج تک نظر سے نہیں گزری تھیں مرزا صاحب عقل کے ناخن لیجئے، آپ نے رخشی کو سمجھا کیا ہے؟ وہ بڑے بڑوں کو تو منہ لگاتی نہیں آپ کیا چیز ہیں اس کے سامنے؟"

مرزا صاحب پر سادگی ختم تھی، ایسی سادگی جس میں ایقان، ایمان اطمینان جھلک رہا تھا، جواب میں فرمایا،

"تو کیا میں بڑا آدمی نہیں بن سکتا؟"

فاخرہ ان کا منہ دیکھنے لگی، پھر اس نے کہا۔

"تو پہلے بہت بڑے آدمی بن کر دکھایئے پھر رخشی کی آرزو کیجئے گا کیونکہ وہ معمولی بڑوں کو تو کام لانے سے رہی!"

مرزا صاحب نے پورے اطمینان کے ساتھ فرمایا۔

"جایئے مسئلہ میں نے طے کر دیا!"

"کیا طے کیا آپ نے؟

"یہ کہ ادھر آپ بہت بڑے نہ سہی صرف بڑے بڑے آدمی بنے، ادھر میں نے زخشی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیا!"

مرزا صاحب نے انکار میں سر ہلایا اور فرمایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے!"

کیوں مرزا صاحب یہ کیسے نہیں ہو سکتا؟"

"بڑا آدمی بننے کے لئے ضروری ہے کہ دماغ کام دے، اعصاب مضبوط ہوں اور یہاں دماغ کی یہ کیفیت ہے کہ کتاب سمجھ میں نہیں آتی اور اعصاب کی کمزوری کا یہ حال ہے کہ ہر وقت نیند آتی رہتی ہے۔ لوگ سیر کرتے ہیں، تماشہ دیکھتے ہیں، مطالعہ کرتے ہیں، جلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور میں یہ سارا وقت سونے میں صرف کرتا ہوں دماغ اور اعصاب کی کمزوری کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ معدہ بالکل خراب ہو گیا ہے اب اس سے بڑھ کر کیا ہو گا۔ کہ گو بھوک ہر وقت لگتی ہے اور اس کا تقاضا پورا کرنے کے لئے کھانا بھی پڑتا ہے مگر ہر روز کوئی نہ کوئی روگ لگا رہتا ہے، کبھی اسہال کبھی قبض، کبھی کھٹی ڈکاریں۔ جو روپیہ مجھے اپنے رکھ رکھاؤ پر خرچ کرنا چاہیئے وہ دوا علاج میں خرچ ہو جاتا ہے آج ہی حکیم عبدالقدیر سے بارہ روپے کا سفوف لایا ہوں، دیکھئے فائدہ کرتا ہے یا نہیں۔"

یہ ساری گفتگو اتنی روانی اور تسلسل کے ساتھ مرزا صاحب نے کی کہ نہ اس میں کہیں جھول تھا، نہ اداکاری، نہ تصنع، نہ بناوٹ نہ طلسم الفاظ صرف سادگی ہی سادگی تھی۔

فاخرہ نے کہا،

"آپ نے جو کچھ فرمایا ہے ٹھیک ہی ہو گا، لیکن آپ کا مرض بھی آپ کی طرح دنیا سے نرالا ہے، ایک طرف محبت کا یہ دعویٰ دوسری طرف نیند کی یہ کثرت، بھوک کی یہ شدت اور سوءِ ہضم کا یہ عالم۔ مریض عشق کا اللہ والی

وہ پھر ہنسنے لگی، ہنستے ہنستے اس نے کہا۔

"بہرحال آپ کا پیام رخشی تک ضرور پہنچ جائے گا، اطمینان رکھئے!"

"شکریہ، — تو کل اسی وقت میں آپ سے جواب کی توقع کر دوں؟"

"ہاں ضرور — جو جواب بھی ملے گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا۔"

مرزا صاحب مطمئن ہو گئے انہوں نے چلتے چلتے کہا۔

"یہ ضرور کہہ دیجئے گا کہ ان تاخیری حربوں سے ہم دونوں کی زندگی تباہ ہو رہی ہے!"

فاخرہ چونک پڑی اس نے کہا۔

یہ لفظ کئی مرتبہ آپ استعمال کر چکے ہیں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اور اس کے درمیان قول و قرار ہو چکا تھا، وعدے ہو چکے تھے عہد ہو چکا تھا، اور اب وہ راہِ فرار اختیار کر رہی ہے!' کیا یہ امر واقعہ ہے؟"

"مرزا صاحب نے اسی معصومیت اور سادگی کے ساتھ جواب دیا،

"قول و قرار کے لئے صرف زبان ہی استعمال نہیں ہوتی۔!"

وہ بول پڑی،" جی ہاں میں بھول گئی تھی یہ کام آنکھوں سے بھی لیا جاتا ہے، بلکہ سُنا ہے کہ زبان سے کہیں زیادہ بہتر طور پر آنکھیں یہ کام انجام دیتی ہیں!"

اتنی دیر کے بعد ذرا کے ذرا مرزا صاحب کے موٹے موٹے ہونٹ تبسم سے آشنا ہوئے اور یہ تبسم کہہ رہا تھا۔

"آپ کو معلوم تو ہے سب کچھ!"

---

(۹)

انہی باتوں میں گھنٹہ بج گیا اور فاخرہ تیز قدم رکھتی ہوئی کلاس میں پہنچی، اور حسب معمول رخشی کے پاس بیٹھ گئی، پروفیسر صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے، رخشی نے کہا۔

"کیوں جناب یہ کیا ہو رہا تھا اتنی دیر سے؟

"کھیل — کھیل ہو رہا تھا رخشی!"

"کس کے ساتھ؟ — فخری کے ساتھ یا مرزا صاحب کے ساتھ؟"

فاخرہ نے جواب دیا،

"دونوں کے ساتھ — بلکہ اپنے ساتھ بھی!"

اس جواب کے ساتھ رخشی چڑ گئی، اس نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

نہیں بتاؤ گی؟"

وہ بولی، "کیا بتاؤں رخشی فخری اپنے عشق کے قصیدے پڑھ رہے تھے میں نے کہانی بیان کی ہے کہ — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہئے؟"

رخشی ہنسنے لگی، "اوہو تو آپ مرزا صاحب کی نظر التفات تم پر ہے؟ مبارک"

ذکر تمہارے لئے تر دید کرنا مشکل ہو جائے گا!"

"کچھ نہیں، شامت آئی ہے تمہارے اس مرزا کی!"

"واہ! اپنی بلا میرے سر کیوں ڈالے دے رہی ہو؟ میرا کیوں ہوتا؟ ہے تو تمہارا ہے!"

"کسی دن ایسی خبر لوں گی کہ بھاگتے راستہ نہیں ملے گا!"

"وہ بھاگنا چاہتا بھی نہیں، وہ تو اپنی جگہ چٹان کی طرح جما ہوا ہے!"

"دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا!"

"یہ خیال تو میرا بھی ہے۔ لیکن رخشی وہ کس اطمینان سے کہتا ہے کہ وہ یعنی تم مجھ سے یعنی اس سے زیادہ بے قرار ہو۔ وہ رات کو صرف بارہ بجے تک جاگتا ہے، تم رات رات بھر اس کے فراق میں تارے گنتی رہتی ہو وہ صرف صبح کا ناشتہ غمِ عشق میں کبھی کبھی ترک کر دیتا ہے اور تم دن دن بھر فاقہ کرتی، رخشی سچ کہتا ہے سچ مچ؟"

اس نے کہا

"کیا تم مجھے بھی دیوانہ بنا دو گی۔ سچ کسی دن یہاں سے اٹھوں گی، جہاں بھی وہ ملا دیکھتے ہی جوتیاں برسانا شروع کر دوں گی اس کے سر پر!"

فاخرہ ہنسنے لگی۔

رخشی تم نے غلط جگہ کا انتخاب کیا ہے، آج باتیں کرتے کرتے اس نے ٹوپی اتاری تھی، ایک بال بھی نہیں ہے سر پر!"

"تو منہ پر ماروں گی!"

"ہاں یہ نشانہ ٹھیک رہے گا۔ لیکن رخشی ایک بات تو بتاؤ، دیکھو سچ سچ کہنا!"

"کیا پوچھنا چاہتی ہو!"

"پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ اس کے دماغ میں تمہارا سودا سمایا کیسے، تم تو

۱۰۴۳

" نہیں بھائی تمہارا شکار تمہیں مبارک، مرزا صاحب ہرجائی نہیں ہیں، ایک کے ہیں اور ایک ہی کے رہیں گے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ "ایک" رخشی کے سوا کوئی نہیں!"

" کچھ شامت آئی ہے؟"

" شامت کیوں آتی، واہ یہ بھی اچھی رہی، الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔"

" چور کون ہے؟ کوتوال کون؟"

" میں کوتوال تم چور!"

" وہ کس طرح؟ کیونکر؟"

" ہم تو یہ سمجھے تھے کہ فاخرہ اور رخشی ایک جان دو قالب ہیں، فاخرہ کی کوئی بات رخشی سے پوشیدہ نہیں اور رخشی کی کوئی بات فاخرہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے، ساری دنیا یہی کہتی تھی کہ بھئی دوستی ہو تو رخشی اور فاخرہ کی سی ہو، کیا دو سگی بہنوں میں بھی ایسی محبت ہو گی جیسی رخشی اور فاخرہ میں ہے مگر—"

" مگر کیا؟ کون سی چوری میں نے کی ہے جو تم سے چھپاتی رہی اور آخر پر ظاہر ہو گئی!"

" ڈھیٹ — اب بھی اڑی ہوئی ہے۔!"

" تو منہ سے پھوٹو تو سہی کچھ، یا یوں ہی بے سر پیر کی باتیں کرتی رہو گی!"

فاخرہ نے وہ ساری گفتگو جو مرزا نے کی تھی دہراتے ہوئے کہا، کیوں انکار—

رخشی کو غصہ بھی آیا، اور ہنسی بھی آئی اس نے کہا،

"کیا تم نے یقین کر لیا؟"

وہ بولی، "بعض دفعہ آدمی یقین کرنے پر مجبور ہوتا ہے، مرزا صاحب اگر اس صفائی اور سادگی سے کورٹ کے سامنے بیان دیں تو کسی اور کا کیا

وہ ہو کہ بڑے بڑے تیز اور طرار لوگوں کا قافیہ تنگ کر دیتی ہو، کس طرح اس کی ہمت ہوئی کہ تم سے محبت کا دعویٰ کرے اور وہ بھی اس شان سے کہ پہلے تم نے محبت کی پھر اُسے جوابی طور پر محبت کا جواب محبت سے دینا پڑا!"

رخشی کا ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا، کبھی وہ مسکرانے لگتی تھی کبھی سنجیدہ ہو جاتی تھی، اس نے کہا۔

"اس پاگل کا اب ایک ہی علاج ہے!"

"وہ کیا رخشی!"

"تمہیں لے جا کر پرنسپل صاحب کے سامنے کھڑا کر دوں گی!"

"یعنی میری شکایت کر دو گی؟ اچھی رہی یہ بھی!"

"پاگل ہو تمہاری شکایت تو گلا کاٹ دو جب بھی نہیں کروں گی، اس دیوانے کے خلاف گواہی دلواؤں گی تم سے، پھر دیکھنا کیا حشر ہوتا ہے اس کا!"

"ارے نہیں رخشی!"

"نہیں فاخرہ اس کا یہی علاج ہے، اب یہ حد سے بہت بڑھ گیا ہے، آج اس نے تم سے ایسی باتیں کہیں، کل کسی اور سے کرے گا میں تو اس طرح نکّو ہو جاؤں گی، لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔؟"

فاخرہ کچھ سنجیدہ سی ہو گئی، اس نے کہا،

"ہاں کہتی تو ٹھیک ہو ـــ لیکن اس طرح غریب کا مستقبل خراب ہو جائے گا"

"اس کا مستقبل دیکھو یا اپنا وقار، وہ تو ایسی باتیں کر کر کے میرا سارا بھرم خاک میں ملا دے گا،

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ـــ اچھا میں بتاؤں!"

"بتاؤ کیا بتاتی ہو؟"

کل وہ میرے پاس جواب لینے آئے گا۔ اس وقت تم بھی کیوں نہ چلی آؤ ذرا دیر کے لئے، تم ڈانٹو میں ڈراؤں، ہے ایک ہی بزدل پھر کبھی نام نہیں لے گا تمہارا، یہ مجھے یقین ہے!"

"لیکن اگر مجھے غصہ آگیا؟"

"غصہ تو ظاہر کرنا پڑے گا تمہیں، بغیر اس کے کام کب چلے گا؟"

"لیکن اگر سچ مچ غصہ آگیا تھا؟"

"تو کیا پیٹو گی اسے؟"

"ہاں — ہو سکتا ہے؛"

"نہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا، میں اس کی نوبت بھی نہیں آنے دوں گی تم زیادہ بات نہ کرنا صرف ڈانٹ ڈپٹ کر چلی آنا۔ پھر میں اُسے ذرا دھمکا کر خاموش کر دوں گی!"

"نہیں فاخرہ مجھے نہ بلاؤ۔ تم خود ہی اسے سمجھاؤ اچھی طرح، تم اندازہ نہیں کر سکتیں، مجھے کتنا غصہ آرہا ہے، اس کا روئے سخن دیکھ کر تو اور بڑھ جائے گا اور اگر اس نے پاگل پنے کی باتیں ویسی جیسی تم سے کی تھیں شروع کر دیں۔ تو کسی طرح ضبط نہ کر سکوں گی، میرا خون کھول رہا ہے، سچ!"

"وہ تو خیر کھولنا ہی چاہئے، حد ہو گئی حماقت کی، عشق کرنے چلے ہیں حضرت اور وہ بھی تم سے! — اس حوصلے کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے، لیکن رخشی وہ بے وقوف آدمی ہے، اس کے لئے تنبیہہ کافی ہے، اس کا مستقبل نہ برباد کرو!"

"اچھا دیکھا جائے گا!"

"دیکھا نہیں جائے گا، وعدہ کرو، آؤ گی اور سچ مچ کا غصہ نہیں کرو گی!"

"اچھا، اچھا —"

اتنے میں پروفیسر صاحب تشریف لے آئے، سب لوگ مؤدب ہو کر بیٹھ گئے حاضری دینے کے بعد رخشی نے چپکے سے کہا۔

"فاخرہ میں چلی — رشدی بھائی کی سنا ہے طبیعت خراب ہے کئی دن سے، عیادت کر آؤں جاکر، نہ جانے کیسے ہیں بیچارے!"

فاخرہ بھی اس کے پیچھے نکلی اور باہر آکر بولی،

"میں بھی چلتی ہوں!"

---

(۱۰)

رخشی اور فاخرہ کالج کے کپاؤنڈ سے باہر نکلی تھیں کہ رشدی آتا ہوا مل گیا اسے دیکھتے ہی فاخرہ نے آہستہ سے کہا۔

"رشدی صاحب تو وہ رہے، تم نے تو کہا تھا بیمار ہیں!"

اتنے میں رشدی قریب آ گیا، رخشی نے کہا۔

"ارے آپ تو اچھے خاصے ہیں۔

وہ مسکراتا ہوا بولا،

"کیا تم میرے مرنے کی خبر سننے کی منتظر تھیں؟"

بے ساختہ رخشی کے منہ سے نکلا،

"خدا نہ کرے، کیوں ایسی باتیں کرنے لگتے ہیں آپ؟ ہم نے تو سنا تھا آپ بیمار ہیں اس لئے عیادت کو جا رہے تھے!

رشدی ہنسنے لگا، اس نے کہا۔

"واقعی جھوٹ بولنا کوئی تم سے سیکھے!"

"وہ بولی" سچ رشدی بھائی — بتایئے تو سہی آپ واقعی بیمار تھے؟ کئی دن سے کالج بھی نہیں آ سکے۔!"

اس نے جواب دیا، ہاں واقعی بیمار تھا، لیکن اب خدا کے فضل سے اچھا ہوں!
وہ ہمدردی کے ساتھ بولی" لیکن ابھی کمزوری باقی ہے دو ایک دن اور آرام کر لیتے!
اس نے جواب دیا" ارادہ تو میرا بھی یہی تھا لیکن آج مرزا صاحب، غریب خانے پر تشریف لے گئے، میں سو رہا تھا گھر والوں نے جگانے سے معذرت کر دی، تو ایک چھٹی چھوڑ گئے کہ خدا کے لئے آج کالج بند ہونے سے پہلے پہلے ذرا دیر کے لئے مل لیجئے ورنہ پھر مجھے زندہ نہ دیکھئے گا آدمی تو بے انتہا بے وقوف ہے، لیکن بہر حال دوست آدمی ہے میں نے سوچا جاؤں خبر لے آؤں جا کر، ویسے پڑے پڑے تھک بھی گیا تھا چار دن سے تو بستر پر پڑا ہوں
رشدی کی باتیں سن کر رخشی کا چہرہ سفید ہو گیا، فاخرہ کو لطف بھی آیا اور پریشان بھی ہو گئی، دونوں سمجھ گئیں، مرزا صاحب اپنے دردِ دل کا ماجرا رشدی سے کہیں گے، اور اسے شفیع بنانے کی کوشش کریں گے!
دونوں کی خواہش تھی کہ مرزا اور رشدی کی ملاقات نہ ہونے پائے،
رخشی تو زمین میں گڑی جا رہی تھی اس کمبخت نے اگر اس طرح کی باتیں رشدی سے بھی کہہ دیں اور ضرور کہے گا، تو وہ کیا منہ دکھائے گی اسے، جی چاہتا تھا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔"
لیکن کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ رشدی کو کالج جانے سے کس طرح روکا جائے۔
لیکن فاخرہ کی حاضر دماغی کام کر گئی اس نے کہا۔
" مگر اب آپ کا جانا بیکار ہے!"
رشدی نے آنکھیں ملائے بغیر سوال کیا،
" کیوں؟ ـــ"
" فاخرہ نے جواب دیا"

"اپنے ایک دوست کے ساتھ کہیں پکنک پر گئے ہیں شاید آج واپسی بھی نہ ہو سکے!"

رشدی نے کہا، "عجیب لغو آدمی ہے، یا تو خودکشی کے لیے جا رہے تھے یا پکنک کو تشریف لے گئے۔

ناظرہ نے زیر لب تبسم کے ساتھ کہا۔

"کیا آپ جانتے نہیں وہ کس قماش کے آدمی ہیں!"

"بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن اتنا زیادہ نہیں جانتا تھا!"

رخشی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ابھی کم از کم دو تین روز اور آرام کرنا چاہیئے ۔ کالج والج کا قصہ چھوڑ کے سیدھے گھر جائیے!"

اس نے کہا۔ "ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ۔ ابھی کافی کمزوری باقی ہے۔ تھوڑی دور چلا اور تکان محسوس ہونے لگی۔"

ناظرہ بیچ میں بول پڑی،

"بس تو اب پیدل نہ جائیے، دیکھیئے وہ خالی تانگہ بھی آ رہا ہے۔ ارے تانگے والے۔

(۱۱)

رشدی تانگے پر بیٹھ کر چلا گیا، فاخرہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رخشی کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر وہ بیقرار ہو گئی، اس نے کہا،

رخشی یہ کیا؟ —— رونے کیوں لگیں؟"

اس نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"اپنی قسمت کو رو رہی ہوں! —— ایسا معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی نہ کوئی گل کھلا کر رہے گا! — فاخرہ میں رسوائی اور جگ ہنسائی نہیں برداشت کر سکتی، خودکشی کر لوں گی، لیکن اس احمق کا گلا گھونٹ کر۔

یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی، اس کی آنکھیں پھر پرنم ہو گئیں اس کی یہ کیفیت دیکھ کر فاخرہ کا دل بہت کڑھا، جو لڑکی، ایک ایک ...ں میں اڑایا کرتی تھی، ایک احمق شخص کے ہاتھوں اسے اتنا بے بس ہو جانا پڑا کہ — رونے پہ مجبور ہو گئی!"

فاخرہ نے کہا "میری بہن رونے سے کام نہیں چلے گا۔ کچھ کرنا چاہیئے!"

وہ بے بسی کے ساتھ بولی،

"لیکن کیا کروں؟ ــ تم پرنسپل صاحب کے پاس بھی تو نہیں جانے دیتیں!"

"نہیں اب میں منع نہیں کرتی۔ معاملے نے کافی سنگین صورت اختیار کرلی ہے، کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا اب تو! ــ میری رائے مانو تو کالج واپس چلتے ہیں وہاں اسے بلاکر بات چیت کریں گے اگر وہ راست پر آگیا تو خیر، ورنہ اسی وقت پرنسپل صاحب سے جاکر میں خود سارا ماجرا بیان کردوں گی، تم تو شاید وفورِ جذبات کے باعث پوری تفصیل بیان بھی نہ کرپاؤ!"

رخشی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چپ چاپ فاخرہ کے ساتھ ہولی اب اسے شومئی قسمت ہی کہنا چاہیئے، مرزا صاحب دروازے ہی پر مل گئے۔

فاخرہ نے کہا،

مرزا صاحب کیا آپ چند منٹ دے سکیں گے؟"

مرزا صاحب کی باچھیں کھل گئیں، انہیں یقین ہوگیا پالا مار لیا ہے۔

فرمایا،

"چند منٹ کیا چیز ہیں چند گھنٹے بھی اگر آپ چاہیں تو حاضر ہیں۔"

وہ بولی "نہیں چند منٹ ہی کافی ہوں گے؟"

مرزا صاحب نے عارفانہ انداز میں کہا۔

"شاید آپ کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہیں ــ لیکن یہ گفتگو کہاں ہوگی؟"

فاخرہ نے جواب دیا "جہاں آپ چاہیں، ویسے میرے خیال میں یونین ہال کا برآمدہ ٹھیک رہے گا۔ اس وقت ادھر آمد و رفت بھی ایسی زیادہ نہیں ہوگی!"

"ایسی زیادہ کیا بالکل نہیں ہوگی، اس وقت کوئی ادھر کیوں جانے لگا، وہیں چلیئے!"

یہ لوگ یونین ہال کے برآمدے میں پہنچ گئے، مرزا صاحب کے چہرے پر نہ کوئی تشویش تھی نہ اضطراب، نہ اشتیاق نہ انتظار انہیں یقین تھا۔

فاضرہ: تاریخ نکاح کا اعلان کر دے گی اور بات ختم ہو جائے گی ---!"
ناضرہ نے کہا "مرزا صاحب آپ جانتے ہیں میں کیا کہنے والی ہوں اس وقت۔"
ہنس پڑے، فرمایا،
جانتا تو ہوں، لیکن آپ کے منہ سے سننے کی بات ہی اور ہے، فرمائیے!
رخشی نے کہا: "میں ابھی آئی"!
وہ چلی گئی، لیکن فاضرہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔
" مرزا صاحب آپ آگ سے کھیل رہے ہیں، آپ نے رخشی کی توہین کی ہے، اس پر تہمت لگائی ہے، اس سے اظہار محبت کر کے بھڑکے چھتے کو ہاتھ لگایا ہے،
اس سے زیادہ مرزا صاحب نہ سن سکے، فرمایا۔
" یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ؟"
فاضرہ نے برہم لہجہ میں جواب دیا،
" وہ آپ سے نفرت کرتی ہے، وہ آپ کو دنیا کا بدترین انسان سمجھتی ہے۔ بلکہ انسان ہی نہیں سمجھتی، آپ اس کا خیال دل سے نکال دیجئے کبھی بھولے سے اس کا نام زبان پر نہ لائیے، آپ اسے ہرگز نہیں حاصل کر سکتے!"
مرزا صاحب مسکرا مسکرا کر یہ ملاحیان سنتے رہے، جیسے ان سے مذاق کیا جا رہا ہے۔ اور وہ اس سے لطف اندوز ہو رہے!
فاضرہ کو توقع تھی ان باتوں کے جواب میں، وہ معذرت کریں گے صفائی دیں گے، خاموش رہنے کا عہد کریں گے، لیکن ان کے بجائے انہیں مسکراتا دیکھ کر اس کا خون کھول گیا، اس نے جل کر بڑے تیز لہجے میں کہا۔

سن لیا آپ نے ؟"

وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئے،

"سن تو لیا۔ بلکہ سمجھ بھی لیا!"

اس اطمینان بے پروائی اور سکون کو دیکھ کر فاخرہ کا غصہ کافور ہو گیا۔ وہ سوچنے لگی یہ شخص کس مٹی کا بنا ہوا ہے، واقعی یہ پاگل ہے یا بنتا ہے؛ یا اتنا نہ یا وہ مرفوع العقل ہے کہ اسے اور اس کی باتوں کو نظر انداز ہی کر دینا چاہیئے، اس نے بڑی مشکل سے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا سمجھے آپ ؟"

وہ اس ایقان کے ساتھ کہ جیسے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ۔۔لہ الہام سے کم نہیں ہے، گویا ہوئے،

"وہ تو جب میں نے آپ دونوں کو ساتھ آتے دیکھا تھا۔ اسی وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ مذاق اور شرارت کی کوئی اسکیم بنی ہے، بہت اچھا جناب اور بھی فرمایئے جو چاہیں، لیکن انہیں تو بلایئے سامنے وہ کب تک شرماتی اور نگاہوں سے چھپتی رہیں گی ؟"

فاخرہ کا جی چاہا کہ منہ نوچ لے اس بر خود غلط شخص کا، لیکن وہ ایسا نہ کر سکی، اس کا جی چاہا وہ اپنا منہ نوچ لے، لیکن وہ یہ بھی نہ کر سکی، اس کا جی چاہا کہ سینڈل اتارے اور اس بے حس شخص پر برسانا شروع کر دے لیکن یہ بھی نہ کر سکی، وہ ہق دق کھڑی اسے دیکھتی رہی، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کہے ؟ آخر دماغ پر بہت زیادہ زور دے کر اس نے کہا

"مرزا صاحب خدا کے لئے رخشی کو معاف کر دیجئے، خدا کی قسم نہ یہ مذاق ہے نہ شرارت، میں آپ سے التجا کرتی ہوں ان باتوں سے باز آجایئے میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں یہ حرکتیں ترک کر دیجئے ورنہ ۔۔۔"

مرزا صاحب نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور فرمایا۔
ورنہ کیا ہوگا؟ ۔۔ کیا آپ ہماری شادی میں شرکت نہیں کریں گی ۔؟"
ناظرہ کا سارا غصہ کافور ہوگیا، ساری برہمی جاتی رہی، بے ارادہ وہ ہنس پڑی اس نے کہا۔
"مرزا صاحب کیا ہوگیا ہے آپ کو؟"
مرزا صاحب کے پاس جواب تیار تھا،
"مجھ سے نہ پوچھئے، مس رخشی سے پوچھئے؟"

"اس سے تو پوچھ چکی!"
پھر پوچھئے، بار بار پوچھئے ۔۔ یقین کیجئے، انہیں قدرت نے صرف میرے لئے پیدا کیا ہے، میرے سوا وہ کسی کے حصے میں نہیں آسکتیں!"
"آخر آپ میں کیا ہے آپ کی حیثیت کیا ہے؟"
مرزا صاحب نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا تھا کہ دفعتہً پرنسپل صاحب نمودار ہوئے!
پرنسپل صاحب کو دیکھ کر ناظرہ چکرا گئی اور مرزا صاحب پر بھی سراسیمگی کی کیفیت طاری ہوگئی!
پرنسپل صاحب نے ناظرہ سے پوچھا۔
"کیا باتیں ہو رہی تھیں تم دونوں میں؟"
یہ سوال پرنسپل صاحب نے کچھ ایسے گہرے تیور سے کیا تھا کہ ناظرہ کے آئے گئے حواس غائب ہوگئے وہ سوچنے لگی کہیں اس کے اور مرزا صاحب کے بارے میں تو غلط فہمی نہیں ہوگئی ہے انہیں؟ اس کی گھگھی بندھ گئی، اس نے بڑی مشکل سے جواب میں کہا۔
"کچھ نہیں ۔"
پرنسپل صاحب نے ڈپٹ کر سوال کیا۔

"بتاؤ—"

وہ اور زیادہ لرزہ براندام ہوگئی، اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا،

"یہ—یہ—یہ"

اور اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی، اس کی آنکھوں سے قطرات اشک کی بارش ہونے لگی،

پرنسپل صاحب نے ناظرہ کو اس کے حال پر چھوڑا، مرزا صاحب سے دریافت کیا۔

"بتاؤ کیا باتیں ہو رہی تھیں تم دونوں میں؟"

مرزا صاحب ناظرہ سے زیادہ نروس ہو چکے تھے، کوشش کے باوجود ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکل سکا۔

پرنسپل صاحب نے ایک مرتبہ پھر شیر کی طرح گرج کر سوال کیا۔

"بتاؤ—میں کیا پوچھ رہا ہوں جواب دو!"

مرزا صاحب نے ناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کچھ خاص باتیں کرنے کے لئے مجھے بلا کر لائی تھیں، ورنہ میں تو گھر واپس جا رہا تھا۔!"

ناظرہ کا چہرہ سفید پڑ گیا، کاٹو تو لہو نہیں بدن میں اس نے سارے جسم سے کانپتے ہوئے کہا۔

"یہ شخص—یہ شخص بہت پریشان کر رہا ہے—"

وہ اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی، اگر یہ بے اختیار نے اس کی قوت گویائی سلب کر لی۔

پرنسپل صاحب نے پھر مرزا صاحب کو مخاطب کیا،

"کیا پریشان کر رہے تھے تم اس لڑکی کو؟"

مرزا صاحب کے اب رفتہ رفتہ حواس بجا ہوتے جاتے تھے انہوں نے کہا

"نہیں تو میں نے بالکل پریشان نہیں کیا۔ کیوں مس فاخرہ کیا آپ مجھے بلا کر یہاں نہیں لائی تھیں؟ بلکہ آپ ہی نے گفتگو کے لئے یونین ہال کا برآمدہ تجویز نہیں کیا تھا۔؟"

اب تک فاخرہ مرزا صاحب کو دیوانہ، احمق، گاؤدی، نہ جانے کیا کیا سمجھتی رہی تھی، لیکن اب اُسے اندازہ ہوا کہ یہ شخص بلا کا عیار اور چالاک بھی ہے، خود کتنا معصوم بنا ہوا ہے اور سارا الزام کس صفائی سے اس کے اوپر لادے چلا جا رہا ہے، اس کا جی چاہا ساری داستان اوّل تا آخر پرنسپل صاحب کو سنا دے، لیکن پھر خیال آیا نہ جانے رخشی اسے پسند کرے یا نہ کرے، لہٰذا اس نے رخشی کا ذکر بیچ میں لائے بغیر کہا۔

"میں نے تو آج کے سوا اس شخص سے بات بھی نہیں کی تھی، یہی پیچھے پڑا ہوا ہے صبح سے اور نہایت بیہودہ قسم کی باتیں میری ایک عزیز اور شریف سہیلی کے متعلق کر رہا ہے، بے شک میں اسے یہاں لائی تھی۔ اور یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ اس کا انجام بُرا ہوگا اور اگر کہیں معاملہ پرنسپل صاحب تک پہنچ گیا تو شاید معاملہ اور زیادہ نازک صورت اختیار کر لے۔!"

پرنسپل صاحب نے مرزا صاحب سے پوچھا،

"کیا یہ سچ ہے؟"

مرزا صاحب لاجواب نظر آئے، یعنی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

پرنسپل صاحب نے پھر سوال کیا۔

"کیا فاخرہ نے جو کچھ کہا وہ درست ہے؟"

مرزا صاحب کی زبان نے اب بھی ساتھ نہیں دیا،

پرنسپل صاحب نے جلال کے عالم میں ارشاد فرمایا۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں جواب دو!"

پھر انہوں نے ناظرہ سے دریافت کیا۔

"تمہاری وہ سہیلی کیا رخشی تو نہیں تھی؟"

خفیف سے تامل کے بعد اس نے اقرار میں گردن ہلاتے ہوئے کہا،

"جی ہاں وہی تھی!"

"کیا یہ اس کے بارے میں بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا تم سے؟" اس نے گردن جھکا کر کہا،

"جی — ؟"

اور دفعتہً اس کے کان میں تڑاخ کی آواز آئی، پرنسپل صاحب کا بھرپور ہاتھ مرزا صاحب کے رُخ انور پر پڑا تھا، اور وہ بید لرزاں کی طرح کانپ رہے تھے۔ پرنسپل صاحب نے قدرت کی ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"بدمعاش — تو یہاں علم حاصل کرنے آیا تھا یا شریف اور نیک لڑکیوں کو بدنام اور رسوا کرنے — جا دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے!"

(۱۲)

پھر فاخرہ کے کانوں میں آواز آئی۔

"آؤ بیٹی رخشی آؤ!"

وہ آڑ ہی میں کھڑی ہوئی تھی، گو اس کے رخسار پر آنسوؤں کے نشانات اب بھی تھے اور پلکیں اب بھی بھیگی ہوئی تھیں، لیکن وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وہی شوخی ناچتی نظر آ رہی تھی، جو اس کی خصوصیت تھی۔!

"وہ آ کر سامنے کھڑی ہو گئی"

پرنسپل صاحب نے اس سے شفقت کے لہجے میں فرمایا۔

"مطمئن رہو، اب یہ شیطان نہ صرف تمہارے ساتھ بلکہ کسی لڑکی کے ساتھ بھی جرأت بے جا کا مظاہرہ نہیں کر سکے گی۔ اُسے بہت اچھا سبق مل گیا ہے۔"

پرنسپل صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد فاخرہ نے رخشی سے کہا

"یہ تمہیں کیا سوجھی تھی؟"

وہ بولی، "یہ شخص اس طرح تمہاری باتوں کا مذاق اڑا رہا تھا اس سے میں نے اندازہ کر لیا کہ میرے اور تمہارے بس کا یہ نہیں ہے، میں سیدھی

پرنسپل کے پاس چلی گئی اور انہیں سارا ماجرا شروع سے آخر تک سنا دیا۔
پھر جو کچھ ہوا وہ تم نے دیکھ ہی لیا۔

"کیا خیال ہے اب یہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائے گا؟"

"اب بھی نہیں باز آئے گا؟ — تم نے دیکھا نہیں ایک ہی تھپڑ کھا کر سارا عشق کافور ہو گیا، اس طرح کانپ رہا تھا، جیسے تیز آندھی میں شاخ گل!"

فاضرہ ہنس پڑی۔

"بڑی چالاک ہو رخشی تم بھی!"

"ہاں بھئی ہیں — ہم نے معصومیت کا دعویٰ کبھی بھی نہیں کیا!"

"دیکھنا چاہیئے اب کالج آتا ہے یا نہیں؟"

"غیرت مند ہوتا تو واقعی نہ آتا، بے غیرت ہے اس لئے ضرور آئے گا لیکن اب بالکل بدل کر آئے گا!"

"لیکن میں تو خیریت مزاج ضرور پوچھوں گی!"

"پوچھنا، لیکن میرے سامنے نہیں؟!"

"تمہارے سامنے پوچھوں گی، بلکہ تمہیں بھی پوچھنا پڑے گی۔"

"نہیں فاضرہ یہ شخص اس قابل نہیں کہ اسے منہ لگایا جائے، ایسے آدمیوں سے تو دور کی صاحب سلامت بھی مناسب نہیں معلوم ہوتی۔"

"تم سے تو خیر وہ محبت کرتا ہے لیکن میرا تو اب خون کا پیاسا ہو جائے گا!"

"کیا مجال ہے جو تمہاری طرف ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھ سکے!"

"یہ بہت اچھا ہوا کہ رشدی صاحب سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکی!"

"ہاں — اسی لئے تو اس معاملے کو انجام تک پہنچانے میں اتنی جلدی کی ہیں، ویسے یہ سچ ہے کہ رشدی بھائی اس کی باتوں کا ذرا بھی اعتبار نہ کرتے، وہ ہمیشہ سے اسے اور اس کی باتوں کو واہی تباہی سمجھتے ہیں۔ لیکن میں تو کٹ جاتی یہ سوچ کر کہ اس کمبخت نے اتنی بے غیرتی کی باتیں میرے متعلق ان سے کی ہیں!"

"کیا تمہیں یقین ہے یہ اب ان سے اس معاملے پر بالکل بات چیت نہیں کریگا۔

"ہاں اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات کا یقین ہے کہ اس وقت دن ہے

"چلو اچھا ہوا، پیچھا چھٹا ایک احمق سے!"

"نہیں فاخرہ اسے احمق نہ کہو، میں سب کچھ سُن رہی تھی۔ اتنی چالاکی سے سارا الزام تمہارے سر منڈھے دے رہا تھا!"

"ہاں یہ دیکھ کر تو میں بھی غرقِ حیرت ہو گئی تھی رخشی! دیکھنے میں کتنا بے وقوف، حقیقت میں کتنا مکار!۔ توبہ ہے!"

(۱۳)

دوسرے روز کالج میں مرزا صاحب تشریف نہیں لائے۔ کئی روز تک نہیں آئے، ناظرہ نے رخشی سے کہا۔

"ہے تو غیرت مند، دیکھوں کالج چھوڑ دیا بچارے نے!"

رخشی ہنسنے لگی، وہ بے حیاؤں کا بے حیا ہے، کالج چھوڑ دے گا؟ آؤ!

ناظرہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی پھر اس کے ساتھ ہولی

دونوں آفس روم میں پہنچیں، سپرنٹنڈنٹ سے رخشی سے پوچھا۔

کیا واقعی مرزا صاحب کا نام خارج کر دیا گیا ہے؟"

اس نے اپنی عینک ناک کے بانسے سے اٹھا کر ماتھے پہ رکھ لی اور تعجب سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

"مرزا صاحب کا نام کٹ گیا؟ خبر کس نے اڑائی ہے؟"

"کئی روز سے وہ کالج نہیں آ رہے ہیں۔"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا بیمار نہیں ہو سکتے؟ کوئی کام نہیں پیش آ سکتا؟ کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی؟ آپ لوگوں کو بھی بے بات کی بات بنانے کمال حاصل ہے؟"

یہ کہہ کر انہوں نے فائل اٹھایا، فلسکیپ سائز کا ایک کاغذ نکالا پہلے اُسے پڑھتے رہے پھر رخشی کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھا دیا۔

"ملاحظہ فرمائیے، دیکھ لیجئے!"

رخشی اور ناظرہ دونوں جھک کر کاغذ دیکھنے لگیں، یہ مرزا صاحب کی درخواست تھی، جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ مزاج ناساز ہے اس لئے چار دن کی رخصت مرحمت فرمائی جائے۔

ناظرہ اور رخشی آفس سے باہر نکلیں، رخشی نے کہا۔

"دیکھ لیا اپنے غیر تمند مرزا صاحب کو؟ — وہ صرف اس لئے نہیں آیا ہے کہ پانی دیکھنا چاہتا ہے۔ پانی کی دھار دیکھنا چاہتا ہے۔"

ناظرہ چڑ کر بولی، بڑے نادرے بولنا آگئے ہیں، پانی دیکھنا چاہتا ہے پانی کی دھار دیکھنا چاہتا ہے، کیا مطلب!"

وہ بولی، "یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ پرنسپل صاحب نے اسے خارج تو نہیں کر دیا؟ اس پر جرمانہ تو نہیں کیا؟ یعنی یہ کہ ہم لوگوں کا ردّ عمل کیا ہے؟ ہم نے اُسے کالج کے اندر یا کالج کے باہر پٹوانے کی کوئی تدبیر تو نہیں کی؟ اس طرف سے مطمئن ہو کر دیکھ لینا دندناتا ہوا کالج میں آئے گا اور اس طرح آئے گا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔"

اور واقعی رخشی کا کہنا صحیح ثابت ہوا، چار دن کی رخصت یا غیر حاضری کے بعد مرزا صاحب تشریف لے آئے، اور اس طرح آئے جیسے وہ واقعی پکنک پر تشریف لے گئے تھے۔ اور اب وہاں سے تازہ دم ہو کر ہشاش بشاش شاداں و فرحاں تشریف لائے ہیں!"

جیسے ہی ناظرہ کی نظر پڑی اس نے رخشی کو ٹھوکا لگایا، اور آہستہ سے بولی "دیکھنا سواری باد بہاری آگئی، سچ مچ!"

وہ مسکراتی ہوئی بولی،

ہاں دیکھ رہی ہوں! ۔۔ دیکھ لو، چہرے پر شرم، ندامت، کسی چیز کا اثر ہے؟"

"بالکل نہیں، ۔۔ رحمتی یہ تو چکنا گھڑا ہے بالکل!"

"تمہی دیکھو!"

"لیکن تمہارے سر کی قسم میں تو اس کی خیریت دریافت کر کے رہوں گی، چاہے کچھ ہو جائے!"

"تو کس نے منع کیا ہے تمہیں؟ خیریت بھی دریافت کرو، شکوہ شکایت بھی کرو، ۔۔ اور ہمدردی بھی!"

اور واقعی دو تین دن کے وقفے میں کسی نہ کسی طرح ناظرہ نے مرزا صاحب کا دامن پکڑ ہی لیا۔

وہ جاتے جاتے ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے اور بے تعلقی کے لہجے میں اس طرح گویا اسے پہچانتے ہی نہیں ارشاد فرمایا۔

"کہئے، ۔۔ مجھ سے کوئی کام ہے؟"

بڑی مسکین صورت بنا کر اس نے جواب دیا۔

"جی ہاں ہے تو سہی!"

وہ کھڑے ہو گئے، ایک نگاہِ غلط انداز اس پر ڈالی اور کسی حد تک ناگواری کے ساتھ فرمایا۔

"تو کہئے، پھر کسی طرح!"

وہ بالکل انہی کی نقل کرتی ہوئی کہنے لگی،

"پانچ منٹ ۔۔ بس صرف پانچ منٹ کیا آپ دے سکتے ہیں!"

بالکل یاد نہیں آیا کہ وہ انہی کی نقل کر رہی ہیں، کچھ گھبراتے ہوئے سے کہنے لگے،

"پانچ منٹ بہت ہیں، کوئی دیکھ لے گا اور بات آگے بڑھ جائے گی۔

میں دو منٹ دے سکتا ہوں، بس سوچئے نہیں شروع کر دیجئے!"

فاخرہ کو ہنسی تو بہت آئی لیکن اس نے ضبط سے کام لیا اور بڑی معصومیّت کے ساتھ کہا،

"دیکھئے غلطی دونوں کی تھی، بہرحال جو کچھ قسمت میں لکھا تھا، پیش آکر رہا، لیکن اب اُسے یاد رکھنے سے کیا فائدہ، معاف کر دیجئے!"

انہیں پر نسپل صاحب کا طمانچہ یاد آگیا، انہوں نے سراپا اضطراب بن کر کہا،

"آپ پانچ منٹ تک معافی مانگنا چاہتی ہیں، — چلئے بات ختم ہو گئی!"

اس نے اور زیادہ سادگی کے ساتھ کہا،

"خیر میرے آپ کے مراسم تو ایسے ہیں کہ نہ مجھے آپ سے معذرت کی ضرورت ہے نہ آپ کو مجھ سے، — معافی تو انہوں نے مانگی ہے؟"

کچھ سوچتے ہوئے مرزا صاحب نے پوچھا،

یعنی کس نے؟ — یعنی کن صاحبہ نے؟"

فاخرہ نے جواب دیا۔

کیا وہ رخشی کے سوا کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟

کچھ جلال کی کیفیت چہرۂ انور پر نمودار ہوئی، کچھ سوچنے لگے پھر فرمایا،

"کیا کہا آپ نے؟ — مس رخشی نے معذرت کی ہے یا معافی مانگی ہے؟"

وہ بولی جی ہاں، رخشی نے، آپ کی رخشی نے!"

سنجیدہ ہو کر کہنے لگے

جہاں تک معافی کا تعلق ہے معاف کر سکتا ہوں، لیکن یہ آپ نے کیا کہا، آپ کی رخشی؟"

"کیا آپ اُسے بھول گئے؟ کیا وہ آپ کی بہن ہے؟"

فیصلہ کُن لہجے میں جواب دیا۔

نہیں، — یقیناً انہوں نے معذرت کی ہو گی، اور تسلیم کرتا ہوں کہ یہ معذرت سچّے دل سے کی ہو گی۔ مجھے اس سے بھی انکار نہیں اپنی اس حماقت پر اب تک ان کے آنسو نہیں تھمے ہوں گے اور میری یہ پیشین گوئی ان تک پہنچا دیجئے کہ زندگی بھر آٹھ آٹھ آنسو روئیں گی، میں جانتا ہوں انہوں نے مذاق کیا تھا، لیکن یہ مذاق انہیں بہت مہنگا پڑے گا، یہ مذاق کر کے انہوں نے مرزا کو ہمیشہ کے لئے کھو دیا، فرما دیجئے گا اُن سے مرزا گیا، مرزا ہاتھ سے نکل گیا — اب اُسے ڈھونڈیں چراغ رُخِ زیبا لے کر!"

فاخرہ کو ہنسی آ گئی، لیکن بڑی ہنرمندی سے اُس نے ہنسی روک لی، اس نے پُوچھا،

"کیا واقعی کہہ دوں؟ — جانتی ہوں وہ زندگی بھر روئے گی اور روئے نہیں بن پڑے گا؟ لیکن خود آپ کی کیا حالت ہو گی؟ کیا آپ کو چین پڑے گا؟ کیا آپ کو نیند آئے گی؟ کیا آپ کا دل دنیا کی دلچسپیوں میں اتنی بڑی نعمت کھو دینے کے بعد لگے گا؟ غصّے کی سند نہیں سچ سچ کہئے گا!"

فرمایا، اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ فرمایا،"

"فرما دیجئے گا، اگر انہیں نازِ محبوبانہ آتے ہیں تو یہاں بھی غمزۂ ترکانہ کا مظاہرہ کر سکتے ہیں!"

یہ کہا اور آگے بڑھ گئے۔

فاخرہ پیٹ پکڑ کر وہیں بیٹھ گئی، ہنستے ہنستے اس کا بُرا حال ہوا جا رہا تھا!

حصّہ چہارم

صُبحِ غم، شامِ الم

شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے
جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو بھی نکل آئے

(۱)

قسمت کا چکر چلتا رہتا ہے، آدمی لاکھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ کر نہیں سکتا ایک غیر مرئی قوت ہے جو انسان کے ارادوں کو توڑتی رہتی ہے اس کی خواہشوں اور آرزوؤں کو پامال کرتی رہتی ہے، جہاں کچھ کے ساتھ یہ ہوتا ہے، وہاں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں بن مانگے دل کی مراد مل جاتی ہے، جن کی حسرتیں اور آرزوئیں پوری ہو جاتی ہیں، جن کے لئے قدرت وہ سارے اسباب اور انتظامات مہیا کر دیتی ہے جو مطلوب ہوتے ہیں، جو وہ چاہتے ہیں

— اور پھر —

اور پھر، قسمت کا پہیہ پھر اُلٹا چلنے لگتا ہے؟"

ہر روز اس دنیا میں یہی ہوتا رہتا ہے اور قیامت تک اس دنیا میں یہی ہوتا رہے گا! — یوں ہی ازل سے مرے یار ہوتی آئی ہے!

ناہید نے لاکھ لاکھ ٹوہ لگانے کے جتن کئے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی، وہ فاخرہ سے دل میں یقینِ کامل رکھتے ہوئے بھی یہ نہ کہلا سکی کہ وہ فخری سے شادی نہیں کرنا چاہتی وہ رشدی سے محبت کرتی ہے!

ناہید اس سے اُلجھ پڑی، کہنے لگی،

"آپا تم جھوٹ بول رہی ہو، میں نہیں مانتی!"

وہ مسکراتی ہوئی گویا ہوئی،

"نہ مان تیری پرواہ کسے ہے؟"

ناہید نے بڑے درد اور سوز کے ساتھ کہا،

"آپا امی کا دل نہ دکھاؤ!"

فاضرہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اس نے کہا،

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ — میں ان کا دل دکھا سکتی ہوں، کیا تمہیں یقین ہے میں ایسا کر سکتی ہوں؟"

ناہید اثبات میں جواب نہ دے سکی، اس نے کہا،

"لیکن امی کو، اور جھوٹ کیوں بولوں مجھے بھی یقین ہے تم فخری سے محبت نہیں کرتیں، تم فخری کو اپنا شریکِ حیات بنانا نہیں چاہتیں محض اپنی بیمار ماں، اپنی دکھیاری بہنوں اور اپنے دکھیارے بھائیوں کے لئے یہ ایثار کر رہی ہو۔"

ناہید کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اس کا گریہ گلوگیر ہوگیا، اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"آپا میں ایسا نہیں ہونے دوں گی!"

فاضرہ چپ چاپ بیٹھی رہی جیسے اُسے سانپ سونگھ گیا ہو جیسے وہ بولنا جانتی ہی نہ ہو۔

ناہید نے کہا، "اب میں اس قابل ہوں کہ ٹیوشن کر سکتی ہوں سلائی کر کے اب بھی کچھ نہ کچھ کما لیتی ہوں، زیادہ محنت کروں گی زیادہ کماؤں گی تم امی کی فکر نہ کرو، میں ان کے علاج میں کوئی کمی نہیں آنے دوں گی، سلطانہ، اختر اور اشفاق کو بھی انشاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی، تمہیں اپنی قربانی دینے کی ضرورت نہیں، اس سے شادی کرو جس سے تمہارا دل ملتا ہے!"

فاضرہ کے ہونٹوں پر افسردہ تبسم لہرایا، اس نے کہا۔

"بہت باتیں بنانا آگئی ہیں تمہیں لڑکی — یہ کیا پنواڑا ما بیٹھی ہے تو؟ میری شادی فخری صاحب سے ہو گی اور بہت جلد ہو گی۔ یہ تم نے کیسے جانا میں فخری سے محبت نہیں کرتی؟ — کرتی ہوں!"

"لیکن اماں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے، نہ جانے کیوں؟"

"کیا کہتی ہیں وہ؟"

"وہ کہتی ہیں میں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے ہیں، لڑکی کو یہ رشتہ ہرگز منظور نہیں ہے، وہ صرف ہم لوگوں کے لئے اپنے تئیں قربان کر رہی ہے"

"تم انہیں سمجھا دو ناہید، ان کی یہ غلط فہمی رفع کر دو!"

"ان کی غلط فہمی تو رفع کر دوں گی، لیکن اپنی غلط فہمی کس طرح رفع کر دوں:"

فاخرہ ذرا کے ذرا مسکرائی اس نے کہا،

"باز نہیں آؤ گی اپنی شرارتوں سے — شاباش ہماری ناہید تو بڑی اچھی لڑکی ہے — ہے نا؟"

وہ انکار میں گردن ہلاتی ہوئی بولی،

بالکل نہیں — بہت خراب!"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اختر دوڑا دوڑا آیا، اس نے بتایا۔

"آپا وہ آئی ہیں — وہ —"

ناہید نے چڑتے ہوئے پوچھا،

کون آئی ہیں وہ — !- تیری ساس؟"

وہ نہایت سنجیدگی سے فاخرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"میری نہیں — ان کی — !"

ناہید کو بے ساختہ ہنسی آگئی، فاخرہ نے اُسے پکڑ کر ہلکے سے ایک طمانچہ لگایا اُس کے گال پر اور کہنے لگی۔

"کیوں شیطان کہیں کا؟ — تو کیا جانے ساس کیا ہوتی ہے؟"
اختر نے اس کی گود میں اطمینان سے بیٹھ کر ناہید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"انہوں نے بتایا!"

وہ اٹھتی ہوئی بولی

"میں تمہیں بہت کچھ بتاؤں گی، ذرا سر میں تیل کی مالش کر لو اچھی طرح سے کیونکہ میں بے بھاؤ کی سر ہی پر لگاتی ہوں۔"

پھر وہ فاخرہ سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی۔

"تم تو دلہن بن کر یہیں بیٹھی رہو گی، امی بے چاری ہل نہیں سکتیں اپنی جگہ سے مہمان داری مجھی کو کرنی پڑے گی۔

فاخرہ نے سنجیدگی سے کہا،

جاؤ — لیکن دیکھو اس کا خیال رکھنا امی اپنی جھونک میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو معاملہ بگاڑ دے، اگر ایسا ہوا تو مجھے بہت صدمہ ہوگا، ورنہ میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گی!"

ناہید کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ سوچنے لگی،

کیا یہ الفاظ فاخرہ کے ہو سکتے ہیں؟

کیا اپنے بارے میں وہ اتنی بے باکانہ باتیں کر سکتی ہے؟

کیا ہو گیا ہے اسے؟

کیا راز ہے اس اصرار میں؟

کیا واقعی اسے فخری سے محبت ہے؟ کیا سچ مچ یہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے!

دل نہیں مانتا، لیکن اپنے کانوں کو کس طرح جھٹلا دوں؟

یا اللہ کیا ہونے والا ہے، تو ہی ہم بیکسوں کا نگہبان ہے،

(۲)

اس سے قبل بھی یہ بڑی بی جن کا نام فہمیدہ بیگم تھا دو مرتبہ تشریف لا چکی تھیں، دونوں مرتبہ پہلے بھی اور آج بہت زیادہ اس نے محسوس کیا گویہ اپنے بیٹے کا پیام دینے اور فاخرہ کو اپنی بہو بنانے کی آرزو لے کر تشریف لائی ہیں لیکن ان کے چشم و آبرو سے حقارت ٹپکتی رہتی ہے، جیسے بہت مجبور ہو کر تشریف لائی ہوں، جیسے اس گھر میں آکر وہ محسوس کرنے لگتی ہوں کہ بہت اونچی سطح سے بہت نیچی سطح پر اُتر آئی ہیں۔

اور آج فہمیدہ بیگم تنہا تشریف نہیں لائی تھیں ان کے ساتھ ان کی دختر بلند اختر شمی بھی تشریف فرما تھیں،

فہمیدہ بیگم صاحبہ معمولی لباس میں ملبوس تھیں، دونوں ہاتھ سونے سے پیلے ہو رہے تھے، شمی تو سرتاپا ریشم و کمخواب پہنی ہوئی تھی، ماں کے پہلو سے الگ بیٹھی تھی اور بہت زیادہ حقارت اور بیزاری کے ساتھ اس غریب خانے کے درو دیوار پر نظر ڈال رہی تھیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اڑنے کے لئے پر تول رہی ہیں،

ناہید نے فہمیدہ بیگم کو جھک کر سلام کیا انہوں نے جواب میں گردن

ہم سب پر اور خاص طور پر میری آپا پر رحم کر،
اگر یہ شادی ان کے حق میں مفید ہو، تو ضرور اور بہت جلد انجام پا جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو ہرگز اور کسی قیمت پر نہ ہو۔
میں اپنی آپا کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں، ایسا نہ ہو وہ غم کے اتھاہ سمندر میں ڈبکیاں کھانے لگیں اور میں بے بسی کے ساتھ کنارے کھڑی انہیں دیکھتی رہوں۔
اگر ایسا ہوا تو میری زندگی بھی غارت ہو جائے گی، میں بھی تباہ ہو جاؤں گی ـــ!
یہی سوچتی ہوئی وہ اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھی جہاں فخری کی ساس رونق افروز تھیں!

ہلائی پھر آہستہ سے کہ کہیں کوئی سن نہ لے فرمایا۔

"جیتی رہو، خوش رہو،۔۔۔

ناہید نے اشتیاق کے ساتھ شمی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"یہ۔۔۔

وہ بولیں" ہاں، یہ میری بیٹی ہے شمی؟"

ناہید جاکر شمی کے پاس بیٹھ گئی، لیکن شمی نے اس طرح دامن سمیٹا، جیسے اس کے کپڑے میلے ہو جائیں گے!

ناہید کو یہ طرز برا تو لگا، لیکن مہمان تھے، کہتی کیا، اور کرتی کیا؟ اور مہمان بھی کوئی معمولی نہیں لڑکی کے سسرال والے، جن سے دبنا ہی پڑتا ہے۔۔۔ دیں وہ جس قدر ذلت ہم ہنسی میں ٹالیں گے۔

وہ شمی کے پاس بیٹھی تھی اور سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا کہے آغازِ سخن اس بے زبان لڑکی سے کس طرح کرے؟ کہ یہ مشکل ان کی ممی نے رفع کر دی انہوں نے بستر پر لیٹے لیٹے کمزور اور نحیف آواز میں کہا۔

"بیٹی شربت تو بنا لاؤ جلدی سے!"

فہمیدہ اور شمی نے بیک آواز انکار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں اس تکلیف کی ضرورت نہیں!"

طرزِ انکار سے یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے ایک متقی آدمی شراب پینے سے انکار کرتا ہے۔

لیکن ناہید نے اس انکار کو تکلف پر محمول کیا اور اسے کرنا بھی یہی تھا وہ جلدی سے اٹھی اور دو گلاسوں میں شربت روح افزا بنا لائی،

ماتھے پر شکن ڈال کر فہمیدہ بیگم نے کہا،

"اسے ہے بیٹی کیا ضرورت تھی اس تکلف کی؟"

پھر گلاس لے کر گھونٹ گھونٹ کر کے پینے لگیں، شمی نے ناگواری کے ساتھ

گلاس سے بہ مشکل دو گھونٹ پئے ہوں گے کہ اسٹول پر رکھ کر پرے ہٹا دیا،
ناہید نے کہا "ارے یہ کیا؟"
وہ ہنستی ہوئی بولی،
"نا، بس۔"
ناہید نے مزید خاطر داری کرتے ہوئے کہا،
"اچھا چائے بنا لاؤں یا کافی؟"
وہ اسی طرح اکتائے ہوئے لہجے میں بولی،
"نا، بس، کچھ نہیں۔!
ناہید خاموش ہو گئی۔"
فہمیدہ بیگم نے فاخرہ کی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔
"بہن ہم اس لئے آئے ہیں کہ اب تاریخ مقرر ہو جانی چاہیئے!"
وہ کمزور اور نحیف آواز میں بولیں،
"فاخرہ آپ کی ہو چکی۔ لیکن مجھے ذرا اچھا تو ہو لینے دیجئے!"
فہمیدہ بیگم نے انہیں اس طرح گھور کر دیکھا گویا زبانِ خاموش سے کہہ رہی تھیں،
"اچھی ہو چکیں تم!"
پھر زبان حال سے ارشاد فرمایا،
"وہ تو ٹھیک ہے بہن لیکن بات یہ ہے کہ فخری بہت ضد کر رہا ہے، بڑا ضدی لڑکا ہے، ہم سے اپنی بات منوا کر ہی رہتا ہے، دوسرے یہ کہ اب ماشاءاللہ اس نے بی اے کر لیا ہے بالسٹری (بیرسٹری) کرنے وہ لندن جانا چاہتا ہے۔ بہت جلد، ممکن ہے اپنے ساتھ وہ اپنی بیوی کو بھی لے جائے لیکن نہ لے جائے تو بھی مناسب یہ ہے کہ جانے سے پہلے اس کے گلے میں پھندا پڑ چکا ہو!"

یہ ایسی بات تھی کہ بے چاری لاجواب ہوگئیں، کوئی مزاحمت نہ کر سکیں کہنے لگیں۔

اگر یہ بات ہے تو پھر جیسے رائے ہو!"

فہمیدہ بیگم نے کہا،

" لڑکی بھی ماشاءاللہ بی اے کر چکی ہے اب گھر بیٹھ کر کیا کرے گی؟"

وہ بولی،"ہاں بہن ٹھیک ہی ہے!"

یہ کہتے کہتے انہیں کھانسی کا دورہ پڑا، فہمیدہ اور شمی، ذرا دور ہٹ کر بیٹھ گئیں، شاید انہیں ڈر لگ رہا تھا بیماری کے جراثیم اتنا قریب پا کر حملہ نہ کر بیٹھیں،

جب کھانسی کا دورہ کم ہوا تو فہمیدہ بیگم نے کہا۔

فخری کا ارادہ اگلے مہینے کی پانچ تاریخ کو لندن جانے کا ہے، پاسپورٹ وغیرہ سب بن چکا ہے، میرے خیال میں اس مہینے کی ۲۵ تاریخ کو شادی ہو جانی چاہیئے!۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

وہ بولیں،"ٹھیک ہے، ۲۵ تاریخ کو نکاح ہو جائے گا، رخصتی فخری کے لندن سے آنے کے بعد ہو گی!"

فہمیدہ نے یہ تجویز منظور نہیں کی، کہنے لگیں،

نہیں بہن یہ نہیں ہو سکتا، اوّل تو ہمارے ہاں نکاح اور رخصتی کا الگ الگ دستور اور رواج نہیں ہے، دوسرے میں نے ابھی بتایا نا کہ ممکن ہے فخری دلہن کو بھی اپنے ساتھ لے جائے!"

وہ بیچاری تو ہر طرح ہتھیار ڈال چکی تھیں، ذرا بھی مزاحمت نہیں کی کہنے لگیں،

" اچھا۔

پھر کچھ خیال آیا، اور فہمیدہ بیگم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اتنی جلدی سارے انتظامات میں کس طرح مکمل کر سکوں گی!"

فہمیدہ بیگم نے اس بیمار بیزار عورت پر ایسی نگاہ ڈالی، جو پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔

"تمہارے پلے ہے کیا جو انتظامات کرو گی! کبھی سکتی ہو کچھ؟"

پھر جواب میں گویا ہوئیں،

"بہن ہمیں لڑکی چاہیئے، نہ جہیز کی ہوس ہے نہ دھوم دھام کی اللہ کا دیا ہمارے پاس سب کچھ ہے، اب لڑکی ہماری ہے، اپنی طرف اور تمہاری طرف سے ہم ہی دے لیں گے سب کچھ، تم تو بس دو بول پڑھوانے کی اجازت دے دو!"

---

(۳)

اس بے نیازی اور عالی حوصلگی میں کتنا پندار تھا، کتنی نخوت تھی، کتنی خود نمائی تھی اسے ناہید کی ممی نے محسوس کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن ناہید نے اچھی طرح محسوس کر لیا، وہ فاخرہ سے چھوٹی تھی، ان مباحث میں اسے بولنے کا کوئی حق نہیں تھا لیکن بہن کی محبّت سے مجبور ہو کر بولی۔

"یہ آپ کی محبّت اور شفقت ہے، خوشی کی بات ہے کہ آپا کو آپ جیسی محبت کرنے والی ساس مل رہی ہے، لیکن معاف کیجئے گا، کچھ ہمارا بھی تو فرض ہے وہ ہم پر کچھ بھاری تو نہیں ہیں کہ ہم بغیر کسی انتظام و انصرام کے بغیر کسی تیاری کے ہم انہیں رخصت کر دیں، ۲۵ تاریخ کو نکاح ہو جانے دیجئے رخصتی بعد میں ہوتی رہے گی، ایسا ہی اصرار ہے تو بھائی صاحب (فخری)، کچھ دنوں کے لئے اپنا لندن جانا کیوں نہیں ملتوی کر لیتے!"

شمّی نے کڑے تیوروں سے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا اپنا مستقبل برباد کر دیں، جائیں گے تو اپنے پروگرام ہی کے مطابق، جا ہے۔

شاید اس کے آگے وہ کہنا چاہتی تھی، چاہے شادی ہو یا نہ ہو، لیکن

فخری کے ڈر یا لحاظ سے یہ الفاظ زبان تک لانے کی جرأت نہ کر سکی، لیکن اس کا مفہوم زیادہ خوش اسلوبی کے ساتھ فہمیدہ بیگم نے ادا کر دیا، کہنے لگیں،

ہاں ہاں وہ اپنے پروگرام کے مطابق لندن جائے گا اور ہمارے پروگرام کے مطابق فاخرہ دلہن بن کر ہمارے ہاں آئے گی"!

پھر وہ فاخرہ کی ماں سے مخاطب ہو کر بولیں،

یہ رسمی باتیں ہیں بہن ان کی پرواہ نہ کیجئے!"

پرواہ کرنے کے بعد بھی وہ کیا کر سکتی تھیں، چپ رہیں، ناہید کو انہوں نے ایسی نگاہ سے دیکھا کہ وہ بھی کچھ نہ کر سکی، یہ اعلان کر کے فہمیدہ بیگم اٹھیں اور کہنے لگیں۔

اچھا بہن اب اجازت دو!"

اور پھر اجازت ملے بغیر وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگیں، ناہید دروازے تک پہنچانے آئی۔ موٹر دروازے سے لگی کھڑی تھی، پہلے آہ کر کے فہمیدہ بیگم بیٹھیں، پھر شمی جلدی سے اندر داخل ہو گئی، دونوں میں سے کسی نے ناہید کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ سلام کرتی!"

کار فراٹے بھرتی روانہ ہو گئی اور وہ ایک آہ سرد کے ساتھ غریب خانے میں واپس آ گئی اور آتے ہی ماں سے الجھ پڑی۔

امی کیا واقعی آپ آپا کو یوں ہی ننگا بچا رخصت کر دیں گی؟ نہ ان کے پاس کوئی زیور ہے، نہ ملبوسات ہیں، کیا یہی دو تین سادے جوڑے لیکر وہ اس گھر کو الوداع کہیں گی۔؟"

یہ کہتے کہتے اس کا گریہ گلو گیر ہو گیا،

امی نے بھی اسی طرح ڈندی ہوئی آواز میں کہا۔

"بیٹی ہمیں سال بھر کی مہلت مل جائے تو بھی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ نہ زمین

خزانہ اُگل سکتی ہے نہ آسمان سے اشرفیوں کی بارش ہو سکتی ہے، پھر لوگ جانتے ہیں ہم غریب ہیں، نادار ہیں، یہ جانتے ہوئے انہوں نے پیام دیا ہے یہ جانتے ہوئے وہ فاخرہ کو بہو بنا کر لے جانا چاہتے ہیں۔

اور پھر انہیں کھانسی کا دورہ پڑ گیا،

---

(۴)

فہمیدہ اور شمی کو رخصت کرنے کے بعد ناہید اپنے کمرے میں آئی جہاں فاخرہ سلطانہ سے بیٹھی کھیل رہی تھی، سلطانہ سے مشغولیت برقرار رکھتے ہوئے فاخرہ نے ناہید سے پوچھا۔

"کہو، ہیں یا گئیں؟"

وہ افسردگی کے ساتھ بولی

"گئیں، ـ"

"کیا ان کے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟"

ہاں ان کی صاحبزادی بلند مرتبت شمی!"

"اوہ، اچھا۔ کیسا پایا تم نے شمی کو؟"

"جیسی ماں ویسی بیٹی!"

"اور ماں کو کیسا پایا؟"

"نیک ہیں، لیکن آپا۔

فاخرہ نے آنکھ اٹھا کر ناہید کو دیکھا، اس کا اضطراب اس کے

رنگِ رُخ سے عیاں تھا، فاخرہ نے پوچھا،

"کیا بات ہے ناہید؟"

وہ اس دل شکستہ انداز میں بولی،

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ بیل کیسے منڈھے چڑھے گی؟"

"کیوں، اتنی فکرمند کیوں ہو!"

"ان کے طور طریقوں سے ـــ (بھرائے ہوئے لہجے میں) میں تو ایسا سمجھتی ہوں وہ لوگ ہمیں حقیر اور اپنی سطح سے کہیں زیادہ پست سمجھتے ہیں!"

"ہو سکتا ہے،"

"لیکن ان کم ظرفوں کے ساتھ تمہارا کیسے گزارا ہوگا؟"

"گزارا تو مجھے فخری کے ساتھ کرنا ہے!"

ناہید نے وہ ساری گفتگو جو اس کی امی اور فہمیدہ بیگم میں ہوئی تھی دہرادی اور جو تاثرات قائم ہوئے تھے ان ماں بیٹی کے طور طریقوں کے بارے میں وہ بھی پوری صفائی سے بیان کر دیئے، فاخرہ خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتی رہی، پھر کہنے لگی،

"ناہید تم ضرورت سے زیادہ حساس ہو، خدا کا شکر ہے میری جگہ تم نہیں ہوئیں ورنہ نہ جانے اب تک اپنا کیا حال بنا ڈالا ہوتا!"

پھر وہ واعظانہ انداز میں اسے سمجھاتی ہوئی بولی۔

دیکھو میری بہن، دنیا ہے یہاں ہر طرح کے لوگ ہیں جب تک ہم اس دنیا میں ہیں ان کے ساتھ ہمیں رہنا ہے۔ گزارا کرنا ہے، ہر شخص وہ نہیں ہو سکتا جو ہم ہیں، ہم بھی وہ نہیں ہو سکتے جو ہر شخص ہے سب میں انفرادیت ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے، ضرورت اس کی ہے کہ ہم مل جل کر رہنا سیکھ لیں، یہ فہمیدہ بیگم جو میری ساس بننے والی ہیں کتنی ہی تک چڑھی ہوں میں انہیں ہموار کر لوں گی۔ یہی میرا ہنر ہے، یہ شمی کتنی ہی بر خود غلط اور سراپا نخوت اور رعونت

کیوں نہ ہو، لیکن وہ میرے قبضے میں آجائے گی۔ اسے آنا پڑے گا۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، میں پانی ہوں وہ آگ ہیں، میں انہیں بجھا دوں گی اور پھر سب سے زیادہ سوچنے والی بات یہ ہے کہ مجھے زندگی فخری کے ساتھ بسر کرنی ہے، اور وہ بہر حال میرا خریدار اور نازبردار ہے، وہ نہ صرف یہ کہ میری توہین نہیں کرے گا بلکہ برداشت بھی نہیں کرے گا۔ میں اس کے بارے میں سوچوں یا ان لوگوں کے بارے میں جنہیں خواہ مخواہ تم نے ہوّا بنا دیا ہے اور ہوّا ہوں تو کیا پرواہ ہے آدمی ہیں وہ سلیقہ ہونا چاہیئے کہ وہ ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ خوبی اور خوش اسلوبی سے زندگی کے معاملات روبراہ کر سکے، اور تم اپنی بہن کے بارے میں یقین رکھو کہ وہ انشاءاللہ ایسی ہی ثابت ہو گی۔

---

(۵)

فاخرہ کہتی رہی اور ناہید سنتی رہی، پھر ناہید نے بڑی حسرت سے کہا،

" تو آپا ۲۵ تاریخ کو یہ گھر چھوڑ دو گی ؟"

ان الفاظ میں کس بلا کا درد تھا، کتنی حسرت تھی، ایسا معلوم ہوا جیسے فاخرہ کا کلیجہ باہر نکلا آرہا ہے، ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل پر کسی نے گھونسہ مار دیا۔ ان دونوں بہنوں میں بہت زیادہ محبّت تھی عمر میں بھی دو سال سے زیادہ فرق نہیں تھا، دونوں نے ایک دوسرے کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا، ناہید کے منہ سے یہ حسرت بھرے الفاظ سُن کر فاخرہ کا جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، وہ پھوٹ پھوٹ کر نہ رو سکی لیکن آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہو گئی، اس نے ناہید کا سر بڑے پیار سے اپنے کندھے پر رکھ لیا، اس کی پیٹھ تھپکتی ہوئی کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

تم اتنی ہراساں کیوں ہو ناہید؟ میں ۲۵ تاریخ کے بعد بھی زندہ رہونگی اور جب تک زندہ ہوں میرے اور تمہارے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں کی جا سکتی، میں یہاں آؤں گی اور جب تک جی چاہے گا رہوں گی، تم وہاں آؤ گی اور میں جب تک چاہوں گی تمہیں رکھوں گی، صرف تمہی کو نہیں سلطانہ کو

بھی، اشفاق کو بھی، اختر کو بھی!"

"اور اگر وہ تمہیں لندن لے گئے!"

ناظرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ وہ ابھی لندن جا رہے ہیں، نہ مجھے لے جائیں گے اور اگر گئے بھی تو کوئی زبردستی ہے، میں نہیں جاؤں گی!"

ان باتوں سے ناہید کی کچھ ڈھارس ہوئی، وہ کہنے لگی،

"ہاں اگر وہ کہیں تو بھی تم لندن جانے سے انکار کر دینا، ذرا سوچو تو سہی، بغیر تمہارے امی کا کیا حال ہوگا، وہ بے چاری تو بے موت مر جائیں گی تمہیں دیکھ دیکھ کر تو وہ جیتی ہیں۔ سلطانہ کا کیا حال ہوگا، ذرا تمہیں آنے میں دیر ہوتی ہے اور وہ جا کر دروازے پر چٹان کی طرح جم جاتی ہے، اختر کتنا کھلنڈرا ہے۔ لیکن تمہارے بغیر اُسے چین نہیں، یہی حال اشفاق کا ہے۔

ناظرہ نے کہا "سب کا حال کہہ گئیں، اپنے آپ کو چھوڑ گئیں، تم بھی زندہ رہ سکتی ہو بغیر میرے!"

پھر اس نے ناہید کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ سب باتیں میں جانتی ہوں، اسی لئے کبھی اور کسی قیمت پر بھی اس شہر سے باہر نہیں جا سکتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امی اتنی سخت بیمار ہیں انہیں کوئی صدمہ نہیں پہنچنا چاہیئے۔"

پھر کچھ سوچتی ہوئی بولی،

"لیکن ناہید امی نے اتنی جلدی تاریخ مقرر کر دی اچھا نہیں کیا میں تو ہمیشہ فخری سے بھی کہتی رہی تھی کہ جب تک امی اچھی نہیں ہو جاتیں اس وقت تک شادی کا صرف تصوّر کیا جا سکتا ہے وہ عمل میں نہیں آ سکتی۔"

ناہید نے کہا "لیکن آپا فہمیدہ بیگم اور ان سے بڑھ کر شمی تو آج اتنے فیصلہ کن موڈ میں تھیں کہ اگر شاید التوا پر اصرار کیا جاتا تو وہ رشتہ ہی منسوخ کر دیتیں۔"

(۶)

فاخرہ یہ سُن کر چونک پڑی،

" اچھا ـــ

ناہید نے کہا،

ہاں آپا ـــ

اور پھر اس نے شمّی اور فہمیدہ بیگم کی گفتگو دہرادی،

اتنی دیر میں فاخرہ اپنی اس کیفیت پر جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، بڑی حد تک غالب آچکی تھی، اس نے کہا۔

" خیر اللہ کی اس میں بھی کوئی مرضی ہو گی! ـــ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ ـ!

ناہید نے گویا اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن ایک بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی!"

" وہ کیا ناہید؟"

" فہمیدہ اور شمّی ہم لوگوں کو اتنا حقیر بھی سمجھتی ہیں اور شادی کے لئے اتنی بضد بھی ہیں، یہ کیا ماجرا ہے؟"

فاخرہ نے کہا، " بات بالکل صاف ہے، تعجب ہے تمہاری سمجھ نہیں

آئی!"

وہ بولی، "اسی لئے تو پوچھ رہی ہوں!"

فاخرہ نے اُسے بتایا۔

"ظاہر ہے یہ لوگ خوشی سے تو مجھے اپنی بہو بنانے پر رضامند نہیں ہیں، ظاہر ہے یہ امیر کبیر، ہم غریب اور حقیر، ہمارا ان کا جوڑ کیا، ان کی آرزو اور تمنّا یہی تھی کہ کسی امیر زادی کو بیاہ کر لائیں تاکہ خاندان کی دولت و ثروت میں اور اضافہ ہو، مجھ سے انہیں کیا ملے گا۔!"

"ہاں یہی تو میری سمجھ میں نہیں آتا!"

"لیکن فخری کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پڑے، اکلوتا لڑکا ہے، آزاد اور خود مختار ہے اس سے بنا کر رکھنے میں جو فائدہ ہے وہ بگاڑنے میں نہیں؟"

"لیکن تم سے کہیں یہ ماں بیٹی مل کر کسر نہ نکالیں،"

فاخرہ ہنسنے لگی، اس نے کہا،

"پاگل کہیں کی — مجھ سے کیا کسر نکالیں گی، میں نے ان کی کونسی گدھی چرائی ہے؟"

وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی،

"گدھی نہیں، گدھا تو چرایا ہے!"

فاخرہ کو ہنسی آگئی، اس نے کہا۔

"ہاں بہن یہ بات تو ہے، چرایا ہے، ڈاکہ ڈالا ہے اس پر!"

کچھ بھی ہو، مجھے ان لوگوں کے طور اچھے نظر نہیں آتے!"

"مجھے بھی نظر نہیں آتے لیکن مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ میں پروا نہیں کرتی اور تم خواہ مخواہ اس فکر میں گھلی جا رہی ہو۔

"مجھے تو رہ رہ کر تمہارا خیال آتا ہے؟"

وہ تو میں جانتی ہوں، لیکن تم نے مجھے مٹی کا مادھو کیوں سمجھ لیا ہے؟ میں اپنی

حفاظت کرنا جانتی ہوں، میں جانتی ہوں اگر مجھ پر حملہ کیا جائے تو کس طرح اس کا دفاع کرنا چاہیئے!"

دفعتاً ناہید کے منہ سے خوشی کا ایک ترانہ نکلا۔

"آہا، رخشی آپا، رخشی آپا!"

فاخرہ نے منہ موڑ کر دیکھا تو رخشی پاس کھڑی مسکرا رہی تھی، فاخرہ نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے پوچھا،

"یہ اس وقت بے سان گمان کہاں سے ٹپک پڑیں تم؟"

وہ کہنے لگی،" ناگوار ہوا ہو تو واپس چلی جاؤں!"

فاخرہ نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا۔

"جا سکتی ہو تو جاؤ!"

(۷)

رخشی نے اطمینان سے پاس بیٹھتے ہوئے کہا،
بہت گھل مل کر باتیں ہو رہی تھیں دونوں بہنوں میں!"
ناہید نے کہا، آپ ہی کی تو کسر تھی، اچھا ہوا آپ آگئیں، کئی اہم مراحل ہیں جو زیرِ غور ہیں!"
رخشی نے مذاق اُڑانے کے انداز میں کہا،
"اوہ، — مراحل؟ — ذرا ہم بھی تو سنیں!"
ناہید نے کہا،" پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ مہینے کی ۲۵ تاریخ کو آپا اس گھر سے الوداع ہو رہی ہیں!"
رخشی اچھل پڑی،" واقعی؟ — کیوں ناظرہ!"
ناظرہ نے بے پروائی سے جواب دیا۔
"ہاں"
رخشی نے شکایت آمیز لہجہ میں کہا۔
"یوں چپ چپاتے اور ہمیں خبر بھی نہیں!"
وہ بولی،" ایک دن اسی طرح میں دنیا سے بھی رخصت ہو جاؤں گی، اور

تمہیں خبر نہ ہو گی!"

رخشی نے ڈانٹا، "خبردار، خاموش!"

وہ خاموش ہو گئی۔ اتنے میں سلطانہ دوڑی دوڑی آئی اور ناخرہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اٹھاتی ہوئی بولی۔

"چلئے امی نے بلایا ہے آپ کو!"

اُس نے کہا "اچھا اچھا چلتی ہوں!"

وہ ضد کرنے لگی "نہیں ابھی چلئے، ورنہ وہ مجھ سے خفا ہوں گی کہ سے کر کیوں نہ آئی!"

ناخرہ اٹھ کھڑی ہوئی "اللہ ری لڑکی، کیسی قینچی کی طرح زبان چلتی ہے چل اور اگر نہ بلایا ہوا امی نے تو دونوں کانوں کے بیچ میں تیرا سر کر دوں گی، سمجھی؟"

وہ اقرار میں گردن ہلاتی ہوئی بولی،

"ہاں سمجھ گئی!"

ناخرہ نے جاتے جاتے رخشی سے کہا۔

"میں ابھی آتی ہوں، کہیں کھسک نہ جانا میرے پیچھے!"

وہ بولی "لیکن جلدی آنا، مجھے بہت کام ہیں گھر میں، زیادہ انتظار نہ کر سکوں گی!"

وہ جاتے جاتے بولی۔

"اطمینان رکھو، ابھی آتی ہوں؟"

پھر کچھ رک کر ٹھٹکتی ہوئی بولی،

"ہم تو تمہارے ہاں دن دن بھر رہیں اور تم کبھی بھولے بسرے آ جاؤ، تو آتے ہی جانے کے لئے دوپٹہ سنبھالنے لگو، دیر سے آؤں گی اور اگر تم چلی گئیں تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا!"

اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا،

" اچھا بھائی نہیں جاؤں گی۔ جب تک تم آ نہیں جاتیں، تصویرِ انتظار بنی بیٹھی رہوں گی، لیکن جاؤ تو کسی طرح، آنے کا سوال تو اس کے بعد ہی پیدا ہوگا!"

جاتے جاتے ناظرہ نے کہا۔

" بزدل — ڈر گئی ایک ہی ڈانٹ میں!"

پھر اس نے سلطانہ کی انگلی پکڑی اور اس کے ساتھ ماں کے کمرے میں چلی، جنہوں نے نہ جانے کیوں اس وقت بلایا تھا!"

ناہید نے ناظرہ کے جانے کے بعد کہا،

آپ بیٹھئے میں چائے لے کر ابھی آئی بس دو منٹ میں!"

رخشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا۔

" مجھے چائے ولائے نہیں چاہیئے، چپ چاپ بیٹھ جاؤ سیدھی طرح!"

---

(۸)

سلطانہ فاخرہ کا ہاتھ پکڑے گویا اُسے کھینچتی ہوئی امی کے کمرے میں پہنچی اور فاتحانہ انداز میں کہنے لگی۔

"بڑی مشکل سے لائی ہوں، آ نہیں رہی تھیں۔!"

وہ بولی، "ہاں اور کیا تو تو مجھے گھسیٹتی لائی ہے ورنہ میں تو مچل گئی تھی!"

امی نے سلطانہ سے کہا:

"جاؤ کھیلو، مجھے ذرا باتیں کرنے دو!"

وہ آکر فاخرہ کی گود میں بیٹھ گئی اور کہنے لگی،

"میں بالکل چپ بیٹھوں گی امیّ!"

امیّ اپنے فیصلے کا پھر اعادہ کرنے والی تھیں کہ فاخرہ نے کہا۔

"بیٹھا رہنے دیجئے، وہ کیا بگاڑے گی!"

گویا اس فیصلے کو امی نے مان لیا، سلطانہ تن کر فاخرہ کی گود میں بیٹھ گئی، آج اس نے دو شکستیں دی تھیں، ایک فاخرہ کو دوسری امیّ کو سلطانہ کے بالوں سے کھیلتے ہوئے فاخرہ نے ماں سے دریافت کیا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا؟"

وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولیں،
ہاں بیٹی بلایا تھا!"
پھر انہوں نے ایک حسرت بھری نظر بیٹی پر ڈالی اور کہا۔
"ایک ماں کی سب سے بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ اپنی لڑکی کو بیاہ دے، اس کے ہاتھ پیلے کر دے، میری یہ آرزو پوری ہو رہی ہے، لیکن بیٹی میں خوش نہیں ہوں!"
فاخرہ نے ماں کی طرف دیکھا، وہ نقاہت اور کمزوری کی تصویر بنی بستر علالت پر دراز تھیں، آنسو بہہ بہہ کر رخساروں پر ڈھلک رہے تھے!
اس بوڑھی عورت کو، اس بدقسمت عورت کو اس عورت کو جس نے اس طرح اپنی بچیوں اور بچوں کو پالا تھا جس طرح مرغی تمام آفتوں اور خطروں کو اپنے اوپر لیتی ہوئی انہیں اپنے پروں میں چھپا لیتی ہے، وہ کتنا چاہتی تھی، وہ کتنا زیادہ چاہتی تھی، اسے خوش رکھنے کے لئے اسے ہر غم، ہر فکر اور ہر پریشانی سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نے اپنی قربانی دینی گوارا کر لی تھی۔
پھر بھی یہ خوش نہیں تھی!
پھر بھی اس کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک رہے تھے!"
اس نے آہستہ سے سلطانہ کو گود سے اتارا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔
"ذرا باہر جا کر کھیلو، تم تو کہنا مان لیتی ہو!"
یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اس نے کوئی حجت نہیں کی، چپ چاپ باہر چلی گئی فاخرہ اُٹھ کر ماں کے پاس آ گئی، زمین پر بیٹھتے ہوئے اس کی پٹی سے لگ کر اس نے کہا،
"امی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ — آخر کس طرح میں آپ کو خوش دیکھ سکتی ہوں! امی یقین کیجئے، آپ کو خوش دیکھنے کے لئے میں اپنی جان

کی بازی بھی لگا سکتی ہوں۔
کمزور آواز میں امی نے کہا۔
"ہاں بیٹی تو سچ کہتی ہے۔ میں جانتی ہوں تُو نے جان کی بازی لگا دی ہے۔
مجھے خوش رکھنے کے لیئے، لیکن میری بدقسمتی دیکھ میں پھر بھی خوش نہیں ہوں۔

فاخرہ نے ماں کے کمزور ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا
"تو پھر بتایئے، آپ کس طرح خوش ہو سکتی ہیں کہ میں آپ کو خوش رکھ سکوں!"
امی نے کہا، ان باتوں کو چھوڑ بیٹی، تیرے دل میں بھی چور ہے، میرے دل میں بھی، اور ہم دونوں کا دل اتنا کمزور ہے کہ اس چور کو پکڑ نہیں سکتے، جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہی ہے، اس میں بھی خدا کی مصلحت ہو گی، میں نے تو یہی سوچ کر خاموشی اختیار کر لی ہے، تو جواب نہ دے انکار نہ کر، مجھے بہلانے کی کوشش نہ کر میں جانتی ہوں، تو نے اپنی بوڑھی ماں کے لیئے بہنوں کے لیئے بھائیوں کے لیئے خود کو قربانی کا بکرا بنایا ہے اللہ تجھے اجر دے گا!"
فاخرہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔
امی کا سانس یہ باتیں کرنے میں پھول گیا تھا، ذرا دیر سستا کر انہوں نے کہا،۔
"چراغ کا تیل ختم ہو چکا ہے، بتی بجھنا چاہتی ہے، ہوا کا ایک معمولی سا جھونکا بھی اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو گل کر سکتا ہے"۔
وہ پھر رک گئیں اور سستانے کے بعد کہنے لگیں،
مجھے غم اس کا ہے کہ اس مہینے کی ۲۵ تاریخ کو تیری شادی ہو رہی ہے اور ہم کچھ نہیں کر سکتے!"
فاخرہ نے فریاد کناں لہجے میں کہا
"امی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ اب آپ کو کرنا ہی کیا ہے جو نہیں کر سکتیں، ہم سب کو پالا پوسا، کھلایا پہنایا، پڑھایا لکھایا، اتنا بڑا کر دیا، اب آپ کو کچھ

کرنا بھی نہیں چاہیئے، اب تو آپ کے آرام کا وقت ہے، یہ ہمارا فرض ہے کہ جتنا زیادہ ہو سکے آپ کو آرام پہنچا سکیں!،،

فاخرہ کی اس بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے وہ کہنے لگیں۔

"تو اس گھر سے اس حالت میں رخصت ہو گی، نہ تیرے پاس زیور ہوگا نہ تیرے پاس شاہانہ جوڑے ہوں گے، دو چار بھی نہیں، نہ فرنیچر ہوگا، نہ برتن ہوں گے، کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔!"

فاخرہ نے اپنے گریہ بے اختیار کو ضبط کرتے ہوئے کہا،

ہاں یہ کچھ نہیں ہوگا لیکن ایک چیز ہوگی، ان تمام چیزوں سے کہیں زیادہ قیمتی، کہیں زیادہ قابلِ فخر اور بہت زیادہ گراں مایہ۔۔!

یہ عجیب سی بات سن کر امی پہلے تو حیرت بھری نظروں سے دیکھتیں رہیں، پھر اپنا اشتیاق ضبط نہ کر سکیں پوچھا۔

"کیا چیز ہے بیٹی!"

فاخرہ نے جواب دیا۔

"وہ چیز ہے آپ کی دُعا۔۔ ماں کی دُعا جو سیدھی عرش تک پہنچتی ہے اور مجھے فخر ہے کہ یہ نعمت مجھے حاصل ہے!"

امی کا ہاتھ اب تک فاخرہ کے ہاتھ میں تھا وہ ہاتھ اس کے کانوں تک پہنچا اس کمزور اور لرزتے ہوئے ہاتھ کے لمس نے فاخرہ کو ایک دوسری دنیا میں پہنچا دیا، اس پر اس وقت ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی، ایک نشہ تھا۔ اس نے ماں کے ہاتھ کو اپنے گال پر، اور اپنے ہاتھ کو ماں کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

امی اس طرح تو میں بڑی خوشی سے مر بھی سکتی ہوں، آپ کی یہ محبت

امی نے جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا۔

"خدا نہ کرے بیٹی یہ کیا بد فال نکال رہی ہے منہ سے، مریں تیرے دشمن"

وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"مطمئن رہیے کوئی نہیں مرے گا!"

امی نے کہا، "کیا میں بھی نہیں ؟"۔ لیکن شاید مجھے زندہ رہنا بھی نہیں چاہیئے!"

فاخرہ پر پھر افسردگی کی کیفیت طاری ہو گئی، اس نے کہا،

امی خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیجئے، آپ زندہ رہیں گی، آپ کو زندہ رہنا چاہیئے۔ اپنے لئے میرے لئے، ناہید کے لئے، سلطانہ کے لئے، اختر اور اشفاق کے لئے، کیا آپ ان سب کی جان لینا چاہتی ہیں۔!"

امی نے شفقت اور محبت سے بھرپور نظر فاخرہ پر ڈالی اور کہا،

"خدا نہ کرے ایسا کیوں ہونے لگا، میں نے راتوں کو جاگ جاگ کر تم سب کی درازی عمر و اقبال کی دعائیں مانگی ہیں، کیا وہ رائیگاں جائیں گی!"

فاخرہ نے کہا،

"پھر اس طرح کی باتیں بھی نہ کیجئے!"

امی نے کہا، "اچھا بیٹی نہیں کہتی، نہیں کہوں گی۔ لیکن میں نے اس لئے بلایا تھا۔ تجھے کہ اب ۲۵ تاریخ تو نہیں ٹل سکتی اور ہمارے پاس خدا کے نام کے سوا کچھ بھی نہیں، کیا تو ایک کام نہیں کر سکتی؟"

وہ آمادگی اور مستعدی کے ساتھ بولی،

"بتائیے، آپ جو کچھ کہیں گی، کروں گی!"

"تو جتنی جگہ ٹیوشن کرتی ہے نا بیٹی؟"

"جی ہاں — پھر؟"

"ان جگہوں سے دو دو سو روپیہ پیشگی، یا قرض کے طور پر لے آ، تیرے بعد ناہید جایا کرے گی ٹیوشن کرنے، ہر مہینے وہ فیس کی آدھی رقم کاٹ لیا کریں۔ اس طرح چند ماہ میں ادا ہو جائے گا!"

فاخرہ نے کہا، "امی اس طرح ہو تو سکتا ہے، اس لئے کہ تینوں گھرانے بڑے شریف ہیں اور وہاں کے لوگ مجھ سے بہت اچھی طرح پیش آتے ہیں، لیکن آخر اس کی ضرورت کیا ہے"

انہوں نے جواب دیا۔

بیٹی ضرورت کیسے نہیں ہے مانا کہ تمہیں جہیز نہ دے سکوں گی، زیور، کپڑے برتن، فرنیچر، کچھ نہ دے سکوں گی، پھر بھی کم سے کم دو جوڑے تو ہوں، زیادہ نہیں دس بارہ برتن تو ہوں، کچھ اور نہیں، مسہری اور کچھ کرسیاں، اور ایک میز تو ہو، بیٹی، میری بچّی یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ لوگ بارات لے کر آئیں اور میں کہہ دوں، یہ لڑکی بیٹھی ہے اسے لے جاؤ!"

بات فاخرہ کی سمجھ میں آگئی، اس نے کہا۔

"اچھا اگر آپ کہتی ہیں تو اس رقم کا بندوبست ہو جائے گا، مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ انکار نہیں کریں گے۔ لیکن امی یہ جو کچھ آپ نے بتایا ہے۔ اس سامان میں تو کچھ نہیں ڈیڑھ ہزار روپیہ تو ضرور لگ جائے گا، پھر چھ سو میں ڈیڑھ ہزار کا سامان کس طرح آئے گا؟"

انہوں نے اپنے سرہانے سے سونے کے دو زیور نکالے، پرانے ہو چکے تھے، لیکن اس کی مالیت کسی طرح ہزار بارہ سو سے کم کی نہیں تھی، کہنے لگیں،

"انہیں فروخت کر دوں گی، خدا نے چاہا تو ہزار روپے مل ہی جائیں گے"

فاخرہ نے حسرت بھری نظروں سے ان زیورات کی طرف دیکھا اور کہا۔

"امی انہیں نہ فروخت کیجئے، پھر کسی وقت کام آئیں گے، ابھی ناہید باقی ہے، سلطانہ ہے!"

امّی نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔ "ہر معاملے میں ضد نہ کیا کرو۔"

(۹)

فاخرہ کے جانے کے بعد رخشی اور ناہید میں باتیں شروع ہو گئیں اس نے پوچھا،

"یہ اتنی جلدی تاریخ کیسے مقرر ہو گئی؟"

ناہید نے معموم لہجے میں جواب دیا،

"آپا کیا کہوں؟ میری تو عقل حیران ہے، سمجھ میں نہیں آتا، یہ کیا ہو رہا ہے یا اس کا انجام کیا ہو گا؟ یہ بیڑا پار بھی لگ سکے گا یا نہیں!"

رخشی نے فکر مند لہجے میں سوال کیا،

آخر بات کیا ہے کچھ کہو بھی تو سہی ناہید!"

ناہید نے امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"آپا آپ سے کوئی پردہ تو ہے نہیں، میں تو سمجھتی ہوں، خدا نے مجھے دو بڑی بہنیں دی ہیں ایک فاخرہ آپا، ایک آپ، میں نے جتنے جتن ممکن تھے سب کر ڈالے مگر یہ گتھی میرے سلجھائے تو نہیں سلجھ سکتی، شاید آپ کچھ کر سکیں۔!"

اس کے بعد اس نے وہ ساری باتیں دوہرا دیں، جو آج پیش آئی تھیں

فہمیدہ اور شمی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار بھی کر دیا، امی کی جو رائے فاخرہ اور فخری کے بارے میں تھی، وہ بھی بتا دی، ابھی تھوڑی دیر پہلے اس میں اور فاخرہ میں جو باتیں ہوئی تھیں وہ بھی دہرا دیں، یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد اس نے کہا۔

"آپ ہی بتایئے، آپا یہ سب کیا ہے؟"

ناہید کے بغیر بتائے ہوئے بھی رخشی سب کچھ سمجھتی اور جانتی تھی، اس سے بڑھ کر اس بات کا راز دار اور کون ہو سکتا تھا، کہ فاخرہ یہ شادی کر کے اپنی محبت قربان کر رہی ہے، لیکن یہ باتیں وہ زبان پر نہیں لائی اس نے کہا

" واقعی عقل حیران ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا، بہر حال خدا کی مصلحت اسی میں ہو گی، اس کی مرضی پر شاکر رہنا چاہیئے، !"

ناہید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

وہ تو میں جانتی ہوں قدرت کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے اور اس کے سامنے آدمی بے بس ہو جاتا ہے، لیکن آپا یہ بھی تو سوچئے اس سے بڑھ کر بھی کوئی غم ہو سکتا ہے کہ ان کی شادی اس طرح کر دی جائے کہ نہ دان ہو نہ جہیز، اس طرح وہ جائیں گی تو سسرال میں کیا وقعت ہو گی، مانا فخری بھائی انہیں چاہتے ہیں، وہ زر و مال کے بھوکے نہیں ہیں، انہیں آپا کے سوا کچھ نہیں چاہیئے پھر بھی دنیا، دنیا ہے، کم سے کم دعوت تو کرنی پڑے گی۔ بارات کی، زیادہ نہیں دس بارہ جوڑے تو ہوں، نئی نویلی دلہن کے لئے تھوڑے سے زیورات بھی ہونے چاہئیں، کچھ برتن، کچھ فرنیچر، یہ سب کہاں سے آئے گا، میں جانتی ہوں نہیں آ سکتا، لیکن کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے؟"

رخشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

" ناہید تم میرے ایک سوال کا جواب دو بالکل سچ سچ!"

جی کہیئے۔

" مروت اور لحاظ کی سند نہیں، جواب بالکل کھرا اور سچا ہونا چاہیئے!"

"ایسا ہی ہوگا آپ پوچھئے تو سہی!"

"کیا واقعی تم مجھے اپنی بہن سمجھتی ہو؟"

"خدا جانتا ہے ناظرہ آپا کی طرح!"

"کیا تم میری ایک رائے کو امانت رکھ سکتی ہو اپنے پاس؟"

ضرور، ضرور۔

"کیا تم میری ایک التجا قبول کر سکتی ہو؟"

"یوں نہ کہئے، حکم دیجئے، پھر دیکھئے، میں تعمیل کرتی ہوں یا نہیں!"

"میں نے تھوڑے تھوڑے کر کے ایک ہزار روپے جمع کئے ہیں، کسی کو بھی حتیٰ کہ امی کو بھی پتہ نہیں ہے، یہ رقم صرف میری ہے اور میرے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اس رقم کی میں مالک ہوں کل تم میرے پاس کسی وقت آؤ، یہ روپے لے لو، یہ عطیہ نہیں ہے، قرض ہے، قرضِ حسنہ، جب ممکن ہو سہولت سے واپس کر دینا، لیکن ناظرہ کو ہوا بھی نہ لگنے پائے اس کا کوئی بہانہ کر دینا اگر وہ سوال کرے، مگر میرا نام کسی طرح بیچ میں نہ آئے، ورنہ وہ مجھ سے بھی روٹھ جائے گی اور تم سے بھی، یہ روپیہ کام میں لاؤ۔ کچھ نہ کچھ تو اس سے کام چل ہی جائے گا!"

ناہید اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار نہ کر سکی، یہ رقم اسے امدادِ غیبی نظر آئی اس نے کہا،

"سوچوں گی ـــ لیکن وہ راز کیا تھا جس کا آپ ذکر کر رہی تھیں؟"

رخشی نے بتایا "یہی راز ہے جو امانت کی طرح تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔ ناظرہ کو یا کسی کو اس کی بھنک بھی نہ لگنے پائے، اور یہی میری التجا بھی ہے، اگر تم نے میری یہ التجا قبول نہ کی، تو پھر نہ تم میری بہن، نہ میں تمہاری، پھر ہمارے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہ جائے گا۔ بتاؤ کیا فیصلہ کیا تم نے؟"

دل میں تو وہ اس پیش کش کو قبول کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی، بظاہر تذبذب

کے ساتھ گویا ہوئی۔

"آپا آپ کی اس پیش کش کے قبول کرنے میں مجھے کیا تامّل ہو سکتا ہے، میرا تو صرف زبان سے یہ دعویٰ ہے کہ آپ کو بہن سمجھتی ہوں آپ نے ثابت کر دیا، اس زمانے میں ان لوگوں سے جن سے خون کا رشتہ ہے، یہ توقع نہیں کی جا سکتی، آپ نے وہ کیا جو صرف ایک سگی بہن — وہ بھی ہر بہن نہیں کوئی کوئی— کر سکتی ہے، لیکن ڈرتی ہوں کہ اگر کسی طرح آپا (فاخرہ) کو پتہ چل گیا تو کیا ہو گا۔؟"

رخشی نے پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"بے وقوف کہیں کی — فاخرہ کو تو صرف اس وقت پتہ چل سکتا ہے۔ جب میں کہوں، یا تم یہ راز افشا کرو۔ ہم دونوں اگر اپنی زبان بند رکھیں گی تو اس کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چل سکتا!"

"اگر انہوں نے پوچھا کہاں سے قرض لیا ہے تب کیا جواب دوں گی؟"

کر دینا کوئی بہانا، کسی کا نام لے دینا، یوں کہہ دینا یہ سامان قسط پر قرض لیا ہے، ہر مہینے پچاس روپے دینا پڑیں گے، مجھے گواہی میں پیش کر دینا، میں تائید کر دوں گی؟"

ناہید خوش ہو گئی، اس نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آپا یہ ٹھیک ہے، اس طرح کام بن جائے گا بلکہ کہہ دوں گی یہ سامان آپا رخشی کی ملکیت ہے، میں نے قرض لیا ہے، پیچ بیٹ کر چپ ہو رہیں گی، پھر بات کا بتنگڑ نہیں بنے گا!"

رخشی نے بھی تائید کی، ہاں بڑی صائب رائے ہے ایسا ہی کرنا!"

پھر اس نے پوچھا، "تو کل تم کس وقت آ رہی ہو؟ میں خود ہی آ جاتی لیکن میرا آنا مصلحت کے خلاف ہے، بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ وہ روپیہ لے کر صراف کے ہاں چلے چلیں گے اور کچھ زیورات پسند کر کے خرید لیں گے، باقی

روپیہ اپنے ساتھ لے آنا!"

ناہید راضی ہوگئی، کہنے لگی،

"بہت اچھا آجاؤں گی، چار بجے سہ پہر کو آؤں گی، آپ کو فرصت ہو گی اس وقت ؟"

رخشی نے جواب دیا، "تم جس وقت بھی آؤ گی مجھے تیار پاؤ گی۔"

(۱۰)

ناہید اور رخشی کی گفتگو ختم ہوئی تھی کہ فاخرہ آگئی، رخشی نے کہا،

" واہ بھئی یہ بھی اچھی رہی — طاقت مہماں نہ داشت خانہ بہ مہمان گزاشت ہم یہاں انتظار میں سوکھے جا رہے ہیں اور آپ سیر سپاٹے میں لگی ہوئی ہیں، ! اچھا بھئی ہم چلے !"

فاخرہ نے کہا، واہ ابھی سے کہاں چلیں، تم سے بہت سی باتیں کرنا ہیں — ناہید تم نے چائے نہیں پلائی، رخشی کو اس لئے خفا ہو کر جا رہی ہے، اس کا بس چلے تو پانی کی جگہ چائے پیا کرے اتنی شوقین ہے یہ چائے کی۔!"

ناہید جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی،

" ابھی لائی، (چٹکی بجاتے ہوئے) یوں"

رخشی روکتی ہی رہ گئی مگر ناہید یہ جا وہ جا!

" آخر اتنی جلدی کیا تھی اس چٹ منگنی پٹ بیاہ کی ؟"

" فاخرہ نے ایک آہ سرد کے ساتھ جواب دیا،

جب ایک کام ہونا ہی ہے تو کیا آج کیا کل، جس قدر جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے!"

رخشی فاخرہ کو تکتی رہی کچھ بولی نہیں، کچھ وقفے کے بعد، فاخرہ نے کہا،
" پھر ایک اندیشہ اور بھی تو تھا!"
رخشی نے پوچھا: " اندیشہ کاہے کا؟"
وہ بولی، "ڈر تھا کہ کہیں سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل نہ جائے!"
یہ کہہ کر وہ ہنسی، اس ہنسی کو صرف زہر خند ہی کہا جا سکتا تھا پھر اس نے کہا
" تم شاید سمجھیں نہیں اس اشارے کو؟"
رخشی نے جواب دیا " ہاں بالکل نہیں سمجھی!"
فاخرہ نے چھت کی طرف تکتے ہوئے کہا۔
ماں بیٹی تو بہانہ ڈھونڈھتی ہیں کہ اس رشتے کو منقطع کر دیں وہ کہہ گئیں کہ اس مہینے کی ۲۵ ہی کو رسم انجام پا جانی چاہیئے، ورنہ ــ کا مطلب یہ کہ بات ختم ہے بے چاری امی اس ورنہ کا مقابلہ نہ کر سکیں، راضی ہو گئیں یوں کہو راضی ہو جانا پڑا!"
رخشی نے پوچھا " اگر ان لوگوں کے دبدبے اور طنطنے کا یہ حال ہے تو پھر فخری ان کے حملوں سے کیا بچا سکے گا تمہیں!"
فاخرہ نے نظر بھر کر رخشی کو دیکھا اور کہا۔
" یہ تم سے کس نے کہا کہ میں فخری سے امداد کی طالب ہوں گی؟ میں نے تو اوکھلی میں سر دیا ہے، پھر حملوں سے ڈرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟"
ایک ٹھنڈی سانس لیکر رخشی نے کہا۔
کچھ بھی ہو فاخرہ، یہ ہوا برا، تم اپنی جان سے گئیں، رشدی بھائی کہیں کے نہ رہے، فخری نہ جانے آگے چل کر کس طرح کا آدمی ثابت ہو، ــ آخر کس مصیبت میں ڈال لیا ہے تم نے اپنے تئیں!"
فاخرہ نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔
جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو رخشی، یہ خدائی معاملات ہیں ان میں دخل

دینا حماقت ہے، میں نے تو جُوا کھیلا ہے ممکن ہے جیت جاؤں ممکن ہے ہار جاؤں، لیکن کھیلا اس امید میں ہے کہ جیت جاؤں گی!"

رخشی نے بھی گویا تائید ہی کی،

"کہتی تو ٹھیک ہو!"

(۱۱)

اتنے میں ناہید چائے کی ٹرے لے کر آ گئی۔ اس نے رخشی سے کہا،
"آپ بھی کیا یاد کریں گی کہ چائے پی تھی، میرے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے کا تو دور دور شہرہ ہے!"

رخشی نے مسکراتے ہوئے کہا،
"ہاں بھئی سنا تو ہم نے بھی ہے اب دیکھ لیتے ہیں، شنیدہ کے بود مانند دیدہ!"

اتنے میں ناہید نے چائے بنا کر پیالی اس کے سامنے رکھی اور فاخرہ سے پوچھا،
"آپا تم؟"

وہ بولی، "مجھے تو چائے سے نفرت ہے، معلوم ہی ہے تمہیں پھر پوچھنے سے کیا فائدہ؟"

وہ پیالی بناتی ہوئی بولی،
"اچھا آج ہماری خاطر سے کفر توڑ لو، ذرا پی کر دیکھو تو سہی، نشہ نہ آ جائے تو ناہید نام نہ رکھنا!

فاخرہ نے کہا یہ تو کوئی سزا نہ ہوئی یہ نام تمہیں پسند کب ہے عرصہ سے اسے بدلنے کی فکر میں ہو!"

"اچھا پھر کبھی نہ پینا، حرام کر لینا چائے کو اپنے اوپر!"

"گویا تمہارے بجائے اپنے آپ کو سزا دوں؟ — رخشی سن رہی ہو اس لڑکی کی باتیں، کتنی چالاک ہو گئی ہے یہ!"

رخشی نے پیالی ختم کر کے ناہید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہو، آخر کس کی بہن ہے!"

"ناہید ہنس پڑی کہنے لگی"

"یہ ہوئی بات، اب جواب دو تو جانیں!"

فاخرہ نے کہا "لیکن میری بہن ہونے کے مقابلے میں تمہاری بہن ہونے کا زیادہ فخر ہے!"

ناہید پھر ہنس پڑی، اس نے کہا،

"یہ ہوئی بات، رخشی آپا اس کا جواب دے سکیئے تو ضرور دیجئے!"

رخشی نے ایک دو ہتڑ ناہید کی پیٹھ پر رسید کیا اور بولی،

"واہ رہی لڑکی، چت بھی میری پٹ بھی میری، فاخرہ کی بات وزن دار نظر آئی تو اس کا قصیدہ پڑھنے لگی، میری بات پسند آتی تو میرا —"

وہ قطع کلام کرتی ہوئی گویا ہوئی،

"کلمہ پڑھنے لگی، — دیکھئے آپ کا کتنا خیال کرتی ہوں، قصیدہ فاخرہ کا پڑھتی ہوں، کلمہ آپ کا!"

فاخرہ نے رخشی سے کہا۔

بھئی اس شیطان کی خالہ سے کوئی نہیں جیت سکتا"،

رخشی نے کہا "معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے، ذہین تو میں اسے ہمیشہ سے سمجھتی تھی، لیکن اتنی بڑی حاضر جواب اور شریر ہے یہ آج معلوم ہوا!"

ناہید نے پھر لقمہ دیا،
"لیکن پوری طرح نہیں —"
رخشی ہنسنے لگی۔ اس نے کہا،
"فاخرہ بہ ناہید تو بلائے جان ہے، اس سے کس طرح پیچھا چھڑاتی ہو تم؟"
ناہید نے کہا" اچھا تو آپ پیچھا چھڑانے کی فکر میں ہیں"
وہ اٹھتی ہوئی، ہاں صرف اس وقت!"
پھر فاخرہ سے گویا ہوئی۔
"بہت دیر ہوگئی امی انتظار کرتی ہوں گی اب جاتی ہوں، پھر انشاءاللہ آؤں گی کسی دن!"
فاخرہ سے رخصت ہو کر رخشی امی کے کمرے میں پہنچی انہیں سلام کیا، خیریت پوچھی، دو منٹ ان کے پاس بیٹھی اور رخصت ہو گئی۔

(۱۲)

راستے بھر وہ فاخرہ کے حال اور مستقبل پر غور کرتی رہی، رہ رہ کر اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیمار اور بوڑھی ماں کی تصویر پھرنے لگتی تھی اس نے انہیں امید دلائی تھی کہ انشاء اللہ آپ جلد اچھی ہو جائیں گی، لیکن اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ جھوٹا دلاسا تھا، اس بوڑھی عورت کو بیماری نے اور بیماری سے زیادہ غموں نے اتنا نڈھال کر دیا ہے کہ اب یہ زندہ نہیں رہ سکتی، وہ دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی کہ بے چاری امی اپنی لڑکی فاخرہ کی زندگی کا نیا دور دیکھنے کے لئے شاید کچھ دن بھی زندہ نہ رہ سکیں!"

یہ سب کچھ سوچتی ہوئی وہ گھر پہنچی، اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ رشدی بیٹھا ہوا ہے، رشدی کو دیکھ کر طبیعت پر جبر کر کے اسے مسکرانا پڑا، اس نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔

"ارے رشدی بھائی آپ کب آئے؟"

رشدی نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا،

"زیادہ نہیں صرف ایک گھنٹہ ہوا ہے!"

" رخشی نے بات بناتے ہوئے کہا،
" مٹھائی لائے ہوں گے آپ ہمارے لئے ایل ایل بی میں پاس ہونے کی!"
رشدی نے جواب دیا۔
" میں ذرا کفایت شعار آدمی واقع ہوا ہوں فضول خرچی پسند نہیں کرتا، تم بی اے پاس ہونے کی مٹھائی مجھے دو، میں ایل ایل بی میں کامیاب ہونے کی مٹھائی تمہیں دوں، کیا اس سب سے یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم تم دونوں اپنے اپنے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں۔!"
وہ بولی،" یہ نہیں ہو سکتا رشدی بھائی!"
" کیوں اس میں کیا نقصان ہے؟"
" بہت بڑا نقصان ہے!"
" آخر معلوم بھی تو ہو؟"
" آپ سیر بھر سے کیا کم مٹھائی لائیں گے، اس لئے کہ آپ بڑے ہیں اور میں صرف ایک بالوشاہی پر ٹرخا دوں گی، اس لئے کہ چھوٹی ہوں!"
رشدی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا،
" واہ بھئی تم تو بہت سمجھدار ہوتی جاتی ہو،— ایک بالوشاہی سے ہمارا کیا بنے گا؟"
وہ بولی،" بنے یا نہ بنے رسم تو ادا ہو جائے گی!— اور میں ادھار کی قائل نہیں ابھی پیش کئے دیتی ہوں!"
قبل اس کے کہ رشدی اسے روک سکتا، وہ بجلی کی طرح نکلی چلی گئی اور تھوڑی دیر میں چائے اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی طشتری میں ایک بالوشاہی لے کر آ گئی اور کہنے لگی۔
دیکھئے بات کے دھنی ایسے ہوتے ہیں، مجھ سے سبق لیجئے رشدی بھائی
رشدی نے بالوشاہی کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

”لے لیا۔ جس روز تم ہمارے ہاں آؤ گی پوری ایک سیر مٹھائی تمہارا انتظار کر رہی ہو گی!“

”ضرور آؤں گی، ممکن ہے کل ہی کسی وقت ٹپک پڑوں، لیکن یہ تو بتائیے پریکٹس کب اور کہاں شروع کر رہے ہیں؟“

(۱۳)

رُشدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،
جلد ہی شروع کر دوں گا۔ لیکن یہاں نہیں فرخ نگر میں!"
رخشی نے کہا، واہ رُشدی بھیّا جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا، اپنا شہر چھوڑ کر دوسرے شہر میں آپ نے قابلیّت کے جھنڈے بھی گاڑ دیئے تو کون خوش ہوگا؟"

رشدی نے کہا، کہتی تو ٹھیک ہو لیکن یہاں سے دل اچاٹ ہو چکا ہے۔ اور وہاں میرا ایک کلاس فیلو بھی ہے۔ اس کی وکالت اچھی خاصی چل رہی ہے، اس کے ساتھ شریک ہو کر کام شروع کر دوں گا، اس میں سہولت بھی زیادہ ہے اور جلد کامیاب ہونے کی بھی توقع ہے!"
رخشی خاموشی سے یہ باتیں سنتی رہی، پھر کہنے لگی۔
"لیکن اپنے شہر کی بات ہی اور ہوتی ہے، آخر آپ کا دل کیوں اُچاٹ ہو گیا ہے یہاں سے؟"
وہ افسردگی کے ساتھ کہنے لگا۔
"بس ہو گیا!۔

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

رخشی نے پوچھا، "شاید خفا ہیں کسی سے آپ؟"
رُشدی کے چہرے کا رنگ متغیّر ہو گیا، اس نے کہا،
"نہیں تم غلط سمجھیں، میں بھلا کس سے خفا ہو سکتا ہوں؟ ہاں اگر خفا ہو سکتا ہوں تو صرف اپنے آپ سے!"
رخشی سب کچھ سمجھ رہی تھی، وہ فاخرہ کی تو راز دار تھی، لیکن رشدی کی نہیں، رشدی رشتے میں اس کا بھائی ہوتا تھا اور اس سے عمر میں کافی بڑا تھا، اس سے وہ بے تکلّف ضرور تھی لیکن اس بے تکلفی میں خوردی اور بزرگی کی دیوار حائل تھی، یہی وجہ تھی کہ جب مرزا صاحب اس کے عشق میں مبتلا ہو کر رشدی کے پاس پہنچے تھے اور اسے اندیشہ ہوا تھا کہ یہ اس کے سامنے بھی وہ باتیں اگل دیں گے جو فاخرہ کے سامنے اگلی تھیں تو وہ حواس باختہ ہو گئی تھی، وہ اس سے کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتی تھی جس سے وہ شرمندہ ہو جائے جس سے وہ یہ سمجھنے لگے کہ یہ اس کے راز سے اس کی کمزوری سے واقف ہے، لیکن وہ اسے ٹٹولنا بھی چاہتی تھی کم از کم اسے حالات سے باخبر بھی کر دینا چاہتی تھی، چنانچہ کافی تامل کے بعد اس نے کہا،
"لیکن کب جا رہے ہیں آپ؟"
اس نے جواب دیا، چلا تو آج ہی جاتا، لیکن شاید کل ورنہ پرسوں قطعاً چلا جاؤں گا؟"
وہ سراپا حیرت بن کر بولی،
"ارے اتنی جلدی؟ — اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ فاخرہ کی شادی میں بھی شریک نہیں ہو سکیں گے —!"
فاخرہ کا نام سُن کر اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی شادی کا ذکر

سُن کر ایسا معلوم ہوا جس طرح کسی نے سارے بدن کا خون سونت لیا ہے لیکن اس نے ضبط سے کام لیا، کوشش کی کہ مخاطب اس کی اضطرابی کیفیت سے واقف نہ ہو سکے، اس نے پوچھا،

"فاخرہ کی شادی ؟ — کب ہو رہی ہے ؟"

وہ بولی "بس پندرہ دن تو باقی رہ گئے ہیں، اس مہینے کی ۲۵ تاریخ کو ہے اور آج دس ہو چکی ہے !"

ایک افسردہ سے تبسم کے ساتھ رُشدی نے کہا،

"میں کیا کروں گا اس شادی میں شریک ہو کر !"

"کیوں ؟ — اتنا تو چاہتی ہے وہ آپ کو، شاید دُنیا میں سب سے زیادہ وہ !"

"ہاں بہت چاہتی ہے، مجھے تسلیم ہے ؟"

"پھر اگر آپ اس کی شادی میں شریک نہ ہوئے تو اسے صدمہ نہیں ہوگا ؟"

رشدی نے جواب دیا،

"نہیں ہوگا، نہ ہونا چاہیئے !"

"یہ کیوں رشدی بھیّا — ؟"

"بھئی، میری اور فاخرہ کی راہ و رسم تمہارے واسطے سے ہوئی اور وہ بھی رسمی سی، نہ اتنے گہرے تعلقات تھے، نہ ہو سکتے تھے، نہ ہونے چاہئیں تھے کہ اس تقریب میں مجھے کوئی خاص اہمیت حاصل ہوتی !"

"یہ آپ کہہ رہے ہیں ؟"

"(زیرِ لب تبسم کے ساتھ) کہہ جو رہا ہوں !"

"تم تو ہمیشہ کی ضدی ہو، نہ جانے کیا کیا نہیں مانتی ہو، تم سے کون جیت سکتا ہے !"

"لیجئے، اب مجھ سے اُلجھ پڑے!"

"اچھا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں!" لیکن تم بھی اس شکوہ بے جا کو واپس لو! - تمہیں کیا حق تھا یہ باتیں کرنے کا؟ شادی میں شرکت کی دعوت یا تو فخری کی طرف سے آنی چاہیئے یا فاخرہ کے گھر والوں کی طرف سے، لیکن دونوں کے لئے میں غیر اور اجنبی ہوں، نہ دعوت آنی چاہیئے نہ آئے گی، نہ میں شریک ہو سکتا ہوں، نہ مجھے شریک ہونا چاہیئے!"

رخشی خاموش ہو گئی، کچھ دیر کے بعد رشدی نے کہا۔

"چپ کیوں ہو؟ شاید قائل ہو گئیں، ہونا بھی چاہیئے تھا، میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں ــ ضد کی ہے اور بات مگر خو بُری نہیں!"

وہ ہنسنے لگی، پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فاخرہ کو تو خیر چھوڑیئے، وہ تو اس دنیا کی سب سے زیادہ بدقسمت اور مظلوم لڑکی ہے، لیکن فخری صاحب تو آپ کے بچپن کے دوست ہیں!"

وہ بولا "ہیں نہیں ــ تھے!"

"کیا اب نہیں؟"

"نہیں!"

"کیا کھٹ پٹ ہو گئی کچھ؟"

"ہاں کچھ یوں ہی سہی!"

"کیا بات ہوئی تھی؟"

"بس یوں ہی تھی ایک معمولی سی بات، اس کا مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے نہ فخری سے، نہ فاخرہ سے، جب فخری سے نہیں ہے جس سے اتنی پرانی دوستی ہے۔ جتنی میری عمر ہے تو فاخرہ سے کیا ہو سکتی ہے جس سے یوں ہی صاحب سلامت تھی، یا زیادہ سے زیادہ معمولی رسم و راہ کہہ لو!"

رخشی نے بات بناتے ہوئے کہا،

”لیکن ابھی تو صرف تاریخ طے ہوئی ہے، دعوت نامے تو بعد میں جاری ہوں گے، ممکن ہے آپ کو مدعو کیا جائے!“

”اگر ایسا ہوا تو فرخ نگر سے انکار کا تار یا خط روانہ کر دوں گا! اور اگر جیب نے اجازت دی تو شاید کوئی معمولی سا تحفہ بھی، اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں، رسومات کا جواب اسی طرح دیا جا سکتا ہے۔!“

(۱۴)

کچھ دیر تک خاموشی رہی، پھر جیسے دفعتاً رشدی کو کچھ یاد آگیا اس نے رخشی سے کہا،

" فاخرہ کے بارے میں یہ تم کیا کہہ رہی تھیں کہ وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ بدقسمت اور مظلوم لڑکی ہے ؟ — اس سے تمہارا مطلب !"

رخشی نے سوچا بات کسی نہ کسی حد تک کھول ہی دینی چاہیئے وہ بولی،

" میں نے غلط تو نہیں کہا رشدی بھائی ؟"

وہ کہنے لگا،" لیکن یہ کس طرح مان لوں کہ سچ کہا تھا ؟"

رخشی نے جواب میں کہا،

" اس کی بدقسمتی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ سگے چچا موجود ہیں عزیز موجود ہیں، قرابت دار موجود ہیں لیکن بات بھی نہیں پوچھتا کوئی ایک ٹکے کا بھی روادار نہیں اس کی شادی ہو رہی ہے، لیکن اس کی بیمار، بوڑھی اور ضعیف ماں اسے نہ جہیز دے سکتی ہے، نہ کپڑے بنا سکتی ہے نہ فرنیچر نہ زیور، نہ برتن — غریب سے غریب خاندان میں شادیاں ہوتی رہتی ہیں، ہم نے آپ نے، سب نے اس طرح شادیاں دیکھی ہیں، لیکن کیا کوئی ایسی

شادی بھی دیکھی ہے جیسی ناخرہ کی ہو رہی ہے، ناہید نے جب سے یہ کیفیت اور حالت بیان کی ہے دل ہی دل میں خون کے آنسو رو رہی ہوں، میں اس وقت وہیں سے آرہی ہوں اور سچ کہتی ہوں رستے میں کئی مرتبہ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں!"

رُشدی خاموشی سے یہ باتیں سنتا رہا، رخشی نے ایک لمحہ توقف کے بعد کہا۔

" اور دنیا کی سب سے مظلوم ہستی وہ یوں ہے کہ اس سے شادی کرنے پر مجبور ہے، جسے وہ بالکل نہیں چاہتی —"

رُشدی نے بیقراری کے ساتھ پہلو بدلا اور کہا،

"کیا کہہ رہی ہو رخشی؟"

" وہ بولی،" رشدی بھیّا میں غلط نہیں کہتی، یقین کیجئے سچ کہہ رہی ہوں"

رُشدی نے کہا،" لیکن کس طرح تمہیں سچا مان لوں؟ میرے سامنے اس نے اقرار کیا ہے وہ فخری سے محبّت کرتی ہے!"

ایک جوش کے ساتھ رخشی نے کہا،

" وہ جھوٹی ہے! — فریب دیتی ہے اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی، اصل بات کیا ہے وہ اس دنیا میں ناخرہ کے بعد اگر کسی کو معلوم ہے تو میں ہوں!"

" ہاں ہو سکتا ہے، تمہارے اور ناخرہ کے تعلقات کتنے گہرے ہیں اچھی طرح جانتا ہوں، — لیکن وہ جھوٹ کیوں بولتی ہے؟ کیوں اپنے آپ کو اور دوسروں کو فریب دیتی ہے؟ کون اسے مجبور کر رہا ہے!"

بڑے سکون کے ساتھ بھرے ہوئے لہجے میں رخشی نے جواب میں صرف ایک لفظ کہا

" فرض —"

رشدی نے بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہو کر پوچھا،

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو رخشی! — کیسا فرض؟ وہ کونسا فرض ہے جو اسے اپنی مرضی کے خلاف ایک ایسے شخص سے شادی پر مجبور کر رہا ہے۔ جسے وہ ذرا بھی پسند نہیں کرتی؟ — بتاؤ جواب دو، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

رخشی نے اس انداز میں جواب دیا،

رشدی بھائی، یہ واقعہ ہے وہ فخری کو پسند نہیں کرتی، محبت کرنا تو دوسری چیز ہے، وہ دل و جان سے ایک شخص کو چاہتی ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ شخص اس دنیا میں سب سے اونچا شخص ہے وہ اس کے گن گاتے نہیں تھکتی وہ اس کی عزت کرتی ہے اس کی عظمت سے اس کا دل معمور ہے وہ اسے دل و جان سے چاہتی ہے لیکن اسے چھوڑ کر وہ فخری سے شادی کر رہی ہے تاکہ اپنی بوڑھی اور بیمار ماں کا علاج کر سکے تاکہ اپنی چھوٹی بہنوں کو پال سکے تاکہ اپنے ننھے بھائیوں کو پروان چڑھا سکے اور انہیں کسی قابل بنا سکے۔ رشدی بھائی، فخری سے شادی کر کے، ناخرہ نے عورت کا مقام اور اونچا کر دیا ہے اس نے ثابت کر دیا کہ عورت فرض کے مقابلے میں ہر چیز قربان کر سکتی ہے حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی حتیٰ کہ اپنی محبت کو بھی، اس کردار کی مثال دنیا میں اگر کوئی ہستی پیش کر سکتی ہے تو صرف عورت اور وہ بھی فاخرہ جیسی عورت میں تو اسکی عظمت کے سامنے سر بسجود ہوں!"

"لیکن وہ کس سے محبت کرتی ہے؟"

"یہ نہیں بتاؤں گی، جانتی ہوں، مگر نہیں بتاؤں گی، اس نے مجھے منع کر دیا ہے، عہد لے لیا ہے اس کا یہ خیال ہے کہ جس سے وہ محبت کرتی ہے وہ بھی اسے چاہتا ہے، لیکن آج تک دونوں نے محبت کا لفظ زبان سے نہیں نکالا ہے۔ دونوں کی محبت اتنی اونچی ہے کہ وہ الفاظ کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی، اس محبت میں پاکی ہے، تقدس ہے، شرافت ہے، یہ محبت جسم کی نہیں روح کی ہے۔ یہ محبت وہ زندگی کے آخری سانس تک کرتی رہے گی، شوہر سے پورے طور پر رسمِ وفا نباہنے کے باوجود اس محبت کو، جو اس کی سب سے قیمتی

پونجی سے کوئی نہیں چھین سکتا، سنائیے رشدی بھائی فاخرہ اس دنیا کی سب سے مظلوم، درستم رسیدہ اور بدقسمت لڑکی ہے یا نہیں؟ بتائیے رشدی بھائی کیا ایسی نادر اور شاندار مثالیں مل سکتی ہیں؟"

رشدی خاموشی سے رخشی کی باتیں سن رہا تھا، اس نے بڑی سنجیدگی اور وقار کے ساتھ کہا۔

"نہیں ــ،

اور پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اس نے کہا،

"رخشی اب میں جاتا ہوں، آج تو وقت نہیں رہا، لیکن کل ضرور چلا جاؤں گا کیا تم مجھے کبھی کبھی خط لکھتی رہا کرو گی؟"

رشدی نے وعدہ کر لیا۔

"ہاں ضرور!"

(۱۵)

رخشی رات کو سونے کے لئے لیٹی تو دیر تک فاخرہ ہی کے خیالات آتے رہے، اسے واقعی اس سے وہی تعلق تھا، جو ایک بہن کو بہن سے ہوتا ہے وہ اس کی حالت پر کڑھتی رہی، خون کے آنسو روتی رہی اور اس کے سوا کر بھی کیا سکتی تھی؟ ایک ہزار روپے جو نہ جانے کب سے جمع کرتے کرتے جمع ہوئے تھے، یہ سوچ کر خوش تھی کہ کل ناہید کو دے دے گی اور اس سے شادی کے بندوبست میں کچھ نہ کچھ سہولت تو ہو جائے گی، پھر سوچنے لگتی اتنی چھوٹی سی رقم سے کیا ہو سکے گا؟ خیر بالکل نہ ہونے سے کچھ ہونا تو بہر حال بہتر ہے۔

یہی سوچتے سوچتے نہ جانے کب لیکن بڑی دیر میں اسے نیند آئی۔ صبح وہ دیر سے اٹھی، حالانکہ معمولاً گھر میں سب سے پہلے وہی بیدار ہوا کرتی تھی اتنی دیر میں جاگنا ہی اس بات کا ثبوت تھا کہ رات کو بہت دیر میں اسے نیند آئی تھی، جلدی جلدی اٹھ کر حوائج ضروری سے فراغت کی، وضو کیا فجر کی قضا نماز پڑھی، ایک رکوع قرآن کی تلاوت کی، تھوڑا سا ناشتہ کیا اور اخبار لے کر بیٹھ گئی، نظریں اخبار پر تھیں، خیالات فاخرہ میں لگے ہوئے

تھے۔ بس رہ رہ کر یہی ایک خلش پیدا کرتی تھی فاخرہ کی یہ قربانی کہیں اس کی جان تو نہ لے گی؟"

اتنے میں کچھ آہٹ سی محسوس ہوئی، اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک شوخ اور طرار لڑکا سامنے کھڑا تھا، اسے دیکھتے ہی بے ساختہ رخشی کے منہ سے نکلا،

"ارے فہمی تو؟ — اتنے سویرے سویرے کہاں سے ٹپک پڑا؟"

وہ مسکراتا ہوا بولا،

"آپ کے نزدیک ابھی تک سویرا ہے؟ نو بج چکے ہیں نو!"

رخشی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"ارے واقعی؟ — پھر تو بہت دیر ہو گئی، مجھے ذرا دیر کے لئے ایک کام سے کالج بھی جانا ہے، چل تجھے پہنچاتی جاؤں!"

وہ ویسے ہی کھڑے کھڑے بولا۔

"میں خود اسکول جا رہا ہوں، گھر واپس جا کے کیا پلٹنا"؟

رخشی ہنسنے لگی، ارے تو بہت شریر ہو گیا ہے، اچھا ٹھہر رشدی بھائی سے تیری شکایت کروں گی!"

وہ خوش ہوتا ہوا بولا،

"اب تو راوی چین ہی چین لکھتا ہے، بھائی صاحب تو فرخ نگر گئے!"

رخشی باہر جانے کی تیاری کرتے کرتے رک گئی اکہنے لگی،

"وہ گئے؟ رشدی بھائی فرخ نگر گئے؟"

"جی ہاں —"

"کب؟ — کل شام کو تو مجھ سے ملے تھے، بڑی دیر تک یہاں بیٹھے رہے تھے!"

"آج گئے ہیں صبح صبح بالکل منہ اندھیرے، ان کی وجہ سے مجھے بھی تڑکے

اٹھنا پڑا، ورنہ میں تو سات بجے تک اینڈتا رہتا ہوں بستر پر!"
یہ کہہ کر اُس نے لفافہ رخشی کی طرف بڑھایا اور کہا۔
"لیجئے، اپنی امانت!"
رخشی نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ لے لیا اور پوچھا،
"یہ کیا ہے؟"
اُس نے جواب دیا،
"شاید اسے خط کہتے ہیں!"
اور یہ کہہ کر مسکرانے لگا۔ رخشی نے گھور کر اُسے دیکھا اور کہا،
"اب تو پٹے گا، بڑا اسمارٹ ہو گیا ہے۔ کیا یہ خط رشدی بھائی نے دیا ہے؟"
"جی ہاں، انہوں نے دیا ہے اور تاکید کر دی تھی کہ جلد از جلد آپ تک پہنچا دوں، ایک مرتبہ آیا تو آپ سو رہی تھیں، مجبوراً سامنے کے پارک میں جا کر کھیلنے لگا، وہاں ایک لڑکے سے لڑائی ہو گئی، ہم دونوں نے ایک دوسرے کو خوب پیٹا، وہ مجھ سے بڑا اور موٹا تھا، شاید اس نے مجھے زیادہ پیٹا، لیکن میں نے بھی اتنے زور سے ہاتھ مروڑا ہے بچا کا کہ اگر مضبوط نہ ہوتا تو پرخچے اُڑ گئے ہوتے، آخر مجھے بھاگنا پڑا، اس لئے بھی میرا پیچھا نہیں کیا، خاموشی کے ساتھ اپنی راہ ہو لیا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں!"
رخشی نے کہا، "ابھی کیسے جائے گا، چل ناشتہ کر لے!"
وہ کہنے لگا "گھر سے تو ناشتہ کر کے چلا ہوں، لیکن آپ کہتی ہیں تو دوبارہ کر لوں گا!"

---

(۱۶)

رخشی نے بڑا ٹھاٹھ دار ناشتہ کرا کے فہمی کو رخصت کیا، وہ ہنستا کھیلتا واپس چلا گیا، اس کے جانے کے بعد اس نے اپنے کمرے میں جا کر اطمینان سے رشدی کا لفافہ کھولا، اس میں ایک خط تھا اور سو سو روپے کے پانچ نوٹ! ، کرنسی نوٹ ایک طرف رکھ کر اس نے خط پڑھنا شروع کیا، اس نے لکھا تھا!

"رخشی میں فرخ نگر جا رہا ہوں کل تم سے بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں، اور بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئیں، یہ باتیں میرے لئے نئی بھی تھیں، حیرت انگیز اور لرزہ خیز بھی!"

فاخرہ کا ایک نیا روپ میرے سامنے آ گیا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا۔

کوئی شبہ نہیں جیسا کہ تم نے کہا تھا وہ اس دنیا کی سب سے زیادہ مظلوم اور بد قسمت لڑکی ہے، لیکن رخشی، اسے کون مظلوم اور بد قسمت کہہ سکتا ہے، جس میں اپنے آپ کو، اپنی زندگی کو،

اپنے ولولوں کو، آرزوؤں، حسرتوں اور حد یہ کہ اپنی محبّت تک کو دوسروں کے لئے قربان کر دینے کا جذبہ موجود ہو؟ بے شک وہ خالی ہاتھ ہے۔ لیکن اس کے دامن میں وہ دولت ہے جو لازوال ہے، جسے کوئی نہیں چھین سکتا اور سچ تو یہ ہے کہ عظمت امیروں اور دولت مندوں کے کاشانے میں بسیرا نہیں لیتی وہ تو غریبوں اور ناداروں کے آشیانوں ہی میں پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہے، فاخرہ لاکھ غریب اور بے نوا ہو، لیکن کم از کم میری نظر میں تو جو دولت اس کے پاس ہے، کسی کے پاس نہیں،

کل تم بہت کڑھ رہی تھیں اس بات پر کہ وہ اپنے گھر سے اس طرح الوداع کی جا رہی ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں، اور تمہارا کڑھنا حق بجانب بھی تھا، اگرچہ مجھے یقین ہے کہ جہاں تک فاخرہ کا تعلق ہے وہ خود بھی ان باتوں سے کچھ کم فکر مند نہیں ہو گی!

لیکن اس موقع پر ان لوگوں کا بھی جن کی نظر میں اس کی عزّت اور عظمت ہے، کچھ فرض ہے، ہمیں کچھ کرنا چاہیئے فاخرہ کے لئے، اس کی بیمار ماں اور فکر مند بہن کی تسکین و تسلی کے لئے اور دل دہی کے لئے،

تم جانتی ہو میرے مالی حالات کیسے ہیں؟ میں خود تباہ حال اور ناگفتہ روزگار ہوں اور شاید زندگی بھر اسی طرح رہوں گا۔ لوگوں کو جب اس طرح دولت کے پیچھے بھاگتا دیکھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے، اس میدان میں اگر قدم رکھوں تو میں بھی کما کر بہت کچھ دکھا سکتا ہوں، لیکن طبیعت راغب ہی نہیں ہوتی اس طرف، شاید غالب کے الفاظ میں وہی بات ہے!

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

خیر میں ایک نئے شہر میں جا رہا ہوں، جہاں نئے سرے سے زندگی کا آغاز کروں گا، ظاہر ہے کسی پر اپنا بار ڈالنا پسند نہیں کر سکتا یہی سوچ کر میں نے کچھ روپے کا بندوبست کیا ساڑھے پانچ سو روپے جمع ہو سکے، بہت تھے، میرے لئے اس رقم میں ایک سال تو بڑی آسانی سے گذارہ ہو سکتا تھا خواہ وہاں بالکل بیکار رہنا پڑتا اور ایک کیس بھی نہ ملتا لیکن اب میں پچاس روپے لے کر جا رہا ہوں، میرے لئے یہ بھی بہت ہیں، رخشی میں پچاس روپے میں بھی سال گذار سکتا ہوں، ویسے مجھے امید ہے کہ میں وہاں بے کار نہیں رہونگا مقدمے ملیں گے اور آمدنی کچھ نہ کچھ ہوتی رہے گی! باقی پانچسو تمہیں بھیج رہا ہوں، یہ تم اپنے طور پر فاخرہ کی شادی میں صرف کر دینا لیکن خبردار اس سلسلے میں کسی طور پر بھی میرا نام درمیان میں نہ آنے پائے، اس کی ضرورت بھی کیا ہے؟ اوّل تو یہ رقم ہی کیا ہے! دوسرے میرے اور فاخرہ کے روابط ایسے نہیں ہیں کہ اس طرح کی جرأت کر سکوں، تمہیں یہ کام کرنا ہے، یہ ایک بڑے بھائی کا حکم ہے اور چھوٹی بہن اس کی تعمیل پر مجبور ہے اچھی رخشی رخصت، کبھی کبھی خط ضرور لکھتی رہنا میں فرخ نگر پہنچ کر اپنا پتہ تمہیں لکھوں گا!"

رُشدی

رخشی نے خط پڑھا، ایک سے زائد بار پڑھا، اس کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی، سوچنے لگی، کیا اس دنیا میں ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا کہ ظلم کرنے والے ظلم کرتے رہیں اور سہنے

والے ظلم سہتے رہیں، جن کے پاس دولت ہے وہ سب کچھ، حتیٰ کہ دل اور روح اور محبت بھی خریدتے رہیں جو غریب ہیں وہ حالات سے مجبور ہو کر سب کچھ حتیٰ کہ دل، روح اور محبت بھی فروخت کرتے ہیں!

رشدی فاخرہ کو نہیں خرید سکتا،

فخری خرید سکتا ہے!

فخری نے خرید لیا اور رشدی منہ دیکھتا رہ گیا!

فاخرہ غریب نہ ہوتی تو فخری کو منہ نہ لگاتی اس کی طرف نگاہِ غلط انداز سے بھی نہ دیکھتی، اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیتی،

لیکن وہ غریب ہے، اسے اپنی ذمے داریوں کا احساس ہے، وہ اپنی ماں، اپنی بہن اپنے بھائی کسی کو دکھی نہیں دیکھ سکتی، انہیں سکھ پہنچانے کیلئے اسے اپنے آپ کو فروخت کر دینا پڑا۔ یا اللہ کب تک ہوتا رہے گا یہ اندھیر!؟

پھر رشدی کی تصویر اس کی نگاہوں کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی!

پریشان حال، پریشان رُخ، پریشان مُو!

جیسے زندگی سے بیزار ہو چکا ہو،

رشدی ہے یہ!

جس کی ذہانت، جس کی قابلیت، جس کی شرافت اور انسانیت کی سارے کالج میں دھوم تھی جو کبھی فیل نہیں ہوا، ہمیشہ امتیاز کے ساتھ تمام امتحانات پاس کرتا رہا، لیکن اس کے باوجود اپنی حسرتوں کو اس شہر میں دفن کر کے ایک دوسرے شہر جا رہا ہے!

سچ ہی تو کہہ رہا تھا دل اُچاٹ ہو گیا ہے اس شہر سے!،

یہاں کیا کرے رہ کر؟

اب کون سی کشش باقی رہ گئی ہے یہاں؟

وہ دل و جان سے فاخرہ کو چاہتا تھا، فاخرہ دل و جان سے اُسے چاہتی

تھی، لیکن دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے دور رہنے پر مجبور ہیں!"

دونوں کبھی نہیں مل سکتے — کبھی نہیں!

اگر وہ یہاں رہتا تو شاید دیوانہ ہو جاتا، شاید کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا، شاید خودکشی کر لیتا، شاید اس کی حرکتِ قلب بند ہو جاتی، اچھا ہی کیا جو اس شہر کو چھوڑ کر فرخ نگر چلا گیا۔

یہ ٹھیک ہے کہ وہ وہاں تنہا، اجنبی اور غریب الوطن ہوگا، لیکن فاخرہ کا کانٹا تو نہیں ہوگا، جو ہر وقت اس کے دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔

ہاں یہ فرار ہے، لیکن فرار کے سوا کوئی اور چارہ بھی تو نہیں تھا!

اور یہ پانچ سو روپے —!

یہ میرے ایک ہزار سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں، کہیں زیادہ گراں ہیں یہ!

یہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ قیمتی ہیں، ایک کروڑ سے بھی زیادہ!

یہ اس کے زخمی اور شکستہ دل کے ٹکڑے ہیں جو اس نے نذرِ دل کئے ہیں۔ لیکن اتنی احتیاط کے ساتھ کہ اس راز سے — میرے سوا — کوئی بھی واقف نہیں!

کیا محبت ایسی بھی ہوتی ہے۔؟

فاخرہ اگر اس کی نہیں بن رہی تھی، نہیں بن سکتی تھی تو وہ بھی اسے بھول جاتا مردوں کا شیوہ ہی یہی ہے، لیکن اسے نہ پا کر بھی، اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جانے کے باوجود بھی، اپنی آخری پونجی اس نے نثار کر دی!

کیا یہ کوئی معمولی ایثار ہے۔؟

کیا یہ کوئی معمولی بات ہے؟

دونوں اپنی جگہ عجیب و غریب ہیں، کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی فاخرہ اپنے رنگ میں یکتا ہے ارشدی اپنے رنگ میں منفرد!

پھر اس نے کچھ اطمینان سا محسوس کیا، وہ سوچنے لگی، میں جو ایک ہزار

دے رہی تھی وہ بہت کم تھے، اب ڈیڑھ ہزار ہو جائیں گے، لیکن اب غنیمت حد تک رسم انجام دی جا سکے گی، غنیمت حد تک جسے غریبانہ کہتے ہیں!

سہ پہر کو ناہید آئے گی، اسے ایک ہزار کے بجائے ڈیڑھ ہزار ملیں گے تو کتنی خوش ہو گی، لیکن اگر پوچھ بیٹھی، آپ تو ایک ہزار کہہ رہی تھیں یہ پانچسو بڑھ کیسے گئے؟ کہہ دوں گی حساب کچھ غلط ہو گیا، میرے پاس ڈیڑھ ہزار جمع تھے،

---

(۱۷)

شام کو ٹھیک چار بجے ناہید پہنچ گئی، رخشی نے اس کا تپاک اور گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا، کہنے لگی،

فاخرہ کہاں ہے؟

وہ بولی "گھر میں، — اب ان کا آنا جانا اور باہر نکلنا بند ۲۵ تاریخ تک"

"ہاں خیر یہ تو ہونا چاہیئے!"

"اب ان کی قائم مقام میں ہوں آج سے!"

قائم مقام کا کیا مطلب؟"

جہاں جہاں وہ ٹیوشن کرتی تھیں، اب میں جایا کروں گی، کسی نے بھی تو انکار نہیں کیا، سب مان گئے، بڑے شریف لوگ ہیں بیچارے!"

"تو گویا اب کماؤ پوت تم ہو؟"

"جی اور کیا —"

"یہ تو بتاؤ فاخرہ کی کیفیت کیا ہے؟ حال کیا ہے؟"

"وہی جو تھا، کبھی خوش، کبھی افسردہ، کبھی متبسم، کبھی آنکھ پرنم، کھانے بیٹھیں تو دو لقمے کھا کر اٹھ گئیں، چائے پینے پر آئیں تو ایک ہی نشست

ہیں کئی کئی پیالیاں پی گئیں، — آپا رخشی میرا خیال ہے وہ سخت ذہنی کشمکش میں مبتلا ہیں"

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو ناہید!"

"لیکن اس کا کچھ تدارک بھی ہے؟"

"کچھ نہیں — خود کردہ را علاجے نیست، اس نے سوچ سمجھ کر جو قدم اٹھایا ہے اسے پیچھے نہیں ہٹا سکتی یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے۔!"

"اچھی فطرت ہے، جان پر بن جائے، مگر فطرت کے خلاف کوئی بات نہ ہو!"

ہاں ناہید وہ ایسی ہی ہے!"

"میں نے تو ابھی تھوڑی دیر ہوئی پھر کہا تھا اُن سے!"

"کیا کہا تھا!"

"یہی کہ اب بھی وقت ہے، اب بھی سب کچھ ممکن ہے ابھی ہم اپنے قبضے میں ہیں —"

"پھر؟ — کیا بولی وہ؟"

"بگڑ گئیں کہنے لگیں تیرا تو دماغ خراب ہوا ہے، کیوں آپا رخشی یہ پاگل پنے کی باتیں ہیں جو میں نے کی تھیں!"

ناہید ہم سب پاگل ہیں، یہ ساری دنیا پاگل ہے!"

"یہ لیجئے (مسکراتے ہوئے) آپ تو ان سے بھی دو قدم آگے نکلیں!"

رخشی نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"لاکھ سنِ شعور کو پہنچ چکی ہو، لیکن یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتیں!"

"تو کیا یہ بھی کوئی فلسفہ ہے؟"

"ہاں ناہید، — یہ فلسفہ ہے اور بڑا پیچیدہ، اس کا سمجھنا بھی مشکل ہے اور سمجھانا بھی، لیکن ایک وقت آتا ہے کہ انسان خود ہی بلکہ خود بخود اسے سمجھ لیتا ہے اس وقت کا انتظار کرو!"

"بہت اچھا — لیکن یہ تو بتایئے اب پروگرام کیا ہے؟"

رخشی اٹھی اور الماری سے پندرہ نوٹوں کا ایک بنڈل نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگی،

جو کہو — بس وہی پروگرام ہے!"

ناہید نوٹوں کو گننے لگی۔ جب گن چکی تو پانچ نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔

"یہ زیادہ آئے ہیں آپا!"

رخشی نے وہ نوٹ اُسے واپس کرتے ہوئے کہا،

"زیادہ نہیں ہیں، میری یادداشت نے مجھے دھوکا دیا، میرا خیال تھا ایک ہزار جمع ہیں، یہاں آ کر گنا تو پندرہ سو نکلے، میں باغ باغ ہو گئی!"

"میری طبیعت آپ سے زیادہ باغ باغ ہے آپا!"

اس لئے کہ میرے پاس چھ سو روپے اور ہیں!"

"اب تو کام خوب بن جائے گا، لیکن یہ کہاں سے ملے؟"

"چندہ کر کے!"

"واقعی تیرے دیوانے ہونے میں شبہ نہیں، چندہ کرنے کہاں گئی تھی تو؟"

"جہاں گھر سے ٹیوشن کرنے جاؤں گی — دیکھئے تین جگہ ٹیوشن ہے ہر جگہ سے دو دو سو روپے پیشگی لے لئے میں نے، جو ماہ بہ ماہ کٹتے رہیں گے!"

"اوہو تو آپ سمجھدار بھی ہیں خیر سے! — یہ تو تم نے بڑا اچھا کام کیا"

ناہید نے حساب بتاتے ہوئے کہا۔

"امی کا زیور گیارہ سو روپے میں بک گیا، چھ سو یہ ہوئے کل کتنے ہوئے؟ — ۱۷ سو!! اور پندرہ سو یہ جو آپ نے دیئے ہیں۔ اوہو یہ تو ۳۲ سو ہو گئے، آپا رخشی اب تو انشاءاللہ بہت دھوم دھام سے ہماری آپا الوداع ہوں گی!"

"ہاں — تو چلو شاپنگ کر آئیں چل کر!"

"چلئے — لیکن گھر پہنچتے ہی میری شامت آ جائے گی!

"شامت کیوں آجائے گی؟"

"وہ پوچھیں گی کہاں سے ڈاکہ ڈال کر یہ اتنی ساری چیزیں اٹھا لائی پھر کیا جواب دوں گی؟"

رخشی نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

"کہہ دینا یہ سوال ڈاکوؤں کے سردار سے کرو!"

وہ ہنسنے لگی،"خدا کی قسم یہی کہوں گی، لیکن آپ بھی چلیں گی میرے ساتھ!"

"ہاں ہاں چل تو رہی ہوں، گھبراتی کیوں ہو؟"

دونوں ساتھ ساتھ گھر سے نکلیں اور سیدھی صرافہ بازار پہنچیں، وہاں کئی دوکانوں کا جائزہ، ایک دوکان پر مطلب کی چیزیں مل گئیں، سونے کی تین تین چوڑیاں، بندے اور انگوٹھی، یہ سامان خرید کر فرنیچر بازار پہنچیں وہاں سے کچھ ضروری سامان خریدا، دام ادا کر کے گھر کا پتہ نوٹ کرا دیا کہ وہاں سامان پہنچا دیا جائے، اس کے بعد برتن بازار کا رُخ کیا وہاں سے ضروری چیزیں خریدیں، قیمت ادا کر کے وہاں بھی پتہ نوٹ کرا دیا۔ کہ سامان گھر بھیج دیا جائے ان کاموں سے فارغ ہو کر رخشی نے کہا۔

"اب سب سے زیادہ کٹھن مرحلہ درپیش ہے ناہید بیگم!"

اور قبل اس کے کہ ناہید کچھ پوچھے رخشی نے کہا۔

"اب ہمیں کپڑے خریدنے ہیں، کچھ ریشمی اور زیادہ تر سوتی، میری پسند ہمیشہ اُسے پسند آتی ہے، امید تو ہے کوئی اعتراض نہیں کرے گی، لیکن اگر کوئی رنگ نا پسند آیا تو بگڑ بھی جائے گی۔ خیر کوئی پرواہ نہیں اگر ایسا ہوا تو وہ میں رکھ لوں گی، اس کے لئے اس کی پسند کا دوسرا لا دوں گی۔!"

ناہید نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن انشاء اللہ ایسا ہوگا نہیں انہیں آپ کے انتخاب پر اعتماد ہے

اکثر ہم لوگوں سے تعریف کیا کرتی ہیں۔ کہ ایسے رنگ پر رخشی کی نظر پڑتی ہے جو دل میں کھبا جا رہا ہے۔

رخشی ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔

کیوں ری دو بالشت کی چھوکری تو اب مجھے بنانے لگی ؟ تیری یہ جرأت!" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"سچ آپا، ابھی آپ چل تو رہی ہیں گھر تجربہ ہو جائے گا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔؟"

کپڑے کی خریداری بھی ہو گئی یہ سارا سامان ۲۱۹ روپے کا آیا، رخشی نے کہا

"بھئی سستے چھوٹے دو سو پھر بھی بچ رہے، اور ہم نے جو چیزیں خریدی ہیں ان پر انشاء اللہ دیکھنے والوں کی نگاہ ٹھہر جائے گی جا کر!"

ناہید خاموش نہ رہ سکی کہنے لگی

"بشرطیکہ آپ اس وقت موجود نہ ہوئیں!"

رخشی نے حیرت سے اسے دیکھا اور پوچھا،

"اس کا کیا مطلب؟"

وہ سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوئی،

"آپ کی موجودگی میں کسی اور چیز پر جا کر نگاہ کس طرح ٹھہر سکتی ہے!

رخشی ہنسنے لگی، تجھ سے جیتنا اور بازی لے جانا بہت مشکل ہے — میں تو خیر، تیری حاضر جوابی سے لطف لیتی ہوں، لیکن فاخرہ تو بہت سنجیدہ مزاج ہے وہ تو جل جاتی ہو گی باتیں تیرے منہ سے سن کر؟"

وہ کہنے لگی،" ہاں ایسا سمجھتی ہیں میری باتوں سے کہ بس چلے تو گلا گھونٹ دیں، بس تو ہے چاہیں تو گھونٹ بھی دیں کون ان کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ لیکن جانتی بھی بہت ہیں اس لئے خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتی ہیں بے چاری"

اتنے میں ایک تانگہ سامنے سے گزرا، رخشی نے اسے اشارہ سے

بتایا دام طے کئے اور ناہید سے کہا۔
"آؤ بھئی، بڑی دیر ہو گئی اس شاپنگ کے چکر میں، ابھی گھر بھی جانا ہے، بہت سے کام انتظار کر رہے ہوں گے میرا!"
ناہید نے کہا "لیکن ابھی تو آپ ہمارے ہاں چل رہی ہیں۔ چل رہی ہیں نا" وہ مسکراتی ہوئی بولی،
"ہاں بھئی چل تو رہی ہوں، خدا کرے محنت پھل ہو، کچھ مین میخ نہ نکالیں بی فاخرہ۔!"
"اس کا میں ذمہ لیتی ہوں مطمئن رہیے!"
"اچھا ہاں بھئی ذرا ایک مرتبہ پھر حساب کر لو، گھر سے ہم اکیس سو لے کر چلے تھے، چھ سو تمہارے اور پندرہ سو میرے!"
"جی ہاں ــ اور ابھی دو سو نقد موجود ہیں!"
"ایک ہزار امی کے پاس رکھے ہیں کیوں ناہید؟"
"جی ہاں، اس طرح کل بارہ سو ہوئے!"
"اس بارہ سو میں بارات کی وہ شاندار دعوت ہو گی کہ باراتی بھی یاد کریں گے کہ کہیں ہم نے کھانا کھایا تھا!"
جی ہاں ــ میرا خیال ہے پھر بھی کچھ بچ ہی جائے گا۔
میرا خیال بھی ایسا ہی ہے، اچھا ہے جو بچ جائے گا، چوتھی، چالا اور نہ جانے کیا کیا رسمیں شادی کے بعد بھی تو انجام دینا پڑیں گی!"
"اب میرا دل مطمئن ہے، خدا نے چاہا تو سارے مرحلے خوبی کے ساتھ طے ہو جائیں گے ــ دیکھئے تو سہی، یا تو یہ حالت تھی کہ سو روپے کی بھی امید نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا آپا یوں ہی بغیر کچھ لئے دیئے رخصت کر دی جائیں گی۔ یا خدا نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر رخشی آپا صرف ۲۴ گھنٹے کے اندر بے سان و گمان تین ہزار سے زیادہ کا انتظام کر دیا۔ امی کا زیور

بھی بک گیا۔ مجھے ٹیوشن والوں سے پیشگی رقم بھی مل گئی، آپ کی جمع جتھا بھی کام آگئی یہ خدا کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے؟"

"اللہ میاں کے کھیل ایسے ہی ہوتے ہیں جو خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ کبھی ناکام اور مایوس نہیں ہوتے!"

"لیکن رخشی آپا میرا دل ڈول رہا ہے!"

"یہ کیوں؟ — کس تقریب میں؟"

"اس ساز و سامان کے ساتھ گھر جانے کی تقریب میں!"

رخشی ہنسنے لگی۔

"فکر نہ کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں!"

(۱۸)

رخشی اور ناہید کے گھر پہنچنے سے ذرا دیر پہلے فرنیچر اور جہیز کا دوسرا سامان اور قبیلِ ظروف وبرتن پہنچ چکا تھا اور اختر پڑھے والے سے کہہ رہا تھا۔

"پتہ تو یہی لکھا ہے جس پر تم آئے ہو، لیکن یہ سامان یہاں کسی نے نہیں منگایا تھا"

ناہید نے یہ الفاظ سن لئے اور تانگے پر بیٹھی بیٹھی پکاری،

"ہم نے منگایا تھا کیوں پریشان کہہ رہا ہے بے چارے کو خواہ مخواہ دنگی کہیں کا، جس سے دیکھو لڑنے مرنے کو تیار!"

وہ تو زور سے دروازہ بند کر کے اندر بھاگ گیا، ناہید نے تانگے سے اتر کر مزدوروں کی مدد سے سامان گھر میں پہنچایا، اتنی دیر میں اختر کی براڈکاسٹ کی ہوئی، سارے گھر میں گونج رہی تھی کہ،

"باجی تو آج چھکڑا بھر چیزیں لائی ہیں!"

اتنے میں ناہید اور رخشی بھی پہنچ گئی، پہلے سارا سامان امی کو دکھایا پھر ان کی منظوری اور دُعا لے کر اسے قرینے سے ایک کمرے میں سجا دیا، پھر یہ دونوں فاخرہ کے کمرے میں پہنچیں، اس نے فاخرہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھئی اس تمہاری ناہید نے تو ٹھکا ڈالا!"

اس نے پوچھا" کون سے گڑھ جیت کر آئی ہو؟"
رخشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔
" آؤ دیکھ لو تم بھی کیا یاد کرو گی۔
فاخرہ ان دونوں کے ساتھ اس کمرے میں پہنچی جہاں ظروف برتن، کراکری اور فرنیچر وغیرہ سلیقے سے سجے ہوئے رکھے تھے۔ اس نے پوچھا۔
" یہ کیا ۔۔۔؟"
رخشی نے کہا" اب چلو اپنے کمرے میں وہاں تفصیل سے بتائیں گے!"

یہاں آکر اس نے وہ کپڑے اور زیور سامنے رکھ دیئے جو ابھی ابھی خریدے تھے، فاخرہ نے حیران ہو کر کہا،
" آخر یہ سب کیا ہے۔؟"
وہ بولی" تمہارا جہیز!"
فاخرہ نے ناہید کی طرف دیکھ کر سوال کیا،
روپے کہاں سے آئے ان چیزوں کو خریدنے کے لئے۔"
ناہید نے کہا" کچھ چیزیں تو رخشی آپا نے قرض دلا دی ہیں، جن کی ہلکی سی قسط مقرر ہوئی ہے جو آسانی سے ہم ادا کرلیں گے بغیر کسی دشواری اور زحمت کے، باقی گیارہ سو میں امی کا زیور بکا، چھ سو روپے ٹیوشن والوں سے پیشگی لئے ہیں۔ رخشی آپا کو داد دو، کتنی اچھی چیزیں ہیں اور کتنے کفایت کے داموں خریدی ہیں!

وہ بولی" رخشی کا شکریہ تو ادا ہوتا رہے گا۔ لیکن سوال یہ ہے آخر اس قرض کی کیا ضرورت تھی، قسطوں پر اتنا بڑا بوجھ تم نے سر پہ لا دیا ہے یہ کیسے اتارو گی؟ کیا ہوگا؟
ناہید نے بڑے اطمینان اور خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا۔

"یہ سوچنا میرا کام ہے!"

ناظرہ کو ہنسی آ گئی، اس نے کہا،

"سنتی ہو رخشی اس کی باتیں؟"

وہ بولی، "ٹھیک تو کہہ رہی ہے، بجائے اس کے کہ ایسی جاں نثار اور فداکار بہن کی قدر کرو اس کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئی ہو!"

وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی،

"نہیں رخشی یہ بات نہیں ہے، ناہید محبت کے جوش میں یہ کر تو گزری ہے، لیکن بعد میں پریشان ہو گی بیچاری!"

ناہید نے لقمہ دیا،

"ناہید نے پریشان ہونا نہیں سیکھا ہے آپا!"

---

(۱۹)

آج ۲۵ ؍تاریخ تھی!

فخری اور فاخرہ آج نہ ٹوٹنے والے رشتے میں باندھے جارہے تھے ایسا رشتہ جو زندگی کے ساتھ ہی ٹوٹتا ہے!"

فخری کی مسرّت اور نشاطِ لازوال کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا!

آج اس کی دیرینہ حسرت پوری ہو رہی تھی!

اپنی اس مختصر سی زندگی میں اپنے اس مختصر تر عہدِ جوانی میں اس نے شوریدہ سری اور آشفتہ خاطری کے مظاہروں میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی تھی۔

اس کی زندگی رنگینیوں کا مرقع ہی تھی!

آج سے پہلے تک بھی وہ محبّت ہی کرتا رہا تھا!"

"اس کی محبّت کبھی ناکام نہیں ہوئی، اس کے ہمراز اور ہم عنان اسے طعنہ دیتے تھے کہ وہ بے وفا ہے، خود غرض ہے، حسن کا ڈاکو ہے اس لئے آج تک کبھی کسی سے عہد وفا نہیں بنا ہا!

اور وہ ہنس ہنس کر مسکرا مسکرا کر جواب دیتا تھا۔

"دوستو یہ مختصر سی زندگی اگر عہدِ وفا نبانے میں صرف کر دی جائے تو اس سے بڑھ کر اس کا غلط مصرف کوئی اور نہیں ہو سکتا، انسان کی زندگی مختصر ہوتی ہے اور عہدِ شباب اور زیادہ مختصر ہوتا ہے، اسے اگر یاسِ وفا میں گذار دیا جائے تو اس سے بڑھ کر حماقت نہیں ہو سکتی دوستو یہ کفرانِ نعمت ہے۔"

اور اس کے بے تکلف اور ہم مشرب دوست ایک فلک بوس قہقہہ لگا کر سوال کرتے۔

"یہ کفرانِ نعمت اس طرح ہے بھائی؟"

وہ اور زیادہ اکڑ کر، خود ستائی، نخوت، پندار اور خود اعتمادی کا پیکر بن کر جواب دیتا۔

سال میں ایک مرتبہ خزاں کا موسم آتا ہے، ایک بار بہار کا، خزاں کے موسم میں پھول مرجھا جاتے ہیں، ہری بھری پتیاں زرد ہو جاتی ہیں شاخیں سوکھ جاتی ہیں، کونپلیں دم توڑنے لگتی ہیں، سبزۂ خودرو تک زمین کے پردے میں منہ چھپا لیتا ہے۔

اور جب موسم بہار آتا ہے تو نئے پھول کھلتے ہیں، نئی کونپلیں ابھرتی ہیں زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے!

وفا جانتے ہو کیا ہے؟ کیا چیز ہے؟

نہیں جانتے، جانتے بھی تو جاننا نہیں چاہتے،

میں بتاتا ہوں۔

سنو، وفا، یہ وفا جس کا دنیا اتنا ڈھنڈورا پیٹتی ہے نام ہے ان مرجھائے ہوئے پھولوں کو سینے سے لگائے رکھنے کا، ان سوکھی ہوئی شاخوں سے عشق کرنے کا، ان دم توڑتی ہوئی کونپلوں کو مرکزِ چشم بنائے رکھنے کا — سچ کہو یہ حماقت کی انتہا ہے یا نہیں۔

اور وہ چیز جسے تم بے وفائی اور میں زندگی کی اصل روح کہتا ہوں جانتے ہو کیا ہے، نہیں تم یہ بھی نہیں جانتے، سنو، میں بتاتا ہوں،

وہ چیز جسے تم بے وفائی اور میں زندگی کی اصل روح کہتا ہوں نام ہے موسم بہار کے نئے کھلے ہوئے، جاذبِ نظر اور قلب و روح میں بس جانے والے پھولوں کو آنکھوں سے لگانے کا!۔ ان کی خوشبو سے ان کی تازگی سے ان کی رعنائی سے لطف اندوز ہونے کا۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ہے جو اس جذبے کو بُرا کہہ سکے؟

لیکن احمقو تم کہتے ہو، کہا کرو، میں پرواہ نہیں کرتا، کرتا رہوں گا جو کرتے آیا ہوں، اسی کا نام زندگی ہے اسی کا نام زندگی سے لطف اندوزی ہے، زندگی نام ماتم کا نہیں جشنِ مسرت کا ہے جو لوگ مرجھائے ہوئے پھولوں کا ماتم کرتے ہیں، انہیں ماتم کرنے دو میں تو ان مرجھائے پھولوں کو پاؤں تلے روند ڈالتا ہوں اور موسم بہار کا انتظار کرتا ہوں کہ نئے پھول کھلیں اور ان سے میں مشامِ جسم و جان کو معطر کر دوں۔

کیوں دوستو کیا اب بھی تم مجھے بے وفا سمجھو گے۔؟

کیا اب بھی تم پاسِ وفا نام کی ایک احمقانہ اصطلاح استعمال کرتے رہو گے؟

اور ان دوستوں کے حلقے میں فخری کی یہ لن ترانیاں سن کر چہ مہ گوئیاں شروع ہو جاتیں کہ کلاس میں یہ کتنا ہی غبی اور بدھو کیوں نہ ثابت ہوتا ہو لیکن ویسے ہے بہت بڑا فلسفی کیا بات پیدا کی ہے ظالم نے، کیا نکتہ سوجھا ہے اس افلاطون کے شاگرد رشید کو۔

اور پھر کوئی منچلا سوال کر دیتا،

"یار تم نے جو کچھ کہا بجا اور درست، لیکن کیا ایک سوال کا جواب دے سکو گے؟"

اور وہ نشاط و سرخوشی کے عالم میں جواب دیتا۔

ایک ہے ــــ اور تمہارے ہر سوال کا جواب میری طرف سے ایک اور صرف ایک ہی ہوگا یعنی،

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

کیا یہ جواب سننے کے بعد بھی تم کوئی سوال کرنے کی ہمت رکھتے ہو؟"

اور کوئی من چلا کہہ اٹھتا،

"ہاں ــــ بھاگنے کا راستہ مت تلاش کرو، سیدھا سادھا سوال ہے اس کا جواب اگر دے سکتے ہو تو دو، ورنہ اقرارِ شکست کر لو!"

فخری اور زیادہ تن کر اور زیادہ نشۂ جوانی سے سرشار ہو کر کہتا،

"پوچھو، جواب ملے گا۔!"

اور پھر قہقہوں کے شور میں سوال کیا جاتا،

"موسمِ خزاں میں مرجھانے والے اور موسمِ بہار میں کھلنے والے پھولوں کا نظریہ بڑا دلچسپ ہے، لیکن یہی نظریہ اگر، ایک عورت کی طرف سے پیش ہو، ایک عورت بھی اگر مردوں کا اسی طرح مذاق اڑائے اور رسم و وفا کو بھول کر، آئین بے وفائی اختیار کرلے وہ بھی مرجھائے پھولوں کو نفرت سے دیکھے اور نئے کھلنے والے پھولوں پر جان دینے لگے تو گوارا کر لوگے؟"

یہ بہت عجیب اور ٹیڑھا سا سوال تھا، فخری کچھ جھکرا سا گیا، اس نے سوچنے کی کچھ مہلت حاصل کرنے کے لئے، سائل کو الجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو تم کیا مقصد ہے تمہارا!"

اس کی حاضر دماغی کا یہ عالم بھی دوستوں نے سمجھ لیا اور وہ پھر ہنسنے لگے اور سائل نے کہا۔

انتظار تبا رہا تھا کہ کوئی آئے گا نہیں اور ایسا ہی ہوا بھی،

جہاں تک فاخرہ اور ناہید کا تعلق تھا کسی کو پرواہ نہیں تھی کہ چچا یا چچی نہ یہاں تک آئے اور اس تقریب میں شرکت کرنے کی زحمت کیوں نہیں گوارا کی، لیکن امی بہت بے کل تھیں، وہ بار بار پوچھتی تھیں اور سوال کرتی تھیں ان کے دل کی حسرت یہ تھی کہ لڑکی (فاخرہ) کا باپ مر چکا اب اس دنیا میں اگر کوئی اس کے سر پر ہاتھ رکھنے والا ہو سکتا ہے تو وہ چچا ہی کا دم ہو سکتا ہے، لیکن چچا نے آج بھی بائیکاٹ قائم رکھا، اگر دو منٹ کے لئے آ جاتے تو کیا بگڑ جاتا؟ کچھ ان سے مانگا تو نہیں جا رہا تھا، کوئی تقاضہ اور مطالبہ تو نہیں ان سے، پھر یہ سرد مہری کیوں؟ مغائرت کس لئے؟ یہ سوچتے سوچتے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، ناہید نے درد بھرے لہجہ میں سوال کیا۔ امی! یہ خوشی کا موقع ہے، آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

امی نے روتے روتے اپنے تاثرات بیان کر دیئے، ناہید ان باتوں سے جھلا گئی اس نے کہا۔

"ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا، انہوں نے اپنا فرض نہیں ادا کیا، غمگین انہیں ہونا چاہیئے یا ہمیں؟"

اور پھر اس نے رازدارانہ لہجے میں ایک اور بات ماں سے کہی۔

"امی میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ وہ لوگ اتنی بڑی جگہ آپا کی شادی کا حال سن کر جل گئے، اچھا ہے جل کر بھسم ہو جانے دیجئے!"

یہ بات کام کر گئی، امی کی سمجھ میں آ گئی۔ انہوں نے کہا،

"لیکن اس میں ان کا نقصان ہے؟"

وہ بولی، "بہت بڑا نقصان ہے، اب تک وہ اپنے آپ کو نہ جانے کیا سمجھتے تھے، اب بھلا کون اپنی امارت پر فخر کر سکتا ہے۔"

اتنے میں شور ہوا قاضی صاحب تشریف لاتے ہیں!"

حصّہ پنجم

تلخیاں

زندگی اپنی جو اس رنگ میں گزری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

(۱)

فاخرہ دولہن بنی ہوئی اپنے حجلۂ عروسی میں ایک گٹھڑی کی طرح مسہری پر پڑی ہوئی تھی، اور دگرد کچھ سہیلیاں تھیں، کچھ دولہا کی رشتے دار لڑکیاں شمی اور اس کی سہیلیاں، یہ سب اس گٹھڑی میں حرکت اور زندگی پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھیں، کوئی گدگدا رہا تھا، کوئی چٹکیاں لے رہا تھا، کوئی لطیفے سنا رہا تھا۔ کوئی دولہن کو آئینہ دکھا رہا تھا۔

فاخرہ کے مزاج اور افتادِ طبع کے لحاظ سے یہ سب حد درجہ مہمل اور ناقابلِ برداشت باتیں تھیں، لیکن اسے اس گھر میں رہنا تھا زندگی بسر کرنا تھی۔ یہ تلخ گھونٹ مجبوراً پینا پڑا۔

شمی کی ایک سہیلی نادرہ نے فاخرہ کے پاس منہ لے جا کر کہا۔

"ہم لوگ تو کباب میں ہڈی دکھائی دے رہے ہوں گے، ساجن کا انتظار ہو گا، فراق کی گھڑیاں گن رہی ہوں گی۔ کیوں بی دولہن صاحبہ!"

مگر فاخرہ نے طے کر لیا تھا کہ ان لوگوں کی ان شرارتوں کا جواب خاموشی سے دے گی، اس نے خاموشی اختیار کیے رکھی!

درحقیقت وہ اس وقت اس نئی زندگی اور اس کے ثمرات ونتائج

پر غور کر رہی تھی، اس نے بہت بڑا جوا کھیلا تھا، اس جوئے میں اپنی زندگی اور محبت داؤ پر لگا دی تھی، اگر جیت گئی تو زندگی تباہ کرنے کا پھل کم سے کم یہ تو ملے گا کہ جن غموں نے جاں بلب کر رکھا تھا۔ ان سے نجات مل جائے گی اور اگر ہار گئی تو —؟

یہ بڑا ٹیڑھا سوال تھا!

اس سوال کا کوئی جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

وہ یہ باتیں سوچ رہی تھی اور شمّی کی سہیلیاں — شاید شمّی کی شہہ پر — اس کا مذاق اڑا رہی تھیں۔

نادرہ کو جب فاخرہ نے کوئی جواب نہیں دیا، تو اس نے جل کر شمّی سے کہا۔

تمہاری یہ بھابی صاحبہ تو کوئی بہت بڑی نواب زادی معلوم ہوتی ہیں، ہم بیچاروں کو خاطر میں نہیں لاتیں!"

شمّی نے کہا، "ہاں بھئی بہت بڑی نواب زادی ہیں!"

فوراً ہی شمّی کی ایک اور سہیلی زلفی بولی،

"ہاں اور کیا — بہت بڑی نواب زادی ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ چھکڑوں جہیز لائی ہیں۔ سنا ہے ان کے گلے میں جو ہار پڑا ہے اس میں کوہِ نور ہیرا بھی ہے۔ کیوں شمّی؟"

شمّی نے ہنستے ہوئے کہا، یہ اس ہیرے کی تو روشنی ہے جو کمرہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے، کہیں بجلی میں بھی اتنی روشنی ہوتی ہے؟"

شمّی کے اس فقرہ پر سب سہیلیاں زور زور سے ہنسنے لگیں، فاخرہ کا جی چاہا کہ تکلّف بالائے طاق رکھ کر ایسی کھری کھری سنائے کہ مزاج درست ہو جائے سب کا لیکن وہی مصلحت بینی کام آئی ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹالتی رہی۔ اس میں عافیت بھی تھی۔

بڑی دیر تک یوں ہی قہقہے اور نغمے برستے رہے! یہاں تک کہ بارہ بج گئے، گھڑیال نے جیسے ہی بارہ بجائے زلفی نے کہا۔

"بھئی دولہا میاں کب آئیں گے؟ ہم آخر کب تک پہرہ دیتے رہیں یہ بھی اچھی رہی، دُلہن وہ بیاہ کر لائیں اور رکھوالی ہم کریں!"

اتنے میں دھوم مچی کہ دولہا میاں آرہے ہیں یہ شور سنتے ہی شمی سمیت ساری سہیلیاں غائب!

(۲)

ناخرہ اب اپنے کمرے میں تنہا تھی!

یہ سن کر کہ فخری آرہا ہے اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا!

ہم کسی آدمی سے نفرت کرتے ہیں تو اس کا اظہار کر دیتے ہیں اس کی کوئی بات ناپسند ہوتی ہے تو اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر دیتے ہیں، اس کے منہ سے بدبو آتی ہے تو اپنا منہ اس کے قریب نہیں لے جاتے وہ ہمارے پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھتا ہے ہم پرے ہٹ جاتے ہیں!

لیکن عورت جب بیوی بن جاتی ہے یا حالات سے مجبور ہو کر کسی کی بن جاتی ہے تو وہ ان تمام آزادیوں سے محروم ہو جاتی ہے!

وہ شخص بھدا ہو، بدصورت، منہ سے سڑاندآتی ہو، وہ کتنا ہی ناقابلِ برداشت کیوں نہ ہو مگر عورت اسے برداشت کرتی ہے، خندہ جبینی کے ساتھ برداشت کرتی ہے، کیا یہ ضبط، یہ تحمّل یہ برداشت، یہ حوصلہ عورت کے سوا خدا نے کسی اور مخلوق کو بھی بخشا ہے؟

جس شخص کے قدموں کی چاپ آرہی تھی، جو شخص اس کمرے میں پورے مالکانہ حقوق کے ساتھ داخل ہوا چاہتا تھا۔ ناخرہ نے کبھی اس

سے محبت نہیں کی تھی، کبھی اسے نہیں چاہا تھا کبھی اسے پسند نہیں کیا تھا!
صرف یہی نہیں بلکہ دل میں ہمیشہ اسے ناپسند کیا تھا، اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں تھی جو فاخرہ کو مرغوب ہوتی، وہ سنجیدہ مزاج تھی یہ مسخرا تھا وہ باکردار تھی یہ کردار سے مبرا تھا، وہ با اصول تھی اس کا کوئی اصول نہیں تھا۔ وہ خوبصورت ہی نہیں خوب سیرت بھی تھی۔ اور اس کے پاس سیرت کی قسم کی کوئی چیز نہیں تھی، وہ پاک دامن تھی۔ یہ عیاش تھا، لیکن حالات سے مجبور ہو کر وہ اسے اپنا شوہر بنانے، اس کی بن جانے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دینے پر مجبور ہو گئی تھی۔

ایک مرد اس طرح کی بیوی ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا، لیکن ایک عورت اس طرح کے شوہر کو اکثر و بیشتر برداشت کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے، صرف اس طرح سماج میں وہ عزت کی زندگی بسر کر سکتی ہے، صرف اس طرح کسی حد تک وہ ذہنی اور قلبی سکون حاصل کر سکتی ہے۔

فاخرہ نے فخری کو برداشت کر لیا تھا اور اب وہ زندگی بھر اسے برداشت کرتے رہنے کی پابند تھی!

بے شک مجبور تھی لیکن یہ مجبوری رضا کارانہ تھی، عورت کی جتنی مجبوریاں ہیں وہ زیادہ تر رضا کارانہ ہی ہیں، لیکن وہ اس طرح قبول کرتی ہے جیسے یہ نوشتۂ تقدیر ہو، جیسے یہ آسمان سے نازل شدہ احکام ہوں، جیسے اگر اس نے یہ نہ کیا تو جہنم بھی اسے قبول نہیں کرے گا!"

(۳)

دروازہ زور سے کھلا،

فاخرہ چونک پڑی!

فخری جھومتا ہوا حجلۂ عروسی میں داخل ہوا،

نہ پئے اور جھومتا جائے

ہے ریاض اک جوانِ مست خرام

لیکن یہ تو شاید پئے ہوئے ہے!

اس کے پاؤں لڑکھڑا رہے ہیں، بدن پر عجیب طرح کا ارتعاش طاری ہے!

وہ آیا، اور فاخرہ کے قریب آکر بیٹھ گیا، اس نے فاخرہ کے چہرے پر سے چادر ہٹا دی اور اسے مخاطب کیا۔

"فاخرہ—"

ان الفاظ کے ساتھ دماغ کو پراگندہ کر دینے والی بُو کا ایک بھبکا آیا

یہ شراب کے سوا کسی چیز کی بدبو نہیں ہو سکتی تھی!

اب تک وہ نہ جانے کیا کیا سوچ رہی تھی؟ اپنے متعلق، رشدی کے بارے

ہیں، فخری کے لئے، لیکن اس بھبکے نے سارے خیالات منتشر کر دیئے وہ سوچنے لگی کیا فخری شراب پیتا ہے، پھر ضبط نہ کر سکی سنبھل کر بیٹھی اور سوال کر بیٹھی،

" فخری کیا تم شراب پی کر آئے ہو؟"

فخری نے بلند آہنگ قہقہہ لگایا،

ہاں — اگر چاہو تو تمہیں بھی پلا سکتا ہوں۔ پیو گی —؟

اس نے نفرت اور حقارت کے ساتھ فخری پر ایک نظر ڈالی اور کہا

" مجھے تو معاف ہی رکھو، لیکن یہ تم اچھا نہیں کرتے!"

فخری چمک گیا، اس نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہو آپ واعظِ شیریں گفتار بھی ہیں شکریہ!"

پھر اس نے ایک نگاہ فاضرہ کے چہرے پر ڈالی اور کہا

" کیا بات ہے تمہارے چہرے پر نشاط و مسرت کی وہ چمک نظر نہیں آتی جو آنی چاہیئے تھی!"

فاضرہ نے کہا" یہ تمہارا وہم ہے!"

وہ گویا" نہیں یہ میرا وہم نہیں ہے امر واقعہ ہے!"

فاضرہ نے کوئی جواب نہیں دیا، ذرا دیر خاموش رہ کر فخری نے کہا،

" شاید تمہیں رشدی یاد آ رہا ہے؟ — لیکن وہ بزدل ہے میں نے اسے شادی میں مدعو کیا تھا، وہ فرخ نگر بھاگ گیا!"

فاضرہ نے ناگواری کے ساتھ کہا۔

فخری تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس وقت رشدی کا ذکر چھیڑنے کا مقصد؟

وہ ہنسنے لگا، اس نے کہا۔

" کیا میں نے کوئی غلطی کی ہے؟"

فاضرہ نے جواب دیا،

رُشدی صاحب فرخ نگر چلے گئے، اب شاید وہ کبھی نہ آئیں، اور اگر آئیں بھی تو ہم سے مطلب؟ نہ وہ ہم سے مل سکتے ہیں نہ ہم ان سے پھر اُن کا ذکر کرنا، غلطی ہے کہ نہیں؟"

فخری نے زہر خند کرتے ہوئے سوال کیا،

"کیا تم رُشدی سے محبت نہیں کرتیں؟ بتاؤ فاخرہ! کیا تم رُشدی سے محبت نہیں کرتیں؟"

---

(۴)

یہ سوال کتنا عجیب تھا، کتنا مہمل تھا، کتنا اشتعال انگیز تھا!

ایسا معلوم ہوا جیسے یہ سوال کر کے فخری نے اس کے سینے پر بم کا گولا پھینک دیا ہو، وہ سُن سی ہو گئی، اس کا بدن سنسنانے لگا، اس نے جواب دینا چاہا مگر جیسے کسی نے تابِ تکلّم چھین لی تھی۔

فخری کچھ دیر جواب کا انتظار کرتا رہا، پھر اس نے کڑک کر اپنا سوال ایک مرتبہ اور دہرایا،

"بتاؤ فاخرہ کیا تم رشدی سے محبّت نہیں کرتی ہو؟"

فاخرہ کو غصّہ آ گیا اس نے بگڑے ہوئے تیور کے ساتھ کہا،

"اس طرح کا سوال کرتے تمہیں شرم نہیں آتی؟ — اگر تمہارا خیال تھا میں رشدی سے محبّت کرتی ہوں تو تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟ اور اگر تمہارا یہ صرف واہمہ ہے تو کہتی ہوں اس طرح کا سوال کرتے تمہیں شرم آنی چاہیئے، میاں اور بیوی کے درمیان صرف ایک رشتہ ہوتا ہے

رشتہ ہوتا ہے، جو انہیں زندگی بھر ایک دوسرے سے وابستہ رکھتا ہے اور وہ رشتہ ہے اعتماد کا — اگر شوہر بیوی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ یا بیوی شوہر

پر اعتماد نہیں کرتی تو انہیں ایک دوسرے کا شریکِ زندگی بننے سے انکار کر دینا چاہیئے، تم میرے شوہر ہو، میں تمہاری بیوی ہوں، مجھے تم پر اور تمہیں مجھ پر اعتماد ہونا چاہیئے ۔۔ اور دنیا کی تاریخ میں شاید یہ واقعہ بھی اپنی مثال نہیں رکھتا کہ کسی شوہر نے پہلی ملاقات میں اپنی بیوی سے یہ سوال کیا ہو؟"

فاخرہ کی گفتگو کے اثناء میں فخری اٹھ کر ٹہلنے لگا تھا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکی تو وہ پھر آ کر پاس بیٹھ گیا، اس نے آہستہ سے جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہا ہو، اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا،

"جتنا تم مجھے بے وقوف سمجھ رہی ہو، میں اتنا نہیں ہوں!"

شراب کی بدبو سے فاخرہ کا دماغ پھٹا جا رہا تھا، بہ مشکل اس نے اپنی متلی ضبط کی اور کہا۔

"کیا تم نے شادی اسی لئے کی تھی کہ مجھے ذلیل کرو؟"

وہ نہایت اطمینان سے گویا ہوا،

"ہاں اس لئے بھی اور اس لئے بھی کہ وہ انتقام لینا چاہتا تھا!"

"انتقام؟ — یہ میں کیا سُن رہی ہوں فخری؟"

"ہاں — انتقام، تم سے بھی اور رشدی سے بھی، رشدی سے کم، تم سے زیادہ!"

"لیکن میری خطا؟ میرا قصور؟"

"تم اب تک مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہو، کیا تم اپنی خطا سے واقف ہو یا ضرورت ہے کہ بتاؤں؟"

"میں نے کوئی خطا نہیں کی ہے۔!"

"کی ہے — تم رشدی سے محبت کرتی ہو، تم نے مجھے دھوکا دیا۔ تم نے مجھ سے نہیں میری دولت سے شادی کی ہے!"

یہ باتیں سُن کر فاخرہ لرز اٹھی، اس نے کہا،

"اتنے بڑے الزام کا کوئی ثبوت بھی تو ہوگا تمہارے پاس؟"

"ایک مرتبہ تم رخشی سے اس قسم کی باتیں کر رہی تھیں اور میں ایک درخت کی آڑ میں کھڑا تمہاری باتیں سن رہا تھا!"

"کیا سنا تھا تم نے؟"

"جو کچھ بھی تم نے کہا تھا — تم محبت رشدی سے کرتی ہو، شادی مجھ سے کرنے پر مجبور ہو گئیں، اس لئے کہ رشدی فقیر ہے وہ تمہارے خاندان کی کفالت نہیں کر سکتا، میں موٹی آسامی ہوں سب کو پال سکوں گا۔ تمہاری اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے میں نے شادی کی ہے، بے شک میں موٹی آسامی ہوں، میرے پاس دولت ہے، لیکن میری دولت کا حبہ بھی تمہارے خاندان پہ صرف نہیں ہو سکتا، میں تمہیں سزا دوں گا۔ اور سزا یہی ہو سکتی ہے کہ تم اس گھر میں بیوی کی حیثیت سے نہیں، مہمان کی حیثیت سے رہو، ایسے مہمان کی حیثیت سے جو نظر بند ہو، اب تم اپنے گھر نہیں جا سکتیں، وہاں کا کوئی فرد یہاں نہیں آ سکتا، یہ سچ ہے کہ میں نے بھی تم سے محبت نہیں کی تھی، میں اپنی سرشت اور طبیعت سے مجبور ہوں، محبت کرنے کا میرے پاس نہ وقت ہے نہ فرصت، میں نے تمہیں ایک کھلونا سمجھ کر کھیلنا چاہا تھا لیکن تم دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوشیار اور چالاک نکلیں، جیسے جیسے تم کھینچتی گئیں مجھے بھی ضد ہوتی گئی اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم درحقیقت رشدی سے محبت کرتی ہو اور مجھے صرف اپنے شوہر ہونے کا اعزاز بخشنا چاہتی ہو، میری ضد جوشِ انتقام میں بدل گئی۔ ہم دونوں میاں بیوی نہیں ہیں ایک دوسرے کے حریف ہیں، ایک دوسرے کے دشمن ہیں، تم نے مجھ پر وار کیا، میں نے برداشت کیا۔ اب میں وار کرتا ہوں اور دیکھوں گا تو اسے کہاں تک برداشت کر سکتی ہو! اس گھر کو میدانِ جنگ سمجھ لو۔ اور جب جنگ شروع ہو جاتی ہے تو کوئی کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتا، اگر تم مجھے دھوکا نہ دیتیں اور میرے [illegible] میں آ جاتیں

تو کچھ عرصے کے بعد نہایت شرافت کے ساتھ خود بخود ہمارے تعلقات ختم ہو جاتے، اور تعلقات کے ختم ہونے تک تم میری دو [illegible] حسب دلخواہ فائدہ اٹھا سکتی تھیں۔ لیکن تم نے شادی کو پسند کیا، تو میں نے شادی کر لی، بتاؤ اب کیا کہتی ہو؟ اب تم میرے قابو میں ہو، قبضے میں ہو۔ مجھے تم پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں، پہلے تم جب چاہتیں الگ ہو سکتی تھیں، اب اس وقت تک جدائی نہیں عمل میں آ سکتی جب تک میں نہ چاہوں اور میں جسے تم اتنے پایہ کا بے وقوف اب تک سمجھتی آئی تھیں اس سے انکار کرتا ہوں کہ تم سے جدائی اختیار کر لوں تم میری نہ بن کر مجھ سے کچھ نہیں لے سکتیں، اگر تمہیں اپنے حسُن پر گھمنڈ نہ ہوتا اگر تم اپنے آپ کو پارسا بنائے رکھنے پر اصرار نہ کرتیں تو یقیناً تمہارا مستقبل شاندار ہوتا لیکن تمہیں اپنے حسُن پر غرور تھا، تمہیں اپنی پاک دامنی پر اصرار تھا، آج تمہارا غرور ٹوٹ رہا ہے اور تمہاری پاک دامنی بھی افسانۂ ماضی بنی جا رہی ہے اور یہ کتنی بڑی ٹریجڈی ہے کہ اپنا سب کچھ کھو چکنے کے بعد بھی تم خسارے میں ہو تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا، نہ میں نہ میری دولت، میں عارضی تم سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔ تم اپنی عقلمندی سے ہمیشہ کے لئے میرے پھندے میں آ گئیں تم سے پہلے بیسیوں لڑکیوں سے میں نے راہ و رسم پیدا کی کسی سے شادی نہیں کی، لیکن سب کے دامن مال و زر سے بھر دیئے اور تم۔ اور تم وہ پہلی عورت ہو، جس نے شادی کی پھر بھی اس کی جھولی خالی رہی پھر بھی اس کے ہاتھ کچھ نہ آسکا، تم میرے سامنے رشدی کی قابلیت کی، انسانیت کی شرافت کی تعریفیں کیا کرتی تھیں گویا میں کندۂ ناتراش تھا، ننگِ انسانیت تھا، شرافت سے مجھے کوئی سروکار نہ تھا۔ کم از کم میں ان باتوں کا مطلب بھی سمجھتا تھا۔ اب تمہارا محسنِ انسانیت وہ افلاطون زماں، وہ پیکرِ شرافت فرخ نگر میں جوتیاں چٹخاتا پھر رہا ہے اور وہ شخص جسے تم ہر اعتبار سے ہیچ اور ناکارہ

سمجھتی تھیں۔ تمہارا مالک بن بیٹھا ہے، اب رشدی تمہیں مجھ سے نہیں چھین سکتا، اب وہ اس شہر میں قدم نہیں رکھ سکتا، اب تمہارا وہ محبوب و مطلوب تم سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ چکا ہے، اور میں جسے تم درحقیقت کوئی اہمیت نہیں دیتی تھیں، تم پر پورا تصرف رکھتا ہے۔ میرے قبضے میں تم اس طرح ہو جیسے ایک چڑیا شکاری کے جال میں ہوتی ہے۔ وہ پھڑ پھڑا سکتی ہو، لیکن یاد رکھو، یہ جال اتنا مضبوط ہے کہ نہ اس کی گرہیں کھول سکتی ہو، نہ اسے توڑ سکتی ہو اب تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید ہو گئیں، جب تک تم زندہ ہو، جب تک میں زندہ ہوں میرے انتقام کا سلسلہ جاری رہے گا۔ میرے انتقام کی چکی تمہیں پیستی رہے گی تمہیں پسنا پڑے گا، اس کے سوا تمہارے لئے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے!"

فخری کھل کھل کر، بپھر بپھر کر، جوشِ انتقام سے بے خود اور نشۂ شراب میں مست، تقریر کر رہا تھا اور فاضرہ خاموش تھی، جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو، جیسے وہ کچھ سن ہی نہ رہی ہو!

فاضرہ کی یہ خاموشی اسے گراں گزری اس نے پہلے سے زیادہ بلند آواز میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"تمہاری زبان بند کیوں ہو گئی ہے، تم جواب کیوں نہیں دیتیں؟ تمہیں جواب دینا پڑے گا، تمہیں زبان کھولنا پڑے گی، یہ میری توہین ہے کہ میں کہے چلا جاؤں، اور تم خاموش رہو!"

لیکن فاضرہ نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

فخری غصے کے عالم میں اس کی طرف بڑھا اور اُسے جھنجوڑ ڈالا لیکن اس نے جنبش بھی نہ کی۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی، نہ جانے کب؟

---

(۵)

نہ جانے کب وہ ہوش میں آئی — اور نہ جانے کب یہ بدہوشی نیند میں تبدیل ہوئی، صبح وہ جاگی تو جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا جیسے کئی دن کے بخار کے بعد کمزوری نے آ دبوچا ہو، فخری کے سامنے اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں ٹپکا تھا، لیکن اب روتے روتے اس کا دامن تر ہو گیا تھا وہ آنسو پونچھتی جاتی تھی اور وہ اس طرح اُبل رہے تھے، جیسے کسی نوبہار کا چشمۂ تُندخُو ہے!

لیکن تھوڑی دیر کے بعد، وہ اپنی کیفیت پر غالب آ گئی، اس نے آنسو پونچھ ڈالے اور وہ خشک ہو گئے،

وہ سوچ رہی تھی، کچھ سوچ رہی تھی۔

شادی سے پہلے اس کے دل میں بار بار یہ خیال آیا کرتا تھا کہ وہ جوا کھیل رہی ہے اور جوئے میں ہار بھی ہوتی ہے اور جیت بھی، جو ہارتے ہیں، وہ ڈوب جاتے ہیں۔ جو جیتتے ہیں وہ نشاط و سرور کی دنیا میں کھو جاتے ہیں، اس کا خیال تھا کہ اس جوئے میں وہ ہار نہیں سکتی، گو اسے خود فخری سے محبت نہیں تھی۔ لیکن یہ یقین ضرور تھا کہ فخری اس سے محبت کرتا ہے، ابھی کبھی

یہ خیال بھی آتا تھا کہ شادی کر لینے کے بعد بھی فخری اس سے نباہ نہیں کر سکے گا، لیکن دونوں صورتوں میں وہ اپنے آپ کو جیت میں سمجھتی تھی، اگر فخری کا دعویٰ محبت سچا ثابت ہوا اور اس نے سچائی کے ساتھ اس دعوے کو نبھاہا تو بھی، اور اگر وہ بدعہد ثابت ہوا، اس نے دغا دی، تب بھی محبوبہ کی حیثیت سے نہ سہی، بیوی کی حیثیت سے وہ اس پر اتنا حق تو بہر حال رکھے کہ اپنی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے،

لیکن۔ شادی کے پہلے دن، شادی کی پہلی رات شوہر کی حیثیت سے پہلی ملاقات کے موقع پر اس نے اپنا جو روپ دکھایا اس کے بعد یہ سوچنا کہ محبوبہ کی حیثیت سے، یا بیوی سے وہ کوئی حق حاصل کر سکتی ہے ایک امیدِ موہوم ہے، ایک خیالِ پریشان ہے۔

وہ سوچنے لگی، کیا میں نے واقعی فخری کو دھوکا دیا؟

اس نے اپنے دل کو ٹٹولا، اپنا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ اس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ وہ خود کہہ رہا ہے۔ کہ وہ اس سے کھیلنا چاہتا تھا اس سے عارضی طور پر لطف اندوز ہونا چاہتا تھا، اگر وہ اس کی پذیرائی کرتی اس کی خواہشات کے سامنے سر جھکا دیتی تو بھی کیا ہوتا، یہی نا کہ وہ اُسے کچھ دنوں تک مالا مال کرتا رہتا۔ لیکن اپنے ناموس کی یہ قیمت کیا وہ گوارا کر سکتی تھی؟ کیا وہ دولت سانپ اور بچھو بن کر اسے ڈسنے نہ لگتی؟ کیا پھر وہ دنیا میں کسی کو حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی منہ دکھا سکتی تھی، کیا اس کے ضمیر میں ہر وقت خلش نہ ہوتی رہتی؟

نہیں، اس نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا، ۔ وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکی اس کی اسکیم فیل ہو گئی، لیکن وہ اپنے ضمیر سے شرمندہ نہیں ہے، اس نے جو عہد کیا تھا اس پر وہ قائم ہے اور قائم رہے گی، اس نے عہد کیا تھا کہ محبت نہ کرتے ہوئے بھی وہ ایک وفادار فرض شناس اور پاک دامن بیوی کی حیثیت

سے اس کی زندگی میں داخل ہوگی اور رشدی کو محبت کرنے کے باوجود بھول جائے گی۔ اس سے ہمیشہ کے لئے ترکِ رسم وراہ کرے گی اس نے رشدی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا، اس گھر میں وہ ایک وفادار، فرض شناس اور پاک دامن بیوی کی حیثیت سے داخل ہوئی ہے اور اسی حیثیت سے مر کر یہاں سے نکلے گی! ۔ جیت پر خوش ہونا کمزوری نہیں، ہار پہ قائم ہو جانا اسے برداشت کرنا اصل کردار ہے، میں اس ہار پر قائم ہوں اور اسے برداشت کر کے دکھاؤں گی، فخری سمجھتا ہے کہ اس نے مجھے ذلیل کر دیا، مجھ سے انتقام لے لیا، مجھے کہیں کا نہ رکھا،

لیکن یہ اس کی بھول ہے غلط فہمی ہے!

میرا ضمیر مطمئن ہے، میں ذلیل نہیں ہو سکتی۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ ہدفِ انتقام بن سکوں، میں مظلوم اور ستم رسیدہ ضرور ہوں، لیکن میری کسی غلطی پر، کسی جرم پر کسی نے مجھ سے انتقام لیا ہو یہ غلط ہے، یہ بھی غلط ہے کہ میں کہیں کی نہ رہی، جس کا ضمیر مجرم نہ ہو آئینے کی طرح صاف ہو اسے کون برباد کر سکتا ہے؟ وہ بظاہر برباد ہونے کے باوجود کامیاب اور سرخ رو ہے!

ان خیالات نے اس کے دلِ مجروح کو کسی حد تک مطمئن کر دیا، لیکن یہ اطمینان صرف گھڑی بھر کا تھا!

دل میں ایک نئی ٹیس اٹھی!

ایک نئی کسک پیدا ہوئی!

کیا اب میں ممی سے بھی نہ مل سکوں گی؟

کیا ناہید کے لئے بھی میرا دروازہ بند ہے؟ وہ دستک دے گی اور میں نہیں کھول سکوں گی؟

کیا سلطانہ آئے گی، ضد کر کے آئے گی، مایوس چلی جائے گی؟

کیا اختر اور اشفاق آئیں گے اور دھتکار دیئے جائیں گے؟
کیا رخشی آئے گی اور واپس کر دی جائے گی!
میں زندہ رہوں گی اور اپنے ان پیاروں کی صورت نہیں دیکھ سکوں گی؟
کیا یہ زندگی موت سے بدتر نہ ہوگی؟
یہ سوچتے سوچتے اس کی آنکھیں پھر بہنے لگیں،

وہ تنہا تھی اکیلی تھی، سسکیاں اور ہچکیاں اسے بے قابو کئے ہوئے تھیں، کوئی اسے سنبھالنے والا نہ تھا، کوئی اسے سہارا دینے والا نہ تھا، کوئی ایسا نہ تھا جو اس کی دل، دہی کرتا۔

بڑی دیر تک وہ روتی رہی، آنسو بہاتی رہی — خون کے آنسو!
پھر اس کی طبیعت میں ٹھہراؤ پیدا ہوا!
پھر اس میں عزم و استقامت کی ایک نئی لہر ایک نئی روح پیدا ہوئی،

اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔

"اس دنیا میں، موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے؟" ہر کوئی ہر وقت مر سکتا ہے چاہے وہ جوان ہو، بوڑھا کچھ ہو، کوئی بھی ہو!
میں بھی تو عین عالمِ نوجوانی میں اس دنیا سے رخصت ہو سکتی ہوں؟
اگر میں مر جاؤں تو ممی کیا کریں گی؟ کیا ملک الموت کا دامن پکڑ لیں گی؟
ناہید کیا کرے گی؟ کیا موت کے پنجہ سے مجھے چھڑا لے گی؟
رخشی کیا کرے گی، کیا مجھے حیاتِ نو عطا کر سکے گی؟
سلطانہ، اختر، اشفاق کیا میرے مرنے کے بعد چپ نہیں ہو جائیں گے!
مجھے سمجھ لینا چاہیئے کہ میں مر گئی اور بالآخر وہ لوگ بھی یقین کر لیں گے۔
کہ میں زندہ درگور ہوں، آ ہی جائے گا صبر؟

"پھر اس کے ذہن میں خیال آیا، لیکن مجھ سے بے تعلق ہونے کے بعد ان لوگوں کی زندگی کس طرح بسر ہوگی! انہی کی فلاح و بہبود کے لئے تو میں

نے قربانی دی تھی۔؟

لیکن اس خیال نے پھر اُسے مطمئن کر دیا کہ اگر واقعی میں مر جاتی تو یہ لوگ کیا کرتے؟ جو تب کرتے وہی اب کریں گے!

میں نے چاہا تھا کہ انہیں سکھ پہنچاؤں اور اس آرزو کو پورا کرنے کیلئے جو کچھ میرے بس میں تھا اس سے زیادہ کر گزاری، اب اس کے بعد بھی اگر میں انہیں سکھ نہیں پہنچا سکتی تو قسمت!۔ مرضی مولا۔ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ!

---

(۶)

یہی باتیں وہ سوچ رہی تھی کہ آہٹ ہوئی، نظر اٹھا کر دیکھا تو فخری اس کے سامنے کھڑا تھا!

پیکرِ جلال، پیکرِ نخوت — ماتھے پر شکن، آنکھیں سرخ، ہونٹ بھنچے ہوئے برہمی، نفرت، اور انتقام کا مجموعہ!

وہ سامنے آکر بیٹھ گیا، کچھ دیر تک فاخرہ کی طرف دیکھتا رہا پھر پوچھا

"کیا تم روئی تھیں؟"

"نہیں،—

"ماننا پڑے گا تمہارے اعصاب بڑے مضبوط ہیں!"

"خدا کا شکر ہے"

"... تمہارا پروگرام کیا ہے؟"

"میرا؟ — میرا پروگرام کیا ہو سکتا ہے؟"

"بغاوت جنگ، مقابلہ، کشمکش؟ میں ان سب باتوں کے لئے تیار ہوں" لیکن میں ان میں سے کسی بات کے لئے تیار نہیں!

فخری کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا، اس نے کہا۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

وہ نہایت سکون کے ساتھ گویا ہوئی،

"میں کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی فخری صاحب!"

"شاید تم اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہی ہو۔ ابھی تمہاری اس بے بسی کا علم رشدی کو نہیں ہوا ہے، اسے معلوم ہوگا تو وہ آئے گا اور شاید تمہیں خیال ہے جیسے ایک مرتبہ تمہارے سامنے اس نے میرا پستول چھین کر مجھ پر تان لیا تھا، اس مرتبہ پھر وہ آئے گا اور ایسا ہی کرے گا، پہلے تم نے اس سے پستول واپس لے لیا تھا۔ اس مرتبہ اس سے کہو گی۔ میرا سینہ چھلنی کر دے میں ناکام و نامراد اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اور وہ تمہیں لے کر دور بہت دور کسی دوسرے دیس میں چلا جائے گا اور تم دونوں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو گے۔ کیوں فاخرہ یہی خیال ہے نا تمہارا؟

"الحمدللہ، اتنی پست اور ذلیل باتیں میں سوچ بھی نہیں سکتی یہ طلسم نیرنگ خیال آپ ہی کو مبارک، آپ ہی کے زرخیز دماغ میں یہ باتیں آ سکتی ہیں!"

رڈ پٹ کر، تم میری توہین کر رہی ہو؟"

"میں صرف حقیقت بیان کر رہی ہوں!"

"کیا تم رشدی سے محبت نہیں کرتیں؟"

"کیوں آپ بار بار مجھ سے ایک ہی سوال کئے جا رہے ہیں۔؟"

"یہ سوال میں اس وقت تک کرتا رہوں گا، جب تک تم سے جواب نہیں لے لوں گا!"

ور جواب مل جانے کے بعد آپ کیا کریں گے؟

یہ جواب کی نوعیت پر منحصر ہے۔ بتاؤ کیا تم رشدی سے محبت کرتی ہو؟"

کیا آپ رشدی کو بھی ہدف انتقام بنانا چاہتے ہیں؟"

"ہاں ضرور — وہ تو اب میرے قبضے میں اس طرح ہے جیسے چوہا چوہے

دان میں آکر پھنس جاتا ہے!" فرخ نگر میں میرا خالہ زاد بھائی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہے، جب چاہوں اسے گرفتار کرا دوں جب چاہوں اس کے گھر سے چوری کی ہوئی چیزیں برآمد کرا دوں جب چاہوں اُسے ڈکیتی یا قتل کے مقدمے میں ماخوذ کرا دوں۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟ تم نے میرے اثر و رسوخ اور قوت و اقتدار کا غلط اندازہ لگایا تھا فاخرہ!"

"لیکن آپ خدا کی قوت و طاقت کا بہت غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔!"

"خدا؟ — تم خدا کی بھی قائل ہو؟"

"کیا یہ بھی کوئی جرم ہے؟"

"تمہارا خدا میں ہوں — صرف میں!"

اتنے میں اطلاع ملی باہر کچھ لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ فاخرہ پر حقارت بھری نظر ڈالتا ہوا باہر چلا گیا،

---

(۷)

سہ پہر کا وقت تھا، ناظرہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، کمرے سے ملا ہوا برآمدہ تھا، جہاں چند کرسیاں پڑی تھیں، شمی اور اس کی سہیلیاں نادرہ اور زلفی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور ان کی باتوں کی آواز صاف سنائی دیتی تھی اس کمرے میں ؟

زلفی نے پوچھا، "کہو بھئی شمی کیسا پایا تم نے اپنی بھابی کو ؟"

شمی نے جواب میں ابھی کچھ نہیں کہا تھا کہ نادرہ بول پڑی ۔

"میں تو جب بھی ادِھر گئی منہ پھولا ہوا نظر آیا، نہ جانے رانی کس سے روٹھی ہیں!

زلفی نے کہا، "واقعی ان کی صورت پہ ماتم برس رہا ہے، آخر بات کیا ہے شمی ؟"

وہ بولی، "کچھ راز کھلتا نہیں ۔ میری سمجھ میں یہ بات اب تک نہیں آسکی کہ بھائی جان نے کیا سمجھ کر ان بیگم صاحبہ سے شادی کی، صورت شکل بھی ایسی نہیں ہے کہ اس انتخاب کو انتخاب لاجواب قرار دیا جاسکے اور گھرانہ دیکھو تو وہ بھی فقیر — جہیز دیکھا تھا تم نے ؟"

زلفی نے بات میں بات ملاتے ہوئے کہا،

"ہاں بہت اچھی طرح دیکھ لیا، اگر اس کا نام جہیز ہے تو نہ جانے سچ مچ کے جہیز کو کیا کہتے ہوں گے ان کے گھر میں!"

شمی کھلکھلا کر ہنس پڑی، نادرہ نے کہا۔

"اور مزاج ہیں کہ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں!"

زلفی نے تائید کی، "جی ہاں، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نیلم پری بیاہ کر آئی ہے اس گھر میں!"

نادرہ کہنے لگی "میں تو دو ایک مرتبہ گئی، مگر بیگم صاحبہ نے تو کبھی آنکھوں سے بھی نہ دیکھا عاشق دلگیر کو!"

اس مرتبہ زلفی نے قہقہہ لگایا، کہنے لگی،

"ہاں بھئی ایک دفعہ ہم بھی قسمت آزمائی کرنے گئے تھے مگر بات نہ پوچھی گئی، چلے آئے اپنے اوپر لاحول پڑھتے ہوئے — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے کہ یہاں پر!"

شمی رازدارانہ انداز میں بولی،

"سنا ہے کوئی صاحب ہیں، ان سے بھی عشق لڑایا جا چکا ہے!" زلفی نے دانتوں تلے انگلی داب لی۔ اور سراپا حیرت بن کر سوال کیا۔

"سچ! — شمی سچ؟"

وہ بولی "ہاں — شاید انہی کی یاد میں آہیں بھرتی اور آنسو بہاتی ہوں گی!"

نادرہ نے کہا "یہ تو بہت بڑی بات ہے، حیرت ہے تمہارے بھائی صاحب نے یہ جانتے ہوئے کیسے شادی کر لی ایسی لڑکی سے؟"

"وہ دھوکا کھا گئے، — بے چارے بھولے بھالے آدمی ہیں —!"

زلفی نے شوخ نظروں سے نادرہ کو دیکھا، پھر شمی سے کہنے لگی،

"اے ہے کیا کہنا ہے، ان بھولے بھالے صاحب کا، کیا ہے وہ شعر؟ ہاں — بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں جلاد بھی؟"

شمیّ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم میرے بھائی صاحب کو جلا دینا بنائے دے رہی ہو؟"

وہ بولی،"میں کیوں بناتی وہ ہیں ہی، ان کا شہرہ تو کوچہ و بازار میں ہے

نادرہ نے کہا،"ہم سمجھ گئے ——انہوں نے منہ نہیں لگایا تمہیں!"

شمیّ نے تائید کی،"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے —کیوں زلفی واقعی؟"

وہ کچھ ناز کرتی ہوئی بولی،"میں خود منہ نہیں لگاتی کسی کو، ورنہ وہ تو میری جوتیاں سیدھی کرنے کو تیار ہو جائیں!"

شمیّ نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھئی ہو تو اس قابل، میں تو کہتی ہوں لاکھوں میں ایک ہو۔ میری اور امی کی رائے تو یہی تھی کہ بھائی صاحب سے تمہاری جوتیاں سیدھی کرائیں لیکن ان پر تو فاخرہ بیگم کا بھوت سوار تھا، اتنا صدمہ ہوا ہے مجھے اور امی کو تمہیں کھو کر کہ کیا کہوں، امی تو کہہ رہی تھیں یہ داغ زندگی بھر سینے پر رہے گا!"

نادرہ نے لقمہ دیا،"تو اب بھی کیا بگڑا ہے — اب سہی!"

زلفی نے مکاّ دکھاتے ہوئے کہا۔

تمہاری شامت آئی ہے نادرہ، پھر مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا، کہے دیتی ہوں، — ہاں!"

شمیّ نے کہا،"خفا کیوں ہو رہی زلفی؟ — واقعی جو حالات نظر کے سامنے آ رہے ہیں، ان کی بنا پر میری امید پھر سے تازہ ہو رہی ہے!"

نادرہ نے پوچھا،"وہ کیسے شمیّ؟"

وہ بولی،"بھائی جان کو معلوم ہو چکا ہے کہ بیگم صاحبہ خیر سے دل پھینک واقع ہوئی ہیں اور ایک صاحب سے جن کا نام بھول رہی ہوں عشق بھی فرما چکی، کون جانے معاملہ صرف عشق ہی تک محدود تھا یا اس سے بھی آگے کی منزلیں طے ہو چکی تھیں، بہرحال شادی کے بعد سے وہ بہت خفا خفا اور بگڑے بگڑے

نظر آرہے ہیں۔ بیگم صاحبہ سے بھی انھوں نے سیدھے منہ بات نہیں کی، سب مجھے تو اس کا انجام بخیر ہی نظر آتا ہے!"

نادرہ نے سوال کیا: "بخیر کس طرح نظر آتا ہے؟"

وہ بولی: "بخیر یوں نظر آتا ہے کہ وہ ہیں بڑے ٹیڑھے مزاج کے، کچھ عجب نہیں پورے پانچ ہزار ہاتھ پر رکھیں اور بیگم صاحبہ سے کہہ دیں جایئے ٹھنڈی ٹھنڈی تشریف لے جایئے!"

خدا کی قسم پھر تو مزا آجائے ــ کیوں زلفی ــ؟"

زلفی بھر بگڑ گئی،" بکو مت ــ؟"

نادرہ نے پوچھا،"اگر انھوں نے طلاق نہ دی؟"

شمی نے مطمئن لہجے میں کہا،

"یا تو طلاق دیں گے ورنہ ایک بات تو بہرحال قطعی ہے!"

وہ کیا؟"

بھائی جان کا دل اس عورت سے کھٹا ہو گیا ہے۔ یہ تو اب یہاں بیگم بن کر نہیں رہ سکتی، اگر رہی بھی تو کوّے ہکنی بن کر رہے گی!"

"اور وہ ملکہ کون ہو گی جو اسے کوّے ہکنی بنائے گی؟"

"ہماری زلفی۔

زلفی پھر بگڑ گئی،" دیکھو شمی زبان سنبھال کے!"

شمی نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا،

"دیکھو بھئی میں نادرہ تو ہوں نہیں جسے تم دبا لوگی، میں شمی ہوں اور کان کھول کر سن لو، اگر میرا نام شمی ہے تو اس گھر میں تمہیں دلہن بن کر آنا پڑے گا!"

زلفی ہنس پڑی اور یہ ہنسی رضامندی کی تھی۔

"واہ اچھی زبردستی ہے!"

شمی نے کچھ فخر، کچھ ناز کے ساتھ کہا،

"آج تک میری کون سی زبردستی ہے جو تم پر نہ چل سکی ہو؟ یہ بھی چلے گی۔
نادرہ بول پڑی،
"اور یہ چل کر رہے گی!"
اور پھر تینوں ہنسنے لگیں، زور زور سے!

(۸)

تین دن گذر گئے،

فاخرہ ایک قیدی کی طرح فخری کے گھر میں زندگی بسر کر رہی تھی، شروع میں ایک دو روز تو فہمیدہ بیگم اور شمی صرف قیاس آرائی کرتی رہیں کہ کیا بات ہے فخری جو اتنے چاؤ سے فاخرہ کو بیاہ کر لایا تھا شادی کے فوراً بعد ایسا فرنٹ ہو گیا اور اب اس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہے اس کا برتاؤ، اس کے ساتھ حد درجہ سخت اور ذلت کا پہلو لئے ہوئے ہے لیکن آج ایک واقعہ ایسا ہوا جس سے اندازہ ہو گیا کہ معاملہ کیا ہے؟ اور ماں بیٹی کو یقین ہو گیا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی، چنانچہ دونوں میں سے کسی کو بھی اس کو بھی اس کا رنج نہ ہوا بلکہ ایک حد تک خوشی ہوئی، فہمیدہ بیگم اور شمیؔ دونوں فاخرہ کو غربت اور افلاس کے باعث اپنے برابر کا نہیں سمجھ رہی تھیں، صرف فخری کی ضد سے مجبور ہو گئی تھیں، اب فخری کا رویہ دیکھ کر ایک نئی امید پیدا ہو گئی اور دونوں میں کھچڑی پکنے لگی کہ لوہا گرم ہے کچھ نہ کچھ جلد کرنا چاہیئے، تاکہ اس بلا سے پیچھا چھٹے، اور برابر کی بہو گھر میں قدم رنجہ فرمائے۔

آج بھی وہی سہ پہر کا وقت تھا، وہی برآمدہ تھا، اور شمی، نادرہ اور ذلفی

بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، فاخرہ اپنے غم کدہ میں بیٹھی ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی!

شمی نے کہا، بھئی آج تو مزا آگیا، خدا کی قسم! وہ تماشا دیکھا ہے کہ واہ وا واہ!"

زلفی نے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

" اکیلے اکیلے؟ ۔ شرم نہ آئی تمہیں؟"

وہ بولی" تو اس وقت تمہیں کہاں سے لاتی؟ اور وہ تماشا ایسا تھا نہیں کہ ملتوی ہو سکتا!"

نادرہ نے کہا" لیکن اس کی کچھ تفصیل تو بتاؤ!"

وہ ہنستی ہوئی کہنے لگی" وہی تو بتانے کے لئے بیتاب ہوں!"

" بس تو شروع کر دو پھر جلدی سے!"

" ہوا یہ کہ میں بھائی جان کے پاس ڈرائنگ روم میں بیٹھی زلفی کیلئے کنولینگ کر رہی تھی۔"

زلفی نے ٹوکا" دیکھو بھئی ہمارا نام بیچ میں نہیں آنا چاہیئے، کہے دیتے ہیں!"

نادرہ نے کہا، اجی آپ ہیں کس خیال خام میں مبتلا۔ آپ خود بیچ میں آرہی ہیں بہت جلد، کیوں شمی؟"

شمی نے اقرار میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

" انشاءاللہ!"

زلفی نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

" ہاں بھئی تو اپنا وہ تماشہ شروع کرو!"

شمی نے کہا، میں بھائی جان کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک صاحبہ جو واقعی قبول صورت تھیں، تشریف لائیں، ان کے پیچھے ایک پوری بین ڈودری

بھی، ناہید، سلطانہ، اختر اور اشفاق۔

"یہ کون لوگ ہیں ان کا تعارف بھی کراتی چلو۔۔۔!"

"ناہید، سلطانہ اور اختر و اشفاق، ہماری بھابی صاحبہ کے بہن بھائی ہیں!"

"اور وہ صاحبہ جو قبول صورت سی تھی!"

"ان کا نام رخشی بیگم اور وہ بھابی صاحبہ مدظلہا کی سہیلی ہیں جیسے تم میری ہو!"

"اچھا، اچھا۔۔ پھر کیا ہوا؟"

رخشی بیگم نے اداؤں کے تیر اور غمزوں کے خنجر چلاتے ہوئے زیرِ لب تبسم کے ساتھ کہا،

میرا نام رخشی ہے!"

بھائی صاحب نے بے پروائی اور ایک حد تک ناگواری کے ساتھ جواب دیا۔

"جانتا ہوں۔۔ لیکن تشریف آوری کا مقصد؟"

وہ ہنستی ہوئی بولیں، پھر آپ کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ فاخرہ میری سہیلی ہے!"

بھائی جان نے اسی لب ولہجہ میں جواب دیا،

یہ بھی جانتا ہوں!"

رخشی نے سراپا ناز و انداز بن کر فرمایا۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں اور میرے ساتھی یہ سب فاخرہ سے ملنا چاہتے ہیں۔

بھائی جان نے بے رخی کے ساتھ جواب دیا۔

"مجھے سخت اعتراض ہے یہ اجازت آپ میں سے کسی کو نہیں مل سکتی!"

یہ سن کر رخشی بیگم گھبرا گئیں، لیکن جلد ہی سنبھل گئیں، ان کا خیال تھا بھائی جان مذاق کر رہے ہیں۔ وہ بھی بھائی جان اور بھائی جان کے ساتھ کا لج

میں پڑھتی تھیں، لہٰذا انہوں نے فرمایا۔
فخری صاحب یہ آپ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں ؟"
بھائی جان نے جواب دیا۔
"مجھے افسوس ہے میں اپنے فیصلے میں تبدیلی نہیں کر سکتا کسی طرح!"
رخشی بیگم غصے سے جل کر بھبوکا بن گئیں، تیوری چڑھائی اور کہا،
"کیا میں اپنی سہیلی سے نہیں مل سکتی!"
بھائی صاحب کا جواب بہت مختصر سا تھا۔
"نہیں۔
"اچھا میں نہیں مل سکتی لیکن اس کی یہ بہنیں؟ اس کے یہ بھائی؟ کیا یہ بھی نہیں مل سکتے؟"
"ہرگز نہیں!"
"فخری صاحب ــــ؟"
"جی ارشاد؟"
"یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟"
"جو جی چاہے سمجھ لیجئے!"
"کیا یہ انسانیت ہے؟"
"جی نہیں، اسے کمینگی کہتے ہیں اور مجھے یہ اعتراف کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک نہیں ہوتی کہ نہ صرف کمینہ ہوں، بلکہ بدترین قسم کا کمینہ ہوں!"
"واقعی معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے!"
"تو آپ نے روک لیا ہوتا فاخرہ کو ایک کمینے کے پلّے بندھنے سے!"
"میں نہیں روک سکی، اس کا مجھے افسوس ہے!"
"مجھے آپ سے ہمدردی ہے؟"
"خدا سے ڈریئے فخری صاحب!"

"آپ مجھ سے ڈریئے!" خدا کبھی معاف کر دیتا ہے، کبھی سزا دیتا ہے میری لغت میں معافی کا لفظ نہیں ہے، میں سزا دیتا ہوں اور ایسی عبرت انگیز کہ دیکھنے والے لرز جاتے ہیں، اپنی ہی حالت دیکھ لیجئے! بظاہر آپ بہت پُرسکون نظر آ رہی ہیں لیکن حقیقتاً آپ کا بند بند لرز رہا ہے!

بس جناب بھائی جان کی یہ صاف صاف اور کھری کھری باتیں سُن کر نہ صرف رخشی بیگم کے اوسان خطا ہو گئے، بلکہ ان کے ساتھ جو راجکماری ناہید آئی تھیں، وہ بھی تھر تھر کانپنے لگیں، سلطانہ، اختر اور اشفاق تو خیر بچے ابھی طرح سمجھ بھی نہیں سکے یہ ماجرا کیا ہے؟"

زلفی نے کہا" واقعی یہ سین دیکھنے کے قابل ہوگا!"

"بس کچھ نہ پوچھو افسوس ہے اس قابلِ دید سین کو تم نہ دیکھ سکیں، لیکن میرا خیال ہے اس طرح کے سین ابھی کئی پیش آئیں گے۔ پھر سہی۔

نادرہ بولی" ہاں پھر سہی، یار زندہ صحبت باقی!"

شمی نے ٹوٹا ہوا سلسلۂ کلام پھر سے جوڑتے ہوئے کہا۔

"ساری داستان تو سن لی تم نے مگر ٹیپ کا بند تو رہا جاتا ہے!"

اشتیاق کے ساتھ زلفی اور نادرہ نے بیک آواز کہا،

"ہاں بھئی سناؤ، ضرور سناؤ!"

شمّی نے چھوڑی ہوئی داستان کا سرا پھر سے جوڑتے ہوئے کہا۔

"اب جناب باری آتی ہے راجکماری ناہید کی، اب تک مس رخشی میدانِ جنگ میں پینترے دکھا رہی تھیں اب نیلم پری کی بہن پکھراج پری اُتریں۔

نادرہ اور زلفی ساتھ ساتھ ہنسنے لگیں پھر زلفی نے ایک ادائے بے پروائی سے پوچھا،

"کیسی ہے صورت شکل کی؟"

"جھوٹ بولوں یا ایمان کی کہوں؟"

"نہیں بھئی ایمان کی!"

"تو ایمان کی تو یہ ہے کہ واقعی اسے چندے آفتاب، چندے ماہتاب کہنا چاہیئے، اس کے سامنے دونوں بے حقیقت ہیں، نیلم پری بھی اور مس رخشی بھی!"

نادرہ نے پوچھا "اگر تمہارے بھائی جان، فاخرہ کے بجائے ناہید کا انتخاب کرتے تو تم راضی ہو جاتیں؟"

شمی نے کہا "ہر گز نہیں — صرف صورت شکل ہی پر انحصار نہیں ہوتا پسندیدگی کا، ہاں ناہید کا رنگ اچھا ہے ناک نقشہ اچھا ہے لیکن صورت پر جو ردھڑا پن برس رہا ہے، شاید فقر اور غربت اور مسلسل تکلیفوں کے برداشت کرنے کے بعد جو سختی اور کرختگی چہرے پر پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے حسن کو تو برقرار رکھنے دیا ہے۔ لیکن رعنائی، تازگی، سحر طرازی چھین لی ہے اور مجھے تو سچ کہتی ہوں، اس سارے خاندان سے خدا واسطے کا بیر ہے، ایک دفعہ میں امی کے ساتھ تاریخ نکاح مقرر کرنے گئی تھی۔ نیلم پری کے گھر، وہ تو اپنے پرستان میں بیٹھی رہیں باہر نہیں نکلیں، ناہید نے ہم لوگوں کی خاطر تواضع کی چھی چھی جارہی تھی آکر میرے پاس بیٹھ گئی، اگر کیا مجال ہے جو میں نے ذرا بھی لفٹ دی ہو!"

زلفی، اکتائے ہوئے لہجے میں بولی،

"آگے کہو — پھر کیا ہوا؟"

شمی نے بتایا "پھر ناہید بیگم بھر کر اٹھیں اور فرمانے لگیں،

"رخشی آپا چلیئے زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ ہماری آپا کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہے!"

نادرہ نے عرق حیرت ہو کر کہا۔

"تمہیں خدا کی قسم — اللہ اللہ یہ جھگڑا، یہ دیدہ؟ یہ ہمت؟"

"ہاں سنے جاؤ!"

سن رہے ہو!!

"یہ سن کر بھائی جان نے کہا۔" جس روز تم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گی اس دن ٹھیک اسی دن تمہیں اپنی آپا جان کی خبر وفات ملے گی۔ لاش کا پوسٹ مارٹم ہوگا۔ اور ابھی سے بتائے دیتا ہوں، کہ اس کی رپورٹ یہ ہو گی کہ مرحومہ کا انتقال ہمرج سے ہوا، کوئی یہ نہیں معلوم کرے گا کہ خاتمہ بالخیر زہر سے ہوا ہے، تم ــ اور رخشی تم بھی، نخری کو بالکل نہیں جانتیں، خود نخری بھی اپنے آپ کو نہیں جانتا ــ اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے!"

زلفی سچ، بھائی جان کی یہ باتیں سن کر رخشی اور ناہید کا نہ جانے کیا حال ہوا ہوگا۔ خود میں لرز اٹھی، اس کے بعد بھائی جان نے ایک قہقہہ لگایا۔ اس ایک قہقہے میں ایک دنیا آباد تھی، حقارت کی لیکن واہ رہی رخشی جیکنا گھڑا ہو تو ایسا ہو، دل چاہے جتنا زور سے دھڑک رہا ہو۔ ظاہر میں کیا مجال ہے جو ذرا بھی متاثر ہوئی ہو کہنے لگی۔

نخری صاحب ــ

بھائی جان نے ڈانٹا،

"جو کچھ کہنا چاہتی ہو ختم کرو جلدی سے، میرے پاس وقت نہیں ہے!"

اب بی رخشی کا منکا ڈھل چکا تھا۔ عرض معروض اور التجا پر اتر آئیں کہنے لگیں،

"نخری صاحب، میں انسانیت کے نام آپ سے اپیل کرتی ہوں، اچھا جانیے، میں بھی نہیں ملتی، ناہید بھی نہیں ملے گی، ان بچوں کو، ان معصوم یتیموں کو نہ رد کیجئے ان کے رونے سے عرش الٰہی کانپ جاتا ہے انہیں اپنے ساتھ لے جایئے اور دس منٹ کے بعد واپس لے جایئے!"

لیکن بھائی صاحب تو پتھر ہیں ان کا ایک ہی جواب تھا۔
"نہیں مس رخشی یہ بھی نہیں ہو سکتا۔!"
رخشی کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ اب بھی خاموش نہیں ہوئی کہنے لگی۔

فخری صاحب، ذرا سوچئے تو سہی یہ بچے جب گھر جا کر اپنی بیمار اور لب گور ماں سے یہ واقعہ بیان کریں گے۔ تو اس پر کیا گزر جائے گی۔ کیا اس کی حرکتِ قلب نہیں بند ہو جائے گی۔؟"
بھائی جان نے جواب دیا" موت کا ایک دن متعین ہے!"
ناہید راچکماری پھر برافروختہ ہو گئیں، کہنے لگیں،
"آپا رخشی چلئے، پتھر سے سر پھوڑنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اپنا سر لہو لہان ہو جاتا ہے!"
رخشی نے بھی دیکھ لیا۔ ان تلوں میں تیل نہیں نکل سکتا۔ کہنے لگی۔
ٹھیک کہتی ہو ناہید، آؤ چلیں،
زلفی نے کہا" یوں یہ قصہ ختم ہوا؟"
شمّی نے کہا" نہیں زلفی یہ سارے تو سین تھے۔ اب ڈراپ سین کی باری آتی ہے ـــ؟"
زلفی نے پوچھا، ابھی کچھ اور باقی ہے؟"
وہ بولی" ہاں ـــ جب یہ قافلۂ بلاکشاں واپس جانے لگا تو بی سلطانہ اکڑ گئیں،
"آپا سے ملوں گی!"
رخشی نے کہا" وہیں چل رہے ہیں سلطانہ!"
وہ مچل گئی اور بھائی جان کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی،
"اسے ہٹاؤ، یہ نہیں جانے دے گا آپا کے پاس!"

ناہید نے بگڑ کر اپنی طرف کھینچا،

"چلو ہم دوسرے دروازے سے چلیں گے، اسے یہیں کھڑا رہنے دو!"
لیکن وہ ننھی اور بقول امی کے سپنولنی کہاں مانتی تھی۔ رونا شروع کر دیا بس ایک ہی رٹ تھی،

"آپا کے پاس لے چلو، اسے (بھائی جان کو) سامنے سے ہٹا دو!"
آخر جب کسی طرح قابو میں نہیں آئی تو ناہید نے ایک طمانچہ لگایا اور گھرکتے ہوئے کہا،

"چل —"

طمانچہ کھا کر وہ سہم گئی، لیکن ننھی ان لوگوں کو بھی کس غضب کی اداکاری آتی ہے، فوراً ہی ناہید نے اسے گود میں اٹھا لیا اس کا سر اپنے کندھے سے ٹکا لیا اور سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی کہنے لگی۔

"تم سمجھتی تو ہو نہیں سلطانہ بی بی، آپا کی طبیعت خراب ہے، وہ ہسپتال گئی ہوئی ہیں، وہاں سے دو تین دن میں واپس آئیں گی اور سیدھی تمہارے پاس آئیں گی، یہاں اس گھر میں نہیں آئیں گی!"

لیکن اس سلطانہ کی بچی کو تو جیسے بھائی جان سے نفرت ہو گئی تھی، ناہید کے بہلا دے بہل تو گئی، لیکن بھائی جان کی طرف اشارہ کرتی پھر کہنے لگی،

"اسے بھگا دو یہاں سے، بھگا دو اسے!"
ناہید نے کہا: "چلو لکڑی لے کر آتے ہیں ابھی پھر بھگا دیں گے!"

(۹)

فاخرہ اپنے غم کدے میں بیٹھی یہ ساری باتیں سن رہی تھی، شاید مقصد بھی یہی تھا۔ کہ وہ ایک ایک حرف سُن لے، اسی لئے گفتگو اچھی خاصی بلند آواز میں ہو رہی تھی۔

رخشی اور ناہید کے بارے میں شمی نے جو کچھ بتایا، اُسے سُن سُن کر اس کا رنگ رخ بدلتا رہا، ذہنی کرب اور اذیت کا صاف اظہار ہو رہا تھا۔ لیکن جب سلطانہ کی سرگزشت شمی نے شروع کی، ضبط کرنا دوبھر ہو گیا اس کی آنکھیں بھر بھر نکلیں۔ اگر اس کی جگہ اور کوئی لڑکی ہوتی تو شاید وہ چیخ چیخ کر رونے لگتی، کپڑے پھاڑ کر باہر نکل آتی، دیوانی ہو جاتی، بیہوش ہو جاتی، نہ جانے کیا کیفیت گزر جاتی اس پر، لیکن عورت جب صبر و ضبط پر آ جائے تو واقعی وہ صبر کی دیوی اور ضبط کا پہاڑ بن جاتی ہے بڑے سے بڑا حادثہ بھی اس کے استقلال میں کمزوری اور تزلزل نہیں پیدا کر سکتا، وہ دیوار کا سہارا لئے، دیوار سے سر ٹیکے پھٹی پھٹی آنکھوں سے چھت کی طرف دیکھ رہی تھی اور خاموش تھی۔ جیسے اس میں کسی طرح کا احساس ہی باقی نہ رہ گیا ہو۔

اس کی نگاہ تصور کے سامنے بار بار سلطانہ کی تصویر آ رہی تھی کتنا چاہتی

تھی وہ سلطانہ کو، اس کے لاڈ نے کتنا ضدی کر دیا تھا اسے اور اس کی وہ کون سی ضد تھی جو اس طرح کی تنگی ترشی کے باوجود پوری نہ کر دی جاتی ہو، اور آج، زندگی میں پہلی بار اس کی ضد کو شکستِ فاش کا منہ دیکھنا پڑا

پھر اس کے کانوں میں شمی کے وہ الفاظ گونجے جب وہ زلفی اور نادرہ کو بتا رہی تھی کہ ناہید نے اس کے گال پر طمانچہ لگایا اور پھر بے خود ہو کر اسے گود میں اٹھایا اور پیار کرنے لگی،

اس کا دل پھر بھر آیا، اگر ناہید نے اس کے سامنے طمانچہ مارا ہوتا تو کیا خود پیٹنے سے بچ جاتی ؟

لیکن پھر اس نے اپنے دلِ داغ داغ کو تسکین دی،

"ناہید بھی سلطانہ کو اتنا ہی چاہتی ہے، جتنا میں چاہتی ہوں، لیکن دشمن کے سامنے وہ کمزوری دکھانے پر تیار نہ ہوئی، اس نے سلطانہ کے گال پر جو طمانچہ لگایا تھا، وہ خود اس کے دل پر گھونسہ بن کر لگا ہوگا، لیکن وہ مجبور تھی اسے وہی کرنا چاہیئے تھا جو اس نے کیا!

اور پھر رخشی کی وہ اپیل اس کے کانوں کے پردے سے ٹکرانے لگی، جب اس نے اس کی بوڑھی اور لب گور ماں کا واسطہ دیا تھا کہ یہ خبر سن کر اس پر کیا گزرے گی ؟ کہیں حرکتِ قلب نہ بند ہو جائے۔!

نظر کے سامنے بوڑھی اور لب گور ماں کی تصویر پھرنے لگی، واقعی اب اس میں کیا رہ گیا تھا۔ لب گور تو وہ عرصے سے ہے، صرف ایک جھٹکے کی ضرورت ہے جو اسے آسانی سے قبر کے اندر اتار دے گا،

کیا یہ جھٹکا، یہ زلزلہ جو ناہید اپنے ساتھ لے کر گئی ہے۔ اس زار و نزار عورت کی زندگی کا چراغ گل کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔؟

• وہ ہمیشہ اپنے پاک پروردگار بے نیاز سے رو رو کر گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگا کرتی تھیں کہ امی اچھی ہو جائیں، انہیں تندرست کر دے لیکن آج یہ دعا

اس کی زبان پر تھی۔

آج زندگی میں پہلی مرتبہ وہ ہدرد کر گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے پاک پروردگار بے نیاز سے دعا مانگ رہی تھی کہ یا اللہ امی نے بہت دکھ جھیل لئے بہت سی مصیبتیں برداشت کرلیں۔ ان گنت غم سہہ لئے، اب ان کا ہر دکھ، ہر غم، ہر مصیبت مجھے دیدے اور انہیں ایمان کے ساتھ اٹھالے،

دکھ سہتے سہتے، مصیبت جھیلتے جھیلتے، غم دیکھتے دیکھتے وہ اتنی خستہ اور ماندہ ہو چکی ہیں کہ اب ان میں سکت باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اے اللہ اب ان کا امتحان نہ لے اب انہیں معاف کردے اب انہیں اپنے پاس بلالے!

اور یہ دعا مانگتے مانگتے وہ منہ ڈھانپ کر سسکیاں لینے لگی،

---

(۱۰)

کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد فخری آیا، وہ سنبھل کر بیٹھ گئی، کافی دیر تک اس نے آنسو بہائے تھے رونے سے طبیعت ذرا ہلکی ہو گئی تھی، فخری نے کہا۔ کہا نہیں بلکہ اس کے زخم دل پر چرکا لگایا اور رلایا۔

"آج رخشی آئی تھی!"

فاخرہ نے کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا، فخری نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"رخشی کے ساتھ ناہید بھی تھی، سلطانہ بھی تھی، اختر اور اشفاق بھی تھے۔

فاخرہ نے یہ بات بھی سن لی اور کوئی جواب نہیں دیا۔

فخری نے ایک مرتبہ اسے گھورا اور کہنے لگا،

"ان سب لوگوں نے تم سے ملنے کے لئے بڑی التجائیں کیں، مگر وہ ساری التجائیں پائے حقارت سے میں نے ٹھکرا دیں!!!"

فاخرہ نے نظر سے نظر ملائے بغیر کہا۔

"بہت اچھا کیا۔ میں خود بھی ان لوگوں سے ملنا نہیں چاہتی ہوں، میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے بالا ہی بالا ان سب کو ٹال دیا!"

یہ خلافِ توقع جواب سن کر فخری کچھ چکرا سا گیا، وہ تو یہ سمجھ کر یہ خبر سنانے آیا تھا کہ وہ قدموں پر سر رکھ دے گی اور التجا کرے گی کہ زیادہ نہیں صرف ایک بار ان لوگوں کو بلا لیا جائے، ان لوگوں سے مل لینے دیا جائے، لیکن ــ لیکن ابھی ایک آخری حربہ اس کے پاس باقی تھا، اس نے کہا،

"حربہ ہے کہ سلطانہ کے بلک بلک کر رونے سے بھی میرا دل نہیں پسیجا!"

یہ کہہ کر اس نے نظر اٹھا کر فاخرہ کی طرف دیکھا کہ اس کے تاثرات معلوم کرے، کیونکہ وہ جانتا تھا، فاخرہ سلطانہ پر جان دیتی ہے، لیکن یہاں تو اب بھی اس کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے یکسر خالی تھا!

فاخرہ پر یہ کیفیت دیکھ کر وہ چراغ پا ہو گیا، اس نے آخری حربے سے بھی زیادہ زہرہ گداز اور خوفناک حربہ نکالا کہنے لگا۔

رخشی نے التجا کی صرف بچوں کو تو تم سے مل لینے دیا جائے، اگر ایسا نہ ہوا تو وہ بڑی بی، یعنی تمہاری والدہ محترمہ اس جہان سے رخصت ہو جائیں گی، مگر میں نے یہ اپیل بھی مسترد کر دی!"

فاخرہ نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا،

"بہت اچھا کیا، رخشی تو بے وقوف ہے کوئی وقت سے پہلے نہیں مرتا۔ موت کا ایک دن معین ہے!

فخری سراپا حیرت بن کر فاخرہ کو دیکھنے لگا!

وہ سوچنے لگا، کیا یہ عورت ہر ہر قدم پر مجھے شکست دیتی رہے گی؟ کیا میرا کوئی داؤں، میرا کوئی حربہ، میرا کوئی وار بھی کارگر نہیں ہو سکتا اس پر؟ یہ عورت ہے یا چٹان، جس پر سے بڑے بڑے طوفان گزر جاتے ہیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔؟

لیکن میں بھی فخری ہوں، میں اس چٹان کو ڈائنا میٹ بن کر اڑا دوں گا!

اتنے میں زلفی جھانکی،

”چائے ٹھنڈی ہوتی جارہی ہے جھنور والا۔“
وہ مسکراتا ہوا چائے پینے چلا گیا،

حصّہ ششم

قصّہ درد

•

مِٹ گئے ہم تمہیں خبر نہ ہوئی

(۱)

کئی کئی دن گذر جاتے فخری فاخرہ کے کمرے کا رُخ نہ کرتا، فہمیدہ بیگم نے تو جیسے اس کی صورت دیکھنے کی قسم کھالی تھی، شمی کبھی بھولے سے جھانکتی تک نہیں تھی، ہاں اُسے کوئی بات خاص طور سنانا ہوتی یا اس کے دل و جگر پر چرکے لگانا ہوتے تو نادرہ اور زلیخی کو لے کر برآمدے میں بیٹھ جاتی اور جو کچھ سنانا ہوتا باہمی گفتگو کے ـــــ بے تکلف کی صورت میں سنا ڈالتی وہ ساری باتیں سنتی رہتی مگر اپنے طرزِ عمل سے کسی تاثر کا اظہار نہ ہونے دیتی۔

دن اسی طرح گزرتے رہے، یہاں تک کہ چار مہینے کی مدت گزر گئی اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی نہ اُسے ناہید سے ملنے دیا گیا نہ رخشی سے نہ کسی اور سے!

بات یہ نہیں کہ رخشی یا ناہید نے کوشش نہ کی ہو سب نے ہاتھ پاؤں مارے، لوگوں کو بیچ میں ڈالا، انسانیت اور شرافت کا واسطہ دیا، سفارشیں کرائیں، خوشامدیں تک کیں لیکن فخری ٹس سے مس نہ ہوا وہ اپنے فیصلے پر پہاڑ کی طرح قائم رہا۔

اور اس ساری مدت میں فاخرہ نے ایک مرتبہ بھی فخری سے استدعا نہیں

کی کہ رخشی یا ناہید سے مل لینے دیا جائے یہاں تک کہ اپنی ماں کے انتقال پر بھی جسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ چاہتی تھی، کسی طرح کی کمزوری نہیں دکھائی۔

جب فہمیدہ کو یہ اطلاع ملی کہ فاخرہ کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے تو اس نے فخری کو سمجھایا کہ کم از کم اس موقع پر اسے میکے جانے کی اجازت دے دینی چاہیئے، فخری خاموشی کے ساتھ ماں کی باتیں سنتا رہا، پھر اس نے کہا

"میں تو جو کہہ چکا، وہ کہہ چکا، میرا فیصلہ اٹل ہے، لیکن آپ اگر چاہیں تو اپنے طور پر اجازت دے دیں۔!"

یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد فہمیدہ بیگم نے شمیؔ سے کہا۔

"جاؤ فاخرہ سے کہہ دو اپنی ماں کے تجہیز و تکفین میں شرکت کر آئے جا کر، لیکن تاکید کر دینا کہ رات کو وہاں نہ رہے یہاں واپس آجائے!"

شمیؔ یہ پیام لے کر اس کے پاس گئی اور کہنے لگی،

"ابھی اطلاع آئی ہے کہ آپ کی امی کا انتقال ہو گیا۔ بھائی جان تو کسی طرح راضی نہیں ہوتے تھے کہ آپ وہاں جائیں لیکن ممی کے کہنے سے خاموش ہو گئے، ان کی یہ نیم رضا دیکھ کر ممی نے کہلایا ہے کہ جائیے تجہیز و تکفین میں شریک ہو جائیے جا کر، لیکن رات وہاں نہ گزارئیے گا شام تک واپس آجائیے گا۔!"

فاخرہ کو ماں کی خبر وفات سن کر ایک دھچکا لگا، دل دھڑکنے لگا بدن سنسنانے لگا، آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا، لیکن باطن میں یہ طوفان اٹھتے رہے ظاہر میں وہ پرسکون رہی،

نہیں شمی ـــ میں نہیں جاؤں گی!"

اس دبلی پتلی اور کمزور سی لڑکی میں یہ فولادی عزم دیکھ کر وہ بھی حیران

ہوگئی، اس نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے!"

وہ بولی۔" ہاں شمی میں نے سن لیا وہ اس جہان سے گزر گئیں، لیکن میں انہیں گوشہ قبر تک رخصت کرنے نہیں جاؤں گی۔!"

شمی کو غصہ آگیا وہ جھلا کر بولی۔

آپ شاید اس لئے نہیں جا رہی ہیں کہ اس طرح ہم لوگ بدنام ہوں گے!"

وہ اسی سنجیدگی کے ساتھ بولی،

" نہیں شمی تمہارا یہ خیال غلط ہے اگر اب تک تم لوگوں کی بدنامی نہیں ہوئی تو اب کیوں ہوگی!"

شمی نے کوئی جواب نہیں دیا، واپس چلی گئی۔!"

فاخرہ نے ماں کے جنازے میں شرکت نہیں کی البتہ شمی کے جانے کے بعد قرآن شریف لیکر بیٹھ گئی اور کئی پاروں کی تلاوت کر کے اپنی ماں کی دکھی روح کو ثواب پہنچا دیا۔

فخری کا شکار کا پروگرام تھا وہ صبح کا گیا رات کو ۹ بجے کے قریب تھکا ماندہ واپس آیا، اس نے شمی سے پوچھا،

کیا فاخرہ کو تم نے اس کے گھر بھیج دیا تھا؟"

وہ بولی،" میں نے تو امی کی طرف سے جا کر اجازت دے دی تھی، لیکن انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔

فخری خاموش ہوگیا، اس نے کپڑے بدلے، کھانا کھایا، پھر فاخرہ کے کمرہ میں پہنچا اور کھڑے کھڑے جیسے ابھی کسی کام سے واپس جانا ہے، کہنے لگا۔

کیا تم اپنی والدہ کے آخری مراسم میں شرکت کے لئے گئی تھیں؟"

اس نے اسی پرسکون لہجے میں جیسے شمی سے کہا تھا، فخری سے کہا،

"نہیں ۔"

فخری نے پوچھا

"جب امی نے اجازت دے دی تھی تو کیوں نہیں گئیں ۔؟"

وہ بولی "کیا کرتی جا کر؟ میں نے چند پارے پڑھ کر ان کی روح کو ثواب بخش دیا ہے ۔!"

یہ فخری کی بہت بڑی شکست تھی ۔!

اگر فاخرہ نے اس مرحلے پر بھی شکست تسلیم نہیں کی تو پھر وہ کبھی نہیں ہارے گی!

وہ ظاہر میں پیکرِ نخوت بنا کھڑا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا، اس لڑکی کو اپنی ماں سے کتنا والہانہ عشق تھا، صرف اسی کو مطمئن کرنے کے لئے اور اسے سکون پہنچانے کے لئے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے فکر مند نہ ہو، اس نے اپنے آپ کو داؤ پر لگا دیا تھا، نہ اس کا جنازہ پڑھا اور نہ اس کی آنکھ پرنم ہے، نہ شور و فغاں سے گھر کے در و دیوار لرز رہے ہیں نہ اس نے آخری مراسم میں اجازت مل جانے کے باوجود شرکت ضروری سمجھی، یہ کیا ہے؟ آخر کیا چیز ہے یہ؟ — وہ تو سوچ رہا تھا اس کی سختیاں اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گی مگر اس کا تو یہ حال ہے کہ لچک تک نہیں پیدا ہوئی پیکرِ خاکی میں ۔!

فخری نے زبان سے کچھ نہ کہا، فاخرہ پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور باہر نکل گیا!

---

(۲)

پیکرِ اضطراب بنا ہوا فخری اپنے کمرے میں واپس آیا اور چپ چاپ بستر پر لیٹ گیا۔

اس کے دل کا عجیب حال ہو رہا تھا!

اس نے فاخرہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی محبّت نہیں کی تھی!

وہ ہوس تھی جو اسے فاخرہ کی طرف لے گئی تھی!

وہ فاخرہ سے لطف اندوز ہو کر کچھ عرصے کے بعد اس سے دستکش ہو جانا چاہتا تھا۔!

لیکن اس نے بہت جلد فاخرہ کی چوری پکڑ لی،

اسے معلوم ہو گیا یہ رشدی سے محبّت کرتی ہے اور اس سے التفات اور محبت کا اظہار صرف اس لئے کر رہی ہے کہ ایک دولت مند آدمی کی بیوی بن کر اپنی بیمار ماں کا علاج کر سکے، اپنی چھوٹی بہنوں اور بھائیوں کی دل کھول کر مدد کر سکے۔

اس چیز نے اسے مشتعل کر دیا،

وہ جوشِ انتقام سے بے خود ہو گیا۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ ہر قیمت پر، وہ رشدی کو اور فاخرہ کو ایسی سزا دے گا جسے وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے، رشدی کا تو وہ کچھ نہ بگاڑ سکا لیکن فاخرہ جال میں پھنس گئی، اس نے اس سے شادی کر لی اور شادی کے پہلے ہی دن اس پر ظاہر کر دیا کہ وہ سب کچھ جانتا تھا!

اور پھر اس نے لرزہ خیز سختیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا فاخرہ کی کمزوری اس کی ماں تھی، اس کی بہنیں تھیں، اس کے بھائی تھے، اس نے ان سب کے لئے اپنا دروازہ بند کر دیا فاخرہ نے چاہا تھا کہ ایک دولتمند آدمی کی بیوی بن کر وہ اپنے بھائیوں بہنوں اور ماں کی جی بھر کے خدمت کرے گی انہیں پڑھائے گی، ان کا مستقبل بنائے گی۔ اپنی زندگی تاراج کر کے، اپنے آپ کو تباہ کر کے، اپنا سودا کر کے وہ اس ڈوبتے ہوئے خاندان کو بچائے گی۔

اسے موقعہ ملتا تو یہ سب کچھ کرتی،
لیکن موقعہ نہیں ملا، موقعہ نہیں دیا گیا۔
یہ بڑا نازک وقت تھا!
اسے چاہیئے تھا کہ سرنگندہ ہو جاتی،
اسے چاہیئے تھا کہ قدموں پر سر رکھ دیتی،
اسے چاہیئے تھا کہ منتیں کرتی، خوشامد کرتی اور جس طرح بھی ہوتا اسے فخری کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی، لیکن اس نے یہ کچھ نہیں کیا چپ سادھ لی، خاموشی اختیار کر لی۔

طرح طرح کے ظلم سہتی رہی، طرح طرح کی زیادتیاں برداشت کرتی رہی ہر طرح کے مصائب برداشت کرتی رہی، بڑی سے بڑی ذلت پر اس نے اف نہیں کیا، بڑے سے بڑے صدمے پر اس کے آہ نہیں نکلی وہ اس طرح ان سب چیزوں سے بے پرواہی رہی جیسے ظلم اس پر

نہیں کسی اور پر ہو رہا ہے، جیسے ہدفِ انتقام، وہ نہیں کوئی اور ہے!

یہاں تک کہ اس کی ماں کا انتقال ہو گیا!

اس حادثہ جگر گداز پر بھی اس نے کمزوری نہیں دکھائی، اس نے اپنی خودی کو مجروح نہیں ہونے دیا اس نے ہرگز نہ آنسو بہائے نہ آہ و ماتم کا ارتکاب کیا، نہ کسی رعایت کی طلب گار ہوئی بلکہ دی ہوئی رعایت سے بھی فائدہ اٹھانے کو تیار نہیں ہوئی!

آخر اس کے اعصاب کس چیز کے بنے ہوئے ہیں؟

---

(۳)

بڑی دیر تک فخری کو نیند نہیں آئی،

وہ کروٹیں بدلتا رہا اور فاخرہ کے اس پہلو پر غور کرتا رہا۔

کبھی وہ اپنے دل میں اس سے نفرت، سخت نفرت محسوس کرتا کبھی اس سے ہمدردی محسوس کرنے لگتا!

پھر رشدی یاد آجاتا اور فاخرہ سے محبت نہ کرتے ہوئے بھی وہ جوشِ حسد سے بے قابو ہو جاتا، اسے فاخرہ پر غصہ آنے لگتا کہ اسے محبت کرنا تھی تو رشدی سے کیوں کی!! اس سے کیوں نہیں کی؟

پھر اس کی نگاہوں کے سامنے زلفی آجاتی!

زلفی، جو اسی طرح کے ایک دولت مند گھرانے کی لڑکی تھی، اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی، آزاد مزاج اور روشن خیال تھی اور جس کے بارے میں فہمیدہ کو حسرت تھی کہ کاش وہ ان کی بہو ہوتی اور رشمی کی آرزو تھی کہ کاش وہ اس کی بھابی ہوتی اور صورت شکل کے اعتبار سے بھی، وہ ہزاروں میں ایک تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے التفات اور مہر و محبت کا اظہار بھی کرتی تھی۔

وہ سوچنے لگتا کیا زلفی ناخرہ کی قائم بن سکے گی۔؟
پھر وہ ایک بہت ہی عجیب سی بات سوچنے لگتا وہ سوچنے لگتا۔
اگر زلفی پر بھی ویسے ہی طوفان گزریں، جیسے ناخرہ پر گزشتہ چار ماہ سے مسلسل گزر رہے ہیں تو کیا اس میں اتنا ضبط ہے کہ ناخرہ کی طرح پامردی استقلال اور استقامت کے ساتھ ان طوفانوں کو جھیل لے جائے؟ ان طوفانوں کی ٹکر سہہ لے؟
کیا زلفی پر بھی وہ صبر و ضبط، وہ خودی، وہ خودداری اور وہ خود اعتمادی ہے جس کا اظہار یہ کمزور اور ناتواں لڑکی چار مہینے سے مسلسل کرتی چلی آرہی ہے؟
بڑی دیر تک وہ ان دونوں، زلفی اور ناخرہ کا تقابل کرتا رہا آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ زلفی کیا شاید دنیا کی کوئی عورت بھی اس سلسلہ میں ناخرہ کی ہمسر نہیں ہو سکتی!
وہ سوچ رہا تھا، میں نے ناخرہ کو ریزہ ریزہ کر دیا، اس کی زندگی اجیرن کر دی، اسے اس طرح پاؤں تلے مسل دیا، جیسے ہاتھی چیونٹی کو مسل دیتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس نے شکست قبول نہیں کی؟
کیا واقعی وہ شکست نہیں تسلیم کرے گی؟
کیا وہ کبھی شکست نہیں تسلیم کرے گی۔؟
کیا وہ اس دنیا سے گزر جائے گی، اگر ہار نہیں مانے گی؟
معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہی ہوگا!
اگر یہ بات ہے تو کیا مجھے ہار ماننی پڑے گی؟ مجھے شکست تسلیم کرنی پڑے گی؟۔ کیا ایسا ممکن ہے؟
وہ جھلا کر اٹھ بیٹھا اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔
ایسا ہرگز اور کبھی نہیں ہو سکتا، فخری ہار ماننے کے لئے نہیں پیدا ہوا

ہے، اس نے آج تک کبھی شکست نہیں قبول کی!

یہ بول ختم ہوئے تھے کہ موذّن نے صدائے اللہ اکبر کی

"ارے صبح ہوگئی!"

اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا!

---

(۴)

فخری بستر سے اٹھا کپڑے بدلے اور گھر سے باہر نکل گیا ٹہلتا ٹہلتا شاہی باغ میں پہنچ گیا یہ ایک پر فضا جگہ تھی بڑی دیر تک ٹہلتا رہا لیکن خیالات کی رو میں کوئی فرق نہیں آیا، بار بار اسے فاخرہ یاد آرہی تھی اس کی باتیں یاد آرہی تھیں، اس کی خاموشی اور اپنی شقاوت یاد آرہی تھی ان خیالات کو وہ دل و دماغ سے جھٹک دینا چاہتا تھا، لیکن انہوں نے تو اس پر ہر چہار طرف سے یورش کر رکھی تھی وہ ان سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن یہ اس کا تعاقب کر رہے تھے۔

اس طرح کافی دیر ہوگئی اس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور چونک پڑا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"اوہ آٹھ بج گئے!"

وہ واپس ہوا اور گھر پہنچا، شمی ناشتے کی میز پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی اس نے بھائی کو پریشان حال اور آشفتہ خاطر دیکھا تو پریشان ہو گئی کہنے لگی،

"بھائی جان کیا بات ہے آپ کی یہ کیا حالت ہو رہی ہے؟"

اس نے زبردستی متبسم ہو کر پوچھا،

"کوئی بات نہیں ہے شمی، نہ جانے کیوں رات بھر نیند نہیں آئی صبح شاہی باغ چلا گیا، اب وہاں سے تازہ دم ہو کر آ رہا ہوں!"

اس جواب سے شمی مطمئن ہوئی یا نہیں لیکن خاموش ہو گئی اور چائے بنانے لگی، چائے کی پیالی اس نے بھائی کے سامنے رکھ کر کہا۔

آج شام کو زلفی نے چائے کی دعوت کی ہے آپ کی اپنے گھر!

فخری کچھ کھویا کھویا سا تھا، یہ سن کر چونک پڑا۔

زلفی نے دعوت کی ہے۔؟

وہ مسکراتی ہوئی بولی،

"جی ہاں زلفی نے — اب تو وہ اتنا گھل مل گئی ہے ہم لوگوں میں جیسے اسی گھر کی ایک فرد ہو، مجھے تو اتنا مانتی اور چاہتی ہے۔ جیسے سگی بہن بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ بلکہ آج کل سگی بہنوں کو وہ چاؤ اور پیار کہاں ہوتا ہے اور امی کا تو یہ حال کہ کل نہ جانے کس بات پر کہنے لگیں، میری دو لڑکیاں ایک شمی دوسری زلفی!

فخری دیوار کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا اور گھونٹ گھونٹ کر کے چائے پی رہا تھا، اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ اس طرح دیوار کو تک رہا تھا جیسے کسی خاص نقطے پر توجہ مرکوز کر رکھی ہو شمی اس کی اس کیفیت سے بے خبر اپنی کہے جا رہی تھی،

"وہ ہیں نا دلاور حسین خاں اسی سال تو بیرسٹری پاس کر کے لندن سے آئے ہیں، آپ تو جانتے ہوں گے انہیں؟"

فخری نے اس طرح دیوار کو گھورتے گھورتے اور چائے کی پیالی سے شغل کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں!"

وہ بولی، تو یہ دلاور صاحب ہزار جان سے فریفتہ ہیں زلفی پر"

فخری خاموش رہا، شمی کہتی رہی،

لیکن ہماری زلفی منہ نہیں لگاتی بیرسٹر صاحب کو، ایک طرف تو اس کے پندار اور نخوت کا یہ عالم ہے، دوسری طرف یہ کیفیت ہے کہ بہانے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر یہاں آئے گی، آتے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہو جائے گی۔ وہ آپ کی جو تصویر رکھی ہے نا گول میز پر باتیں کرتے کرتے اس تصویر کو آہستہ آہستہ کھسکا کر اپنے سامنے کر لے گی باتیں کرتی جائے گی اور اسے کن انکھیوں سے دیکھتی جائے گی، میں تو خیر عرصے سے اس کی یہ کیفیت دیکھ رہی تھی، کل نادرہ نے بھی دیکھ لی وہ ایک منہ پھٹ اور بد لحاظ بے دھڑک کہہ اٹھی،

"اوہو، تو تصویر سے رومان لڑایا جا رہا ہے!"

بھائی جان کتنی حاضر جواب ہے ہماری زلفی، اس کی تڑاق پڑاق باتوں کے سامنے کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا، لیکن نادرہ کے اس وار کا مقابلہ نہ کر سکی جھینپ گئی بیچاری!"

چائے ختم ہو گئی، فخری نے پیالی اپنی جگہ رکھدی، شمی نے حیرت سے اُسے دیکھا اور کہا۔

"ارے بھائی جان آپ نے ناشتہ تو کیا ہی نہیں، انڈے جوں ویسے ہی رکھے ہیں اور توس بھی، یہ کیا ہے لیجئے کھائیے!

وہ کہنے لگا نہیں، بس چائے کی ایک پیالی دے دو۔"

وہ چائے بناتی ہوئی بولی،

"لیکن بھائی جان ایک توس تو کھا لیجئے، کم از کم۔۔"

وہ کہنے لگا" ضرور کھا لیتا لیکن رات بھر جاگنے سے طبیعت بے کیف ہے، سر بھی کچھ بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا ہے کھاؤں گا تو طبیعت

خراب ہو جائے گی، ممکن ہے بیمار پڑ جاؤں لہٰذا احتیاط بہتر ہے، بس ایک پیالی چائے اور پی لوں گا!"

اتنی دیر میں چائے بن چکی تھی، شمی نے پیالی اس کی طرف کھسکا دی اور اپنے سابقہ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے پوچھا۔

"تو سہ پہر کو چل رہے ہیں نازلفی کے ہاں؟"

اس نے چائے کا گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے کہا،

"اگر طبیعت ٹھیک رہی —!"

تو خدانخواستہ کیا طبیعت خراب ہے؟"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا، رات بھر نیند نہیں آئی صبح صبح ہوا خوری بھی کم آیا، لیکن دل بیٹھا جا رہا ہے سر بھاری ہے، طبیعت گری جا رہی ہے"

شمی نے پریشان ہو کر بھائی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہاں آپ کا چہرہ اترا ہوا ہے، چلئے ڈاکٹر یاور کے ہاں لے چلتی ہوں آپکو!"

وہ مسکراتا ہوا گویا ہوا،

میں کوئی بچہ ہوں، تو اپنے ساتھ لے جائے گی؟ میں خود نہیں جا سکتا!"

وہ اصرار کرتی ہوئی کہنے لگی،

"تو جائیے پھر ہو جائیے جا کر، ذرا دل کو اطمینان تو ہو، میرا تو دل ہول رہا ہے!"

اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں شمی، کوئی بات نہیں — یہ رات بھر جاگنے کا نتیجہ ہے، اسی لئے طبیعت بے کیف ہے اور شاید غذا بھی اچھی طرح سے ہضم نہیں ہوئی اس لئے سر بھاری ہے ذرا دیر آرام کر لوں گا طبیعت ٹھیک ہو جائیگی"

تو پھر سو رہیئے تھوڑی دیر!"

ہاں کوشش تو اس کی کروں گا بشرطیکہ نیند آ جائے!"

امی کی خواب آور ٹکیہ لا دوں؟ ــ نیند آجائے گی بڑی عمدہ۔"
وہ زیرِ لب تبسّم کے ساتھ گویا ہوا۔
"اور اگر میں سوتا ہی رہ گیا؟"
شمی سہم گئی، اس نے کہا
"خدا نہ کرے بھائی جان آپ کیسی باتیں منہ سے نکال دیا کرتے ہیں!"
وہ کہنے لگا، "بھئی نہ جانے کیا بات ہے خواب آور گولیوں سے بہت ڈر لگتا ہے مجھے میرا دل کہتا ہے جس دن ایک گولی بھی میں نے استعمال کی، اس رات میں ہمیشہ کے لئے سو جاؤں گا!"
شمی نے اپنی تجویز واپس لے لی۔
"اچھا رہنے دیجئے!"
اتنے میں ہانپتی کانپتی حواس اور بے حال کہ ہمارا گھر کی ملازمہ آئی اور کہنے لگی۔
"چل کے دلہن کی خبر لو، یہ بڑی خون کی قے آئی ہے! اللہ ہی حافظ ہے اس کا!"

(۵)

فخری نے پیالی زور سے میز پر پٹک دی اور چیخ کر کہا،

کیا — ؟

وہ ذرا بھی ہراساں ہوئے بغیر کہنے لگی،

بیٹے کچھ جھوٹ تو کہتی نہیں ہوں، خود جا کر دیکھ لو، باقی اگر پوچھ گچھ میں وقت گنواتے رہے تو کہیں ہاتھ نہ دھونا پڑیں دلہن سے — ویسے اس گھر میں اس کی پرواہ بھی کسے ہے!"

یہ صاف صاف باتیں سن کر فخری نے کچھ شرمندگی سی محسوس کی لیکن شمی بگڑ گئی، کہنے لگی۔

"بوا کچھ ہوش میں ہو؟ تمہیں یہ باتیں کرنے کا کیا حق ہے؟"

وہ بھی اس وقت کسی دوسرے موڈ میں تھیں ذرا بھی مرعوب نہیں ہوئیں کہنے لگیں،

"ایسا اندھیر بھی، بال سفید ہونے کو آ گئے میں نے کہیں نہیں دیکھا — اتنی نیک، اتنی سیدھی، اتنی صابر لڑکی کو آخر مار ہی ڈالا تم ظالموں نے، اب اس میں رہ کیا گیا ہے یا اللہ تو بھی نہیں دیکھتا نہ زمین پھٹتی ہے

نہ آسمان ٹوٹتا ہے ۔"

کریما بڑی خاموش اور کارگزار خادمہ تھی، کام سے کام کسی اور بات سے مطلب نہیں، وہ پہلے دن سے فاخرہ کی درگت بنتے دیکھ رہی تھی لیکن خاموش تھی، کر بھی کیا سکتی تھی، ویسے دل میں ہمدردی ضرور رکھتی تھی لیکن آج اس کا یہ حالِ زار دیکھ کر ضبط جواب دے گیا اور وہ کھری کھری سنانے پر مجبور ہو گئی ۔

شمی شاید اسے کچھ ڈانٹتی اتنے میں فہمیدہ بیگم آئیں انہوں نے فخری سے کہا ۔

بیٹے فاخرہ کی حالت بہت نازک معلوم ہوتی ہے جلدی خبر لو، جاؤ ڈاکٹر یا ورکو بلا لاؤ جا کر ۔۔ نہ جانے کیا ہو گیا ہے اسے !"

فخری اٹھتا ہوا کہنے لگا،

" امی میں ڈاکٹر کو لے کر ابھی آتا ہوں، بس گیا اور آیا ، ۔۔ لیکن کیا واقعی خون کی قے ہوئی ہے ؟"

فہمیدہ بیگم نے خفیف سے تامل کے بعد کہا،

" ہاں بیٹے ۔۔ بہت بڑی قے ہوئی ہے لال لال جیتا ہوا خون جیسے جگر اور پھیپھڑے کے ٹکڑے آرہے ہوں کٹ کر ۔ لیکن دفعتاً یہ کیسے ہو گیا ؟ اس نے تو کبھی بتایا ہی نہیں ۔

کریما بول پڑی میں نے تو کئی دفعہ آپ لوگوں کو بتایا کہ دلہن کی طبیعت خراب ہے، لیکن سب نے سنی کی ان سنی کر دی، الٹ کر بھی نہ پوچھا حال کیا ہے ؟"

فہمیدہ بیگم کا چہرہ تمتما اٹھا، وہ شمی سے زیادہ اس کی باتوں سے برہم تھیں، لیکن ان میں شمی میں فرق یہ تھا کہ وہ فوراً ابل پڑی، لیکن انہوں نے ضبط سے کام لیا، کہنے لگیں،

"ہاں کریما" سچ کہتی ہو، لیکن یہ کسے خیال تھا کہ حالت خراب ہو جائیگی"
پھر وہ فخری سے کہنے لگیں،
"بیٹے تم تو کھڑے ہو؟ جلدی سے جاؤ اور ڈاکٹر یاور کو اپنے ساتھ لے آؤ، کہیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ ان کا آنا بعد از وقت ثابت ہو!"
پھر شمی سے مخاطب ہوئیں،
"لڑکی تو یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہے جا فاخرہ کے پاس بیٹھ میں بھی ابھی آئی!"
فخری اسی طرح گم سُم کھڑا تھا، فہمیدہ نے پھر ٹوکا۔
"بیٹے تم تو اب تک کھڑے ہو، جاہی نہیں چکتے کسی طرح —!
فخری نے کہا، جارہا ہوں امی — لیکن یہ ہوا کیا؟
وہ بولیں، "میری خود عقل حیران ہے!"

(۶)

تھوڑی ہی دیر میں فخری ڈاکٹر یاور کو لے کر آ گیا انہوں نے خوب اچھی طرح معائنہ کیا، پھر سرنج کے ذریعہ تھوڑا سا خون نکالا، جو قے خون کی ہوئی تھی، اس کا کچھ حصہ نیز بلغم اور تھوک، یہ سب چیزیں ساتھ لیں اور فخری سے کہا۔

"چلئے میرے ساتھ ابھی بہبود لیبارٹری سے ٹسٹ کرا کے رزلٹ معلوم کر لوں گا!"

فخری خاموشی سے ساتھ ہو لیا، راستے بھر دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی، ڈاکٹر بہبود لیبریٹری پہنچ کر انچارج کو یہ ساری چیزیں دیں اور فوری طور پہ رپورٹ مانگی، تھوڑی دیر میں خون کی رپورٹ آ گئی، ڈاکٹر نے کہا۔

"فخری صاحب اکسرے ضروری ہے۔ ابھی اور فوراً!"

فخری نے کہا "لیکن وہ تو بہت کمزور معلوم ہوتی ہے!"

ڈاکٹر نے کہا "جس طرح بھی ہو چند منٹ کے لئے انہیں لانا پڑیگا، ایمبولینس کا انتظام کرنا ہوگا، فخری گیا اور فاخرہ کو پابدستے دگرے دست بدستے دگرے اٹھوا کر لایا، اکسرے کے فوراً بعد شمی کے ساتھ فاخرہ

اسی ایمبولینس پر گھر واپس کر دی گئی، رپورٹ کے انتظار میں فخری ٹھہر گیا اور ڈاکٹر صاحب دوسرے مریضوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کوئی ایک گھنٹے کے بعد تھوک اور بلغم کی رپورٹ بھی آگئی اور اکسرے کا رزلٹ بھی آگیا، ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی طرح اکسرے کو دیکھا بھالا پھر سنجیدہ لہجے میں فرمایا،

"مسٹر فخری افسوس ہے۔"

اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے، فخری نے سراپا اضطراب بن کر سوال کیا

"ڈاکٹر صاحب کیا بات ہے کچھ تو کہیں!"

وہ کہنے لگے، "آپ نے بہت دیر میں مریضہ کی خبر لی!"

"کیا اچھی ہو جائے گی ڈاکٹر صاحب!"

"اب تو آپ دعائے مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھانے کو تیار رہئے!"

"بیقرار ہو کر، ڈاکٹر صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"مسٹر فخری بات یہ ہے کہ مریضہ کو دق کا تیسرا درجہ شروع ہو چکا ہے۔ نہیں میں نے غلط کہا، تیسرا درجہ آخری درجے تک پہنچ چکا ہے اس کے دونوں پھیپھڑے نہ صرف متاثر ہیں بلکہ گل چکے ہیں، ان کا مداوا دنیا کی کسی دوا سے نہیں ہو سکتا، اب صحت کا حصول صرف معجزے ہی کے ذریعے ممکن ہے اور آپ جانتے ہیں معجزوں کا دور گزر گیا۔!"

ایسا معلوم ہو رہا تھا ڈاکٹر باور کے یہ الفاظ ایک قاتل کے لئے سزائے موت کا فیصلہ ہے۔

اس نے بے بسی اور اضطراب کے ساتھ کہا۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب اسے تو کبھی حرارت کی بھی شکایت نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں؟"

لیکن میں غلط نہیں کہتا ڈاکٹر صاحب!"

"آپ بالکل غلط کہہ رہے ہیں، حرارت شروع ہوئی، پھر یہ حرارت قائم ہو گئی، پھر یہ حرارت بخار بنی پھر اس بخار نے ... پھیپھڑوں کو جلا

کر خاکستر کر دیا اور آپ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اسے کبھی حرارت بھی نہیں ہوئی!
کیا دق کو بھی آپ ہارٹ اٹیک سمجھتے ہیں کہ دفعتہً بغیر کسی وارننگ' درمیان گمان
کے آدمی کے دل میں درد اٹھا اور وہ ختم ہو گیا؟ — نہیں فخری صاحب دق
شعلہ نہیں ہے کہ بھسم کر دے وہ چنگاری ہے جو آہستہ آہستہ بھڑکتی ہے،
بھڑکتی رہتی ہے اور اپنا کام کرتی رہتی ہے میں اپنے چالیس سالہ تجربے کی بناء پر
بے اندیشۂ تردید عرض کر سکتا ہوں کہ کم از کم تین ماہ سے مریضہ حرارت اور بخار
میں مبتلا ہے!"

فخری نے سراپا حیرت بن کر سوال کیا،

"تین ماہ سے ڈاکٹر صاحب!"

انہوں نے جواب دیا۔

"ہاں — کم از کم تین ماہ سے؟"

پھر چونک کر انہوں نے فخری کی طرف دیکھا اور ترش لہجے میں سوال کیا

"کیا آپ اس تین چار ماہ کی مدت میں شہر سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے؟"

"نہیں تو۔

"کیا آپ گھر میں نہیں رہتے تھے؟"

"رہتا تھا ڈاکٹر صاحب۔"

"مریضہ آپ کی بیوی ہے؟"

"جی ہاں۔

"اور پھر بھی آپ کو پتہ نہیں چل سکا؟ - آپ کی شادی کو کتنے دن ہوتے ہیں؟"
کوئی چار مہینے!"

"بہت خوب — کہیں آپ کی بیوی یہ روگ میکے سے تو اپنے ساتھ نہیں
لگا لائی تھیں؟"

فخری نے جھوٹ کہا،

"ہو سکتا ہے!"

ڈاکٹر صاحب نے تردید کرتے ہوئے کہا۔

ہرگز نہیں ہو سکتا، — اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو شادی کے مہینہ دو

مہینے بعد وہ مر گئی ہوتی۔"

فخری ایک مجرم کی طرح خاموش رہا۔ اس سے کوئی جواب بن نہیں آیا، ڈاکٹر صاحب نے کہا۔

"میرا خیال ہے ۲۴ یا زیادہ سے زیادہ ۳۶ گھنٹے مریضہ زندہ رہ سکے گی۔!"

"ڈاکٹر صاحب خدا کے لئے رحم کیجئے!"

"کاش میں خدا ہوتا!"

ڈاکٹر صاحب!

"سنیئے جناب! میں مریضہ سے بالکل مایوس ہوں، پھر بھی احتیاط اور دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک سانس تب تک آس، سول ہسپتال میں اس کا داخلہ بہرحال کرا دینا چاہیئے، میری خدمات حاضر ہیں میں خود وہاں جاتا ہوں، آپ گھر جاکر بندوبست کیجئے اور جیسے ہی میں فون کر دوں اسے لے کر آجایئے، ایمبولنس بھی میں ساتھ ہی ساتھ بھیجدوں گا!

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب آپ ہسپتال تشریف لے جایئے، میں گھر جاتا ہوں اور آپ کے فون کا بے چینی سے انتظار کروں گا ہاں ڈاکٹر صاحب یہ بتایئے، اگر مریضہ کو لندن، نیو یارک، پیرس برلن سوئیٹزرلینڈ کی کسی صحت گاہ میں داخل کرا دیا جائے تو کیا وہ بچ سکے گی؟ میں اسکی صحت کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں، میں اپنی ساری جائیداد فروخت کر دوں گا، میں قرض لونگا۔ بھیک مانگوں گا۔ میں اس کی تندرستی کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہاؤں گا، کیوں۔ کیوں ڈاکٹر صاحب کیا یہ ممکن ہے!"

ڈاکٹر صاحب نے ہمدردی کی نظروں سے فخری کو دیکھا اور کہا۔

اس سوال کا جواب میں پرسوں دے سکوں گا آپ کو؟"

فخری نے کچھ مطمئن ہوتے ہوئے کہا،

کیا ان مقامات میں سے کس مقام کی صحت گاہ سے براہ راست معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے؟"

ڈاکٹر صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

"یہی سمجھ لیجیے، لیکن پرسوں سے قبل میں آپ کے سوال کا جواب نہیں دے سکوں گا!"

اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا،

"میں انتظار کروں گا پرسوں تک!"

ڈاکٹر صاحب نے غوطے سے سر اٹھایا اور فخری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"یہ کیا معمہ ہے کہ مریضہ کی حرارت تک کا پتہ آج کی نئے آنے سے پہلے تک نہیں مل سکا؟ یہ کیسا عجیب راز ہے؟ میری چالیس سالہ پریکٹس میں واحد مثال ہے!"

حصّۂ ہفتم

خاتمہ

درد منت کشِ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا

(۱)

فخری تیر کی طرح سیدھا گھر پہنچا، شمی فاخرہ کے کمرے میں، لیکن اس سے ذرا پرے بیٹھی ہوئی تھی، فخری کو آتا دیکھ کر وہ کھڑی ہوگئی فخری نے اس سے کہا،

"شمی ابھی تھوڑی دیر میں ایمبولنس آتی ہوگی، بس ڈاکٹر یاور کے فون کا انتظار ہے۔ تم سارا سامان جلد از جلد تیار کر لو، فاخرہ کو ہسپتال لے جانا ہے!"

"کیا وہاں داخلہ کرائیں گے آپ؟"

"ہاں شمی، باتوں میں وقت نہ ضائع کرو!"

شمی چلی گئی، اس کے جانے کے بعد فخری کرسی کھینچ کر فاخرہ کے بالکل قریب بیٹھ گیا۔ اس چار مہینے کی مدّت میں آج پہلی مرتبہ اس نے نظر بھر کر فاخرہ کو دیکھا تھا اور یہ دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا کہ وہ بالکل سفید پڑ چکی تھی۔ جیسے بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ ہو اس نے آج پہلی مرتبہ ملائمت اور نرمی کے ساتھ اُسے مخاطب کیا،

"فاخرہ!"

وہ کمزور اور بے حد نحیف آواز میں بولی!

"جی فرمایئے!"

"یہ تم نے اپنی کیا حالت بنائی ؟"

"میں نے — ؟"

پھر وہ کچھ نہیں بولی اور فخری کو ایسا معلوم ہوا، جیسے اس کے خنجر سے فاخرہ کا خون ٹپک رہا ہے وہ گھبرا گیا اس نے کہا۔

ڈاکٹر صاحب کہتے تھے تمہیں کم از کم تین مہینے سے حرارت اور بخار کی شکایت ہے — کیا واقعی!"

وہ بے پروائی کے ساتھ لیکن کمزور آواز میں بولی،

"ہاں اتنی مدت تو ہو گئی ہو گی ؟"

فخری نے کہا،

"لیکن تم نے بتایا بھی نہیں!"

اس نے اس مرتبہ بھی بہت مختصر سا جواب دیا،

"کیوں بتاتی ؟ اور کسے بتاتی ؟"

فخری لاجواب ہو گیا، پھر اس نے محسوس کیا، جیسے ابھی ابھی اس نے پستول کی گولی چلائی ہے فاخرہ کے سینے پر، وہ اپنے آپ کو قاتل محسوس کر رہا تھا۔ اس نے پھر سوال کیا۔

"لیکن فاخرہ اس طرح تو تم خودکشی کی مرتکب ہو رہی تھیں!"

وہ رک رک کر آہستہ آہستہ بولی،

"کیا یہ بات بھی آپ کے لئے وجۂ شکایت ہو سکتی ہے ؟"

فخری خاموش ہو گیا، ذرا دیر کے بعد اس نے کہا،

"فاخرہ کیا رخشی اور ناہید کو بلا دوں ؟"

فاخرہ کا سفید چہرہ سرخ ہو گیا، اس نے کہا،

"رخشی اور ناہید کون ؟"

فخری سارے بدن سے کانپنے لگا، اسے فاخرہ کی صحت دماغی پر شبہ ہونے لگا، اس نے کہا،

"رخشی — تمہاری پیاری سہیلی — ناہید — تمہاری محبوب بہن —

کیا تم رخشی اور ناہید کو نہیں جانتیں ؟"

اس کی آواز برابر کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے کہا،

"جس دن میں نے اس گھر میں قدم رکھا تھا اس دن، نہ صرف رخشی اور ناہید کو بلکہ سلطانہ کو، اختر کو اشفاق کو، امی کو سب کو بھول گئی!"

فخری کا جی چاہ رہا تھا زمین پھٹ جائے اور وہ سما جائے۔

اس نے ناظرہ کو شکست دینی چاہی تھی، لیکن یہ مشت خاک اب کہ لب گور ہے، چند گھڑی کی مہمان ہے، شکست تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہے، اب بھی اس کے وہی تیور ہیں اب بھی اس کی وہی اکڑ ہے، اب بھی اس کے دم خم میں ذرا فرق نہیں آیا،

آخر وہ خود شکست تسلیم کرنے پر تیار ہو گیا اس نے ہتھیار ڈال دیئے،

اس نے ہار مان لی، وہ کہنے لگا،

"شاید تم اس حالت میں ان سے ملنا نہیں چاہتیں، اچھی ہو کر ملو گی!"

اس کے سفید اور بے جان ہونٹوں پر زہر خند کی کیفیت ذرا کے ذرا ابھری، پھر وہ بولی۔

"ہاں ہمیشہ کے لئے اچھی ہو کر!"

بیقرار ہو کر فخری نے کہا،

ناظرہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو، تم اچھی ہو جاؤ گی، تندرست ہو جاؤ گی میں نے ڈاکٹر یاور سے کہہ دیا ہے وہ سوئٹزرلینڈ اور پیرس سے کنٹیکٹ کر رہے ہیں"

"کیوں؟ کس لئے ؟"

"میں تمہیں لے کر وہاں جاؤں گا، میں پانی کی طرح روپیہ خرچ کر دوں گا لیکن تمہیں مرنے نہیں دوں گا!"

اس نے ایک نظر فخری پر ڈالی اور کہا۔

"مجھ سے لڑتے لڑتے اب آپ قدرت سے بھی لڑنے لگے ؟"

"کیوں ناظرہ یہ کیوں ؟"

" مجھے اب دنیا کی کوئی طاقت اچھا نہیں کر سکتی — اور میں یہ چاہتی بھی کب ہوں ؟"

یہ نہ کہو فاخرہ — خدا کے لئے یہ نہ کہو فاخرہ —"

وہ نگاہِ غلط انداز سے اسے دیکھتی ہوئی بولی،

" کیوں ؟ کیا ابھی آپ مجھے اور زندہ رکھنا چاہتے ہیں ! ابھی تک آپ کا انتقام پورا نہیں ہوا ؟"

فخری نے اس کا خزاں رسیدہ پتی کی طرح خشک اور تپلا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔

" فاخرہ مجھے معاف کر دو۔ فاخرہ مجھے معاف کر دو !"

وہ بولی " معاف کر دیا !"

" دل سے معاف کر دو فاخرہ اس گناہ گار کو !"

" میں کوئی بات اوپرے دل سے نہیں کرتی نہ جھوٹ بولتی ہوں !"

" میں بہت بڑا پاپی ہوں !"

" نہیں غلطی میری بھی تھی —"

" تمہاری غلطی ؟ — نہیں فاخرہ تم نے کوئی غلطی نہیں کی ؟"

" یہ نہ کہئے، میں نے اپنے بھلے کے لئے آپ سے شادی کی میں نے اپنی ماں، اپنی بہنوں کے فلاح و بہبود کے لئے آپ کو منتخب کیا ظاہر ہے محبت مجھے رشدی ہی سے تھی !"

" مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، دل پر کس کا زور چلتا ہے ؟ لیکن تمہاری پاک دامانی، تمہاری وضع قطع یہ سب چیزیں شک و شبہ سے بالا ہیں، میں نے اس عرصے میں بہت کچھ معلوم کر لیا ہے۔ فاخرہ !"

" کچھ اور بھی ؟"

" ہاں — میں نے خوب تحقیق کر لی ہے کہ تم نے کبھی رشدی سے اظہار محبت نہیں کیا، خود اس نے بھی ایسا نہیں کیا تم نے کبھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی، تم نے کبھی اس سے زندگی نباہنے کا وعدہ نہیں کیا، تم نے پوری

سچائی اور راستبازی کے ساتھ، ایک شریف اور پاکدامن اور فرض شناس بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ نباہ کرنا چاہا، میں تمہاری کس چیز پر اعتراض کر سکتا ہوں فاخرہ!"

"یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کا دل میری طرف سے صاف ہو چکا ہے، اب میں اطمینان سے مروں گی ورنہ میرے دل میں ایک کھٹک باقی رہ جاتی!"

"کھٹک؟ — کیسی کھٹک فاخرہ؟"

"یہ کہ میں نے آپ کا انتخاب خود غرضی کے باعث کیا!"

"اب یہ خیال بھی اپنے دل میں نہ لاؤ۔ میں اپنے آپ کو بیچ کر تمہارا علاج کراؤں گا، اور جب تک تم تندرست نہیں ہو جاؤ گی زمین آسمان کے قلابے ملا دوں گا اور جب تندرست ہو جاؤ گی تو فاخرہ! میں اپنے پاپ کی تلافی کر دوں گا —"

رشدی کے قدموں پر، اس خود ساختہ جلاوطن دوست کے قدموں پر سر رکھ دوں گا اور پھر تمہیں پورے اعزاز و احترام کے ساتھ ایک بھائی کی حیثیت سے اس کے حوالے کر دونگا!"

فاخرہ نے ایک مرتبہ فخری کے چہرے کو ٹکٹکی لگا کر دیکھا اور پھر بہت رک رک کر بولی،

"یہ نہ کہو فخری، — میں تمہاری بیوی کی حیثیت سے مرنا چاہتی ہوں، یہ میرا فیصلہ ہے!"

"یہ تمہارا فیصلہ ہے؟"

"ہاں — ہاں بالکل اٹل — میں نے تمہیں دغا نہیں دی، تمہارے ساتھ فریب نہیں کیا، صحیح معنی میں تمہیں اپنا شوہر سمجھا اور اپنے آپ کو تمہاری بیوی تسلیم کرنے پر تمہارے اس رویہ کے باوجود بضد رہی، میرے اس فیصلے میں سچائی تھی۔ میں خود اپنی سچائی کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں فخری!"

"اچھا تو میری بیوی بن کر رہنا، میں زندگی بھر تمہارے پاؤں دھو دھو

کر پیوں گا!"

"بہت بہت شکریہ، لیکن اب؟ — خیر دعائے خیر سے تو یاد کرتے رہو گے مجھے؟"

"پھر وہی مایوسی کی باتیں، تم ضرور اچھی ہو جاؤ گی فاخرہ!"

اتنے میں شمی آ گئی اُسے دیکھ کر فخری نے سوال کیا۔

"کیا سب سامان ٹھیک کر لیا تم نے!"

" وہ بولی،"جی ہاں — لیکن امی پوچھتی ہیں ان کے ساتھ کون جائیگا ہسپتال"

فخری نے تیوری چڑھا کر پوچھا،

"اس سوال کا مطلب کیا ہے؟"

وہ بولی،"آخر وہاں ان کے ساتھ بھی تو رہنا چاہیئے کسی کو؟"

اس نے بڑے اطمینان سے کہا،

"کیا میں مر گیا ہوں؟ — میرے سوا کون رہ سکتا ہے فاخرہ کے پاس؟ میں ہی اس کی پٹی سے لگ کر بیٹھوں گا اور اس کی تیمارداری کروں گا؟"

"بھائی جان آپ؟"

"ہاں — کیوں کیا یہ میرا فرض نہیں ہے؟"

شمی کے پاس اس سوال کا کیا جواب تھا؟ وہ خاموش ہو گئی، لیکن کہتی ضرور تھی کہ "میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں؟"

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی، فخری بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر فون کے پاس پہنچا اس نے ریسیور اٹھا لیا اور مخاطب کی بات سن کر بولا، بہت اچھا ڈاکٹر صاحب، بڑی مہربانی بہت شکریہ — میں ابھی بس زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں مریضہ کو لے کر آتا ہوں!"

فخری نے فاخرہ کو گود میں اٹھایا اور ایمبولنس پر لے جا کر رکھ دیا۔

---

(۲)

جب سے فاخرہ کی ماں کا انتقال ہوا تھا۔ رخشی ہر روز بلاناغہ وہاں جاتی تھی اور کافی وقت صرف کرتی تھی، سلطانہ اس سے بہت زیادہ مانوس ہو گئی تھی اور زیادہ تر وہ جاتی بھی اس کے لئے تھی وہ فاخرہ کی چہیتی تھی اور فاخرہ سے محبت کا تقاضا یہی تھا۔ کہ سلطانہ کو ذرا بھی غمگین نہ ہونے دے ناہید بدستور ٹیوشن کر رہی اور پڑھ بھی رہی تھی، رخشی اس کا ہر طرح سے ہاتھ بٹاتی رہتی تھی، آج ناہید بہت روئی فاخرہ کو یاد کر کے کہنے لگی،

"نہ جانے بے چاری آپا کا کیا حال ہے، خدا غارت کرے اس کمبخت کو، جس نے ان کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔!"

رخشی نے بھی ہاں میں ہاں ملائی، کہنے لگی،

"خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے، لیکن پڑتی ضرور ہے سر پر!"

ناہید روتی ہوئی بولی،" امی آخر وقت تک فاخرہ کا نام لیتی رہیں۔ لیکن اس ظالم نے اجازت نہ دینا تھی نہ دی، حتیٰ کہ وہ اس جہاں سے رخصت ہو گئیں، مگر آپا ان کا چہرہ دیکھنے بھی نہ آسکیں!،

رخشی کی آنکھوں میں بھی آنسو بھرے ہوئے تھے اس نے کہا۔

ہاں ناہید یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ لیکن شاباش ہے فاخرہ کو کس پامردی اور استقلال سے یہ سب کچھ برداشت کر رہی ہے سچ کہتی

ہوں میں اس کی جگہ ہوتی تو اب تک کب کی پاگل ہو گئی ہوتی یا ہارٹ فیل ہو گیا ہوتا۔!"

ناہید نے دکھ اور کرب کے ساتھ کہا۔

وہ بھی نہ جانے کیسی ہیں، وہاں تو پرندہ پر نہیں مار سکتا کوئی خبر ہی نہیں ملتی ان کی کسی دن جی چاہتا ہے بھیس بدل کر جاؤں اور دور سے ایک نظر دیکھ کر انہیں چلی آؤں!"

ناہید کی اس بات پر پہلے تو رخشی مسکرائی، کیونکہ یہ محض ایک طفلانہ جذبہ تھا پھر وہ سوچنے لگی کتنی بے پناہ محبت ہے اس لڑکی کو اپنی بہن سے اسے ترس آ گیا اس پر بہت، دل کڑھا اسے سینے سے لگایا اور کہا۔

"نہیں ایسی حماقت بھی نہ کرنا اگر کہیں پتہ چل گیا ان لوگوں کو تو ایک ہی خبیث ہیں نہ جانے کیا گت بنا دیں تمہاری۔"

وہ رو ہانسی ہو کر بولی،

تو رخشی آپا ہم زندگی بھر آپا کی صورت نہیں دیکھ سکیں گے ؟ سلطانہ کو آپ نے کافی بہلا لیا ہے، لیکن جب آپا یاد آ جاتی ہیں تو رات بھر روتی اور ضد کرتی ہے کہ آپا کے پاس لے چلو!"

رخشی نے ایک ٹھنڈی سانس لی مگر منہ سے کچھ نہ کہا

ناہید کہنے لگی "کیوں رخشی آپا، آخر اللہ میاں کو ہم مظلوموں اور بے کسوں پر کب رحم آئے گا ؟ ہماری داد رسی کب ہو گی ؟ اور ظالموں کو ان کئے کی کب سزا ملے گی ؟"

رخشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ناہید یہ تو میں نہیں کہہ سکتی لیکن میرا دل کہتا ہے کہ ایسا ہو گا ضرور چاہے جب ہو!"

وہ مایوسی کے عالم میں کہنے لگی،

"ہاں تم بھی ٹھیک کہتی ہو، دنیا بہ امید قائم! ۔میرا بھی دل کہتا ہے کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا تو ضرور۔۔"

اتنے میں گھڑی نے شام کے سات بجائے۔ رخشی اٹھ کھڑی ہوئی
اچھا نانا بیدا اب چلتی ہوں آج بہت دیر ہو گئی، انشاء اللہ کل پھر آؤں گی

(۳)

ناہید سے رخصت ہو کر رخشی اپنے گھر کے دروازے پر پہنچی تو چراغ جل چکے تھے، رات اندھیری ہوتی جا رہی تھی، لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ فخری دروازے کے پاس کھڑا ہے وہ بڑھی بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا،

فخری صاحب آپ؟ خیریت تو ہے؟"

اور پھر فخری کا چہرہ دیکھ کر وہ بدحواس ہو گئی، اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ دل سے خود بخود صدا اٹھی ضرور یہ کوئی بدخبری لے کر آیا ہے، اس نے بے قراری اور اضطراب کے ساتھ پوچھا

فخری صاحب خیریت تو ہے۔؟ ۔بتائیے فاخرہ کیسی ہے؟"

فخری نے اس سے آنکھیں کئے بغیر کہا۔

"وہ بیمار ہے، بہت بیمار ہے، میں نے آج ہی صبح اسے سول ہسپتال میں داخل کر دیا ہے، کئی انجکشن لگ چکے ہیں، لیکن حالت ابتر ہی ہوتی چلی جا رہی ہے!"

رخشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی، فخری نے کہا۔

"میں ڈیڑھ گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں!"

اس نے بیتاب ہو کر پوچھا،

"کیا اس نے مجھے بلایا ہے؟"

فخری نے جواب دیا،

نہیں۔

رخشی نے حیرت کے ساتھ یہ الفاظ دہرائے،

نہیں۔

وہ کہنے لگا،

"مجھے فاخرہ کا اندازہ کرنے میں غلطی ہوئی، میں نے اس کا غلط اندازہ لگایا، میرا خیال تھا میں اسے کچل دوں گا وہ میرے سامنے بے بسی کے ساتھ گھٹنے ٹیک دے گی، میں نے اسے کچل دیا، لیکن اس نے گھٹنے نہیں ٹیکے، اس کی آن میں فرق نہیں آیا، اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ "دشمن" کے سامنے کسی کمزوری کا اظہار نہیں کیا جن چیزوں کو میں اس کی کمزوری سمجھتا تھا، ان کا پھر اس نے نام نہیں لیا، مس رخشی آپ اس کی کمزوری تھیں ناہید اس کی کمزوری ہے سلطانہ، اختر اشفاق اس کی کمزوری ہیں، لیکن وہ خود تو کیا ہار مانتی مجھے شکست دینے کے لیے اس نے ان "کمزوریوں" کو اپنے سے دور کر دیا، وہ ایسی بن گئی جیسے نہ رخشی کو جانتی ہے، نہ ناہید کو، نہ سلطانہ کو، نہ اختر اور اشفاق کو، حد یہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی کمزوری یعنی اس کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی کہ

گھر جائے، اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر آئے، اس کے آخری رسوم میں شرکت کرے، لیکن مس رخشی اس نے فاخرہ نے آپ کی

فاخرہ نے چہرے پر کسی طرح کی داد دات کا اظہار نہیں ہونے دیا، اس نے نہایت اطمینان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا! سن لیا آپ نے مس رخشی"

یہ کہتے کہتے فخری کا گلا رندھ گیا، اس کی آواز بھرا گئی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رخشی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی یہ کیفیت دیکھ رہی

تھی اور خاموش تھی رومال سے اس نے آنسو پونچھے اور پھر کہا۔

مس رخشی یہ میری کتنی بڑی شکست تھی! اس نے کتنا زبردست طمانچہ لگایا میری آن پر!"

رخشی تو بس اسے ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی تھی، کیا مجال ہے جو منہ سے کچھ کہا، اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"آج اسے خون کی قے ہوئی۔"

رخشی چونک پڑی، بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"خون کی قے —؟"

فخری نے کہا "جی ہاں خون کی قے، میں ڈاکٹر باور کو لایا انہوں نے اکسرے کیا، خون بلغم اور تھوک کا معائنہ کیا اور جانتی ہیں آپ کیا کہا؟

"دق —؟"

"جی ہاں مس رخشی — لیکن انہوں نے کہا مریضہ کم از کم تین مہینے سے حرارت اور بخار میں مبتلا ہے، مرض جب آخری درجے پر پہنچ گیا ہے تو آپ میرے پاس لائے ہیں!"

رخشی نے نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی نظر فخری پر ڈالی اور کہا۔

ایک بیمار کے ساتھ یہ سلوک بربریت، سفاک، درندگی اور وحشت کی انتہا ہے یہ!"

فخری نے اقرار کر لیا، اس نے کہا۔

"جی بے شک — لیکن ناظرہ نے اپنی حرارت اور بخار کی اس طویل مدت میں کسی کو ہوا تک نہیں لگنے دی، گھلتی رہی پگھلتی رہی لیکن کیا مجال ہے جو اس نے کسی کو اپنی علالت کی سن گن بھی ملنے دی ہو — مس رخشی —! بے شک یہ اس کا بہت بڑا کردار ہے، کہ اس نے بیماری کو راز رکھا اور یہ راز فاش ہونے نہیں دیا، لیکن آپ جانتی ہیں اس نے ایسا کیوں کیا۔؟"

رخشی نے نہیں پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن خود فخری نے بتایا اس نے کہا۔

وہ تو مجھے شکست دینے پر تلی ہوئی تھی، اس نے پھر مجھے شکست دی وہ نہیں چاہتی تھی کہ مجھ سے اپنے دشمن سے بیماری کی فریاد کرے اسے مر جانا گوارا تھا، لیکن دشمن سے دوا لینا گوارا نہ تھا! وہ تو اس تقے کو دعا دیجئے جس نے راز فاش کر دیا!"

رخشی اب بھی بے حس و حرکت کھڑی تھی وہ اتنی بدحواس تھی کہ نہ فخری سے یہ کہہ سکی کہ مجھے ہسپتال لے چلو، نہ یہ کہہ سکی کہ آیئے ڈرائنگ روم میں تشریف رکھئے خود فخری کو بھی ان باتوں کا ہوش نہ تھا، لیکایک جیسے فخری کو کچھ یاد آگیا اس نے درد سے تڑپ کر کہا۔

"مس رخشی، یہ ساری شکستیں اس شکست کے سامنے ہیچ ہیں جو آخر میں اس نے مجھے دی۔!"

اور قبل اس کے کہ رخشی کچھ پوچھے اس نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا۔

"مس رخشی، پتھر ایسی چٹان کے سامنے مجھ جیسا گوشت پوست کا بنا ہوا معمولی سا آدمی کہاں ٹھہر سکتا تھا، نہیں ٹھہر سکا، میں نے ہار مان لی۔ شکست تسلیم کر لی اس ذرۂ بےمقدار سے شکست تسلیم کر لی جس کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی، کوئی قوت نہیں تھی، میں نے اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے، میں نے اس سے معافی مانگی اس نے اس شفقت سے جیسے ایک ماں اپنے شریر بچے کو معاف کر دیتی ہے، معاف کر دیا میں نے اس کے سامنے اعتراف کیا کہ فاخرہ میں نے تمہیں بھی غلط سمجھا تھا اور رشدی کو بھی میں بہت نادم ہوں شرمسار ہوں اور اب تلافی کی صورت میں نے یہ سوچی ہے کہ تم اچھی ہو تو ایک بھائی کی طرح تمہارا ہاتھ رشدی کے ہاتھ میں دے دوں گا، مگر یہ سن کر اس نے کہا تھا؟"

اور پھر وہ اس طرح رخشی کی طرف دیکھنے لگا، جواب اس کے پاس ہے اور پھر کچھ وقفے کے بعد کہنے لگا۔

"اس نے کہا "میں سچائی کے ساتھ، بغیر کسی کھوٹ کے، بغیر کسی دغا کے تمہاری بیوی بنی تھی، میں تمہاری بیوی ہی کی حیثیت سے مرنا چاہتی ہوں، کیا تم چاہتے ہو اپنی سچائی کو میں خود جھٹلا دوں؟"

اور پھر اس نے بڑے درد کے ساتھ، دل ہلا دینے والے انداز میں پوچھا
مس رخشی خدا کے لئے بتایئے، اتنی ذلت بخش شکستوں کا بار میں کس طرح
اٹھا سکوں گا — مس رخشی بتایئے کیا وہ اچھی ہو جائے گی ؟ اسے ملک الموت
کے پنجے سے چھیننے کے لئے میں پانی کی طرح روپیہ بہا دوں گا۔ مگر وہ
تندرست ہو جائے گی — مس رخشی جواب دیجئے آپ خاموش کیوں؟
ہیں ؟ کیا آپ کے پاس بھی میرے اس سوال کا جواب نہیں ؟
اور پھر وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

رخشی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ڈرائنگ روم میں لاکر بٹھا دیا، جلدی سے
گلوکوز کا شربت بنایا اور اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دو گھونٹ پی لیجئے طبیعت سنبھل جائے گی فخری صاحب آپ کی"
لیکن فخری نے ایک گھونٹ بھی نہیں پیا وہ بیتابی سے کھڑا ہو گیا
اس نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں آپ اس کے پاس چلیں!"
وہ آمادگی اور مستعدی کے ساتھ بولی،

"ہاں چلتی ہوں اور جب تک وہ ڈسچارج نہیں ہو جاتی وہیں رہوں گی
آپ بیٹھئے میں امی سے اجازت لے کر اور تیار ہو کر ابھی آتی ہوں۔"
فخری نے پھر ایک سوال کیا۔

"لیکن مس رخشی آپ کو دیکھ کر وہ مجھ سے خفا تو نہیں ہو جائے گی!"
"آپ سے کیوں خفا ہو گی۔؟"

"اس نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے کہ آپ کو، ناہید کو، کسی کو نہ اس
کی علالت کی اطلاع دی جائے نہ ہسپتال میں داخلہ کی!" — میں اس
کی نافرمانی کر کے کیا منہ دکھاؤں گا اسے؟"

اور پھر اس کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو گیا، رخشی کچھ
دیر سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"اگر وہ گھر پر ہوتی تو شاید مجھے آتا دیکھ کر آپ سے خفا ہو جاتی
لیکن ہسپتال میں بات بن جائے گی!"

" وہ کس طرح مس زحستی ؟"

" وہ یوں کہ آپ فوراً ہسپتال واپس جائیے - کیا کہہ کر آئے تھے اُسے ؟

" کہہ کر آیا تھا دوا لینے جا رہا ہوں !"

" بس ٹھیک ہے کوئی دوا بھی ساتھ لیتے جائیے، میں آپ کے ساتھ نہیں چلتی ایک گھنٹے کے بعد آؤں گی !"

" پھر بھی وہ مشتبہ ہو جائے گی - کیا وہ پوچھیں گی نہیں کس طرح آئیں؟ کیوں آئیں ؟"

" اگر پوچھیں گی میں جواب دے لوں گی، کوئی بہانہ کر لوں گی، لیکن یہ ساری باتیں اس وقت تک ہیں جب تک میں اس کے پاس نہیں پہنچ لیتی، مجھے دیکھنے اور مجھے پانے کے بعد وہ سب کچھ بھول جائے گی "

---

(۴)

رخشی کا جی چاہا کہ ناہید کو بھی اپنے ساتھ لیتی جائے۔ پھر سوچا یہ مناسب نہ ہوگا، خبر سنتے ہی ناہید کی حالت ابتر ہو جائے گی، اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اور خود فاخرہ پر بھی اس کا ردِ عمل بہت خراب اور خطرناک ہوگا۔ اس کی بیماری اور بڑھ جائے گی لہٰذا پہلے مجھے جانا چاہیئے پھر ناہید کو!

یہ سوچ کر، کوئی گھنٹہ بھر کے بعد مقررہ پروگرام کے مطابق ماں سے اجازت لے کر رخشی باہر آئی، اب رات کے ۹ بج چکے تھے دروازے پر اس نے قدم رکھا ہی تھا کہ رشدی آتا دکھائی دیا اسے دیکھ کر وہ ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی!

"ارے رشدی بھائی آپ کب آئے؟ ایک خط بھی نہ لکھا آپ نے اس چار مہینے کی مدت میں!"

رشدی نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا، پوچھا،

"فاخرہ کا کیا حال ہے!"

رخشی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اس نے سوچا یہ تو دوسری قیامت آئی وہ کہنے لگی،

"آپ کو کیا معلوم ہے فاخرہ کے بارے میں؟"

"اس نے کہا کچھ بھی نہیں — لیکن معاملہ نازک ہے!"

رخشی نے پھر پوچھا "آخر یہ رائے کیسے قائم کر لی آپ نے ؟"

اس نے بتایا گیارہ بجے دوپہر سے اب تک فخری کے دو پیامبر آ چکے ہیں، تین ٹرنک کال آ چکے ہیں، اب ایسا معلوم ہوتا ہے اس پر دیوانگی کی کیفیت طاری ہے ہر پیام میں ہر کال میں صرف ایک ہی بات ہوتی ہے۔

"مجھے معاف کر دو، جیسے بیٹھے ہو فوراً آؤ۔"

"آخر کیا مطلب ہے ان باتوں کا ؟"

رخشی کی جان میں جان آئی اس نے کہا،

"زیادہ پریشان نہ ہوئیے۔ فاخرہ بیمار ہے، ہسپتال میں داخل کر دی گئی ہے میں وہیں جا رہی ہوں اور جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے گی وہیں رہوں گی آپ گھر جائیے میں صبح خود آؤں گی اور اس کی مفصل حالت آپ سے بیان کر دوں گی!"

رشدی نے کہا "میں خود بھی کیوں نہ ہسپتال چلوں رخشی ؟"

وہ بولی "چل سکتے ہیں، لیکن آپ فاخرہ کا مزاج جانتے ہیں۔ ممکن ہے وہ پسند نہ کرے!"

بات رشدی کی سمجھ میں آ گئی، اس نے رخصت ہوتے ہوئے کہا۔

"صبح میں تمہارا انتظار کروں گا خواہ کچھ بھی ہو، ہر حالت میں میرے پاس پہنچنا!"

وہ بولی "رشدی بھائی کیا آپ مجھ پر بھروسہ نہیں کرتے ؟"

رشدی مطمئن ہو گیا اس نے پوچھا،

"کیا ناہید وغیرہ بھی وہیں ہیں ؟"

وہ بولی "وہاں کوئی نہیں ہے، پہلے میں جا رہی ہوں، کیفیت دیکھ کر حالات کا جائزہ لے کر آپ کو بھی اطلاع دوں گی اور نادر ناہید کو بھی!"

رشدی واپس جانے کے لئے مڑا دو قدم جانے کے بعد پھر واپس

آیا، کہنے لگا،

" کیا ابن فخری کو اپنے آنے کی اطلاع دے دوں ؟"

زخشی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ کچھ نہ کیجیے، صرف جا کر بیٹھیے اور جیسے ہی سورج طلوع ہو میرا انتظار کیجیے!"

(۵)

ڈاکٹر مس کلثوم ناظرہ کا چارٹ دیکھ رہی تھیں، ان کے چہرے سے فکر و تشویش کے آثار نمایاں تھے، پھر وہ آکر مریضہ کے پاس بیٹھ گئیں، فخری نے پوچھا،

"کہئے ڈاکٹر صاحبہ حالت کچھ سنبھلی؟"

انہوں نے ذو معنی سا جواب دیا،

"ہاں پہلے سے بہتر ہے!"

اتنے میں ایک نرس نے آکر کہا،

ڈاکٹر ایک صاحبہ آپ سے ملنے آئی ہیں!"

ڈاکٹر کلثوم نے کہا "میں تو ذرا انہیں (ناظرہ) کی واچ کر رہی ہوں یہاں سے پندرہ بیس منٹ تک ہل بھی نہیں سکتی، ان صاحبہ سے کہہ دو انتظار کریں"

نرس ذرا دیر کے بعد پھر واپس آئی کہنے لگی۔

" وہ کہتی ہیں ایک بہت ضروری کام ہے، صرف ایک منٹ کیلئے ان کی بات سن لیجئے۔

ڈاکٹر کلثوم نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا،

" انہیں یہیں لے آؤ! میں نہیں جاؤں گی کہہ دیا"

نرس چلی گئی اور فوراً ہی ان صاحبہ کو لے کر آئی، یہ صاحبہ مس رخشی

تھیں،

رخشی اور فاخرہ کی نظریں ملیں، دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بے ساختہ فاخرہ کے منہ سے نکلا "رخشی" اور رخشی کے منہ سے "فاخرہ" نکلا، رخشی نے ڈاکٹر کلثوم سے بات بھی نہیں کی، تیر کی طرح سیدھی فاخرہ کے پاس پہنچی،

"ارے یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ فاخرہ بیمار ہو کچھ!"

وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی زیرِ لب تبسم کے ساتھ گویا ہوئی۔

"نہیں — سیر و تفریح اور تبادلۂ آب و ہوا کے لئے آئی ہوں!"

رخشی نے فخری کو دیکھا لیکن نہ اس سے بات کی، نہ اس سے مخاطب ہوئی وہ فاخرہ کو پا کر سب کچھ بھول گئی تھی، قریب ہو کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی،

"تم بیمار پڑیں اور مجھے خبر بھی نہ دی؟"

اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا،

"کیا کرتی خبر دے کر؟ خدا کی مشیت میں جب ڈاکٹر دخل نہیں دے سکتا تم کیا کر لیتیں!"

رخشی نے دلاسا دیتے ہوئے کہا،

"کیوں ایسی باتیں کرتی ہو، اچھی ہو جاؤ گی، انشاء اللہ!"

پھر بڑی دیر تک دونوں میں باتیں ہوتی رہیں، رخشی نہ جانے کیا کیا کہتی رہی وہ چپ چاپ لیٹی سنتی رہی، کمزور اتنی تھی کہ بات کرتے کرتے تھک جاتی تھی، نہ رخشی نے ناہید وغیرہ کا ذکر چھیڑا، نہ فاخرہ نے ان لوگوں کے بارے میں کچھ پوچھا، اسی طرح بارہ بج گئے، وہ کہنے لگی،

"ارے رخشی رات کے بارہ بج گئے اور تم اب تک یہیں بیٹھی ہو گھر کب جاؤ گی؟"

وہ بولی "نہیں جاؤں گی، یہیں تمہارے پاس رہوں گی!"

فاخرہ خاموش ہوگئی فخری اب تک ان دونوں کی باتوں سے بالکل بے تعلق الگ تھلگ بیٹھا تھا، رخشی نے اس سے کہا۔

"فخری صاحب آپ جائیے آرام کیجیے جا کر، میں یہاں ہوں!"

وہ ضد کرتا ہوا بولا۔

"میں بھی یہیں رہوں گا مس رخشی!"

وہ سمجھاتی ہوئی بولی۔

"ضد کرنے سے کیا فائدہ؟ آپ جائیے آرام کیجیے جا کر، جتنی اچھی تیمار داری عورت کر سکتی ہے مرد نہیں کر سکتا صبح پھر آ جائیے گا، پھر دن بھر بے شک رہئے گا۔!"

فاخرہ نے بھی رخشی کی تائید کی، آخر فخری کو چلا جانا پڑا، اس کے جانے کے بعد دونوں میں پھر کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہیں، پھر رخشی نے کہا

"اب سو جاؤ فاخرہ!"

فاخرہ نے عجیب حسرت کے ساتھ کہا،

"یہی رات ہے، یہی وقت ہے کچھ باتیں کر لیں، پھر تو سونا ہی ہے قیامت تک — کہ حشر تک جاگنا قسم ہے!"

رخشی خفا ہو گئی "نہیں مانو گی؟"

وہ بولی "مان گئی، لیکن جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں وہ تو سن لو!"

"کل سنوں گی —"

"لیکن میں آج اور ابھی سنانا چاہتی ہوں!"

رخشی نے ہتھیار ڈال دیے "اچھا بھئی کہو!"

فاخرہ نے اپنی ساری رام کہانی شروع سے آخر تک بیچ میں رک رک کر اور ستا ستا کر سنا ڈالی، رخشی رو رہی تھی اور سن رہی تھی پھر فاخرہ نے کہا۔

"تم چاہے جتنی خفا ہو لو رخشی، لیکن میں جانتی ہوں کہ میرا وقت آ چکا ہے اور مرنے سے پہلے اپنی وصیت تم تک پہنچانا چاہتی ہوں،

بہت مختصر سی ہے وہ وصیت!"
اس مرتبہ رخشی نے مزاحمت کی منتظر نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی اس نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا،
"رشدی صاحب سے کہہ دینا میں نے ان سے محبت کی، انہیں چاہا، زندگی کی آخری سانس تک رہی، لیکن انہیں پا نہ سکی، انسان پہاڑ اور سمندر سے لڑ سکتا ہے مگر مشیت سے نہیں لڑ سکتا، خدا کی مرضی یہی تھی، گو میں رشدی صاحب کو نہ پا سکی، ان کی نہ بن سکی، اپنی محبت کا کوئی پھل مجھے نہ ملا، لیکن رشدی صاحب اگر چاہیں تو مجھے پا سکتے ہیں،
رخشی چونک پڑی،
"رشدی بھائی تمہیں پا سکتے ہیں؟"
وہ بولی،"ہاں رخشی، میرے گوشۂ قبر میں پہنچ جانے کے بعد بھی وہ مجھے پا سکتے ہیں، بتاؤں کیونکر؟"
"ہاں بتاؤ۔"

"میں خاک میں مل جاؤں گی، لیکن محبت امر ہوتی ہے، وہ میری محبت اگر زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں ناہید سے شادی کرنا پڑے گی!"
رخشی تڑپ کر بولی،
"یہ کیا کہہ رہی ہو تم فاخرہ!"
فاخرہ نے کہا "صرف اسی طرح میری روح کو سکون مل سکتا ہے۔ ناہید مجھ سے بھی زیادہ مظلوم! ور بدقسمت ہے اسے خوش اور مطمئن دیکھ کر میری روح کو چین آجائے گا، کیوں رخشی کیا میری یہ وصیت رشدی تک پہنچا دو گی؟"
"ضرور پہنچا دوں گی!"
"فاخرہ مجھے اس کا [illegible] ہے کہ فخری نے تمہاری زندگی غارت کر دی!"
"کمزور آواز میں بولی" مقدر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے؟ میں فخری کو

دوش نہیں دیتی، وہ بھی قابل معافی ہیں اور میں نے انہیں معاف کر دیا!"

"فاخرہ تم نے فخری کو معاف کر دیا؟"

"ہاں — صدق دل سے!"

"کتنا بڑا دل ہے تمہارا فاخرہ، تم کیا چیز ہو یہ میں اب تک نہیں سمجھ سکی!"

"غلطی آدمی ہی سے ہوتی ہے۔ فخری مجھے سمجھ نہ سکے اور اپنی ناسمجھی کے باعث ہلاکو اور چنگیز بن گئے، لیکن اب وہ نادم ہیں، شرمسار ہیں، وہ کئی بار مجھ سے معافی مانگ چکے ہیں اور بہرحال وہ میرے شوہر ہیں میں کس طرح ان کا تڑپنا، پھڑکنا، رونا اور سر جھکانا دیکھ سکتی ہوں؟ مجھے خوشی ہے کہ میں — اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو رہی ہوں کہ وہ مجھ سے خوش ہیں۔ ان کی غلط فہمی رفع ہو چکی ہے، ایک مسلمان بیوی کی حیثیت سے مجھے اس طرح نہ مرنا چاہیئے تھا کہ وہ مجھ سے خفا ہوتے، خدا بڑا کارساز ہے رخشی، اس نے ان کے دل میں انسانیت ڈال دی اسی نے انہیں سمجھ عطا کر دی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اتنا بڑا بوجھ میرے سر سے اتر گیا۔"

ذرا دیر کے بعد فاخرہ نے پکارا،

"رخشی کیا سو گئیں؟"

وہ بولی، "نہیں، — لیکن تم کیوں نہیں سو جاتیں؟"

وہ کہنے لگی، "سو جاؤں گی، — ایک بات تم سے بھی کہوں؟"

"ہاں ضرور —"

"مجھے امید ہے رشدی صاحب میری وصیت کی تعمیل کریں گے اب ایک وصیت تم سے ہے!"

"مجھ سے؟"

"ہاں رخشی!"

"وہ بھی کہہ ڈالو فاخرہ!"

"سلطانہ —"

اور اس کے بعد وہ کچھ نہ کہہ سکی، رخشی سمجھ گئی وہ کیا کہنا چاہتی ہے اس نے کہا فاخرہ یقین کرو میں اس سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں جتنی تم کرتی ہو۔ وہ صرف تمہاری ہی نہیں میری بھی بہن ہے اور آج سے وہ میری لڑکی ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں جب تک زندہ ہوں۔

فاخرہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا کر رہی ہو تم؟"

رخشی نے اٹھ کر دیکھا فاخرہ کی آنکھیں پتھرائی تھیں، سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا، وہ بھاگی ہوئی ڈاکٹر کلثوم کے کمرے میں گئی انہیں جگا کر لائی، بے چاری فوراً آئیں۔ آتے ہی انہوں نے ماتھے پر ہاتھ رکھا، نبض دیکھی اور جھکتے ہوئے کہا

"قصہ ختم!"

رخشی نے حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھا، اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے، یہ کیفیت دیکھ کر ڈاکٹر کلثوم بہت متاثر ہوئیں انہوں نے کہا۔

"جب وقت آتا ہے تو انسان کی ساری تدبیریں دھری رہ جاتی ہیں۔"

اب صبح ہو چکی تھی اور جس وقت کا دھڑکا تھا وہ وقت آگیا آخر ڈاکٹر کلثوم جا چکی تھیں اور وہ کمرے کے دروازے پر کھڑی سوچ رہی تھی کہ اب کیا کرے، رشدی کو کس طرح اطلاع دے؟ ناہید تک یہ خبر کس طرح پہنچائے اور فخری کو اس حادثہ جانگداز کا حال کس طرح سنائے کہ دیکھتی کیا ہے فخری سیدھا اسی طرف چلا آ رہا ہے، اس نے آتے ہی پوچھا۔

"فاخرہ کی طبیعت کیسی ہے اب؟"

رخشی نے اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"سو رہی ہے۔"

فخری نے ایک نظر رخشی پر ڈالی، اس کی پُرنم آنکھیں دیکھیں، اترا ہوا چہرہ دیکھا کانپتا ہوا بدن دیکھا۔ پھر اس نے کچھ نہیں کہا، سیدھا فاخرہ کے کمرے میں پہنچا، بستر کے قریب کھڑا ہو کر اُسے تکنے لگا پھر اس نے آواز دی۔

"فاضرہ — !"

"لیکن وہ نہیں بولی. اُس نے جھنجھوڑا، لیکن اس نے جنبش بھی نہ کی نبض دیکھی تو بدن ٹھنڈا پڑچکا تھا، وہ آہستہ سے کہنے لگا۔

"مرگئی، رخصت ہوگئی اس جہان سے !"

اور پھر وہ تیورا کر فرش پر گرا اور خون میں نہا گیا،

رخشی چلائی، "ڈوڈرو! ڈوڈرو، یہ کیا ہوگیا ؟"

ختم شُد

ناول

افسانہ

سفرنامہ

سفرنامہ روم مصر شام ——— شبلی نعمانی

جوار بھاٹا ——— ذوالفقار احمد تابش

انسان کی تلاش ——— نشاط فاطمہ

پیرس پارس ——— ثریا حسین

تیسری دنیا ——— احمد سعید

زندگی پھر مسکرائی ——— پرل ایس بک

عجیب لڑکی ——— پرل ایس بک

آبلہ پا ——— رضیہ فصیح احمد

متاع درد ——— رضیہ فصیح احمد

نذرانہ ——— زبیدہ سلطانہ

نازلی ——— رئیس احمد جعفری

آنچ ——— رئیس احمد جعفری

ہم سفر ——— قمر نقوی

کشید بہار ——— قمر نقوی

جوہر ——— زبیدہ سلطانہ

طاہرہ ——— زبیدہ سلطانہ

مقبول اکیڈمی لاہور

ناول، افسانہ، سفرنامہ

درد کا آنگن ——— رئیس احمد جعفری
محبت کا انتقام ——— رئیس احمد جعفری
ہمنوا ——— قمر نقوی
ابر بہاراں ——— زبیدہ سلطانہ
جلتے ہیں چراغ ——— راشدہ قمر
مسافر ——— قمر نقوی
ندیا کو بہنے دو ——— فریدہ چوہدری
نفرت ——— رئیس احمد جعفری
فرخندہ ——— رئیس احمد جعفری
امراؤ جان ادا ——— مرزا رسوا
واردات ——— منشی پریم چند
زادراہ ——— منشی پریم چند

مقبول اکیڈمی لاہور